اشاعت کا ۳۳ واں سال

مرکز التوحید، نیپال

اسلام کی حقیقی نمائندہ تحریریں

ماہنامہ

نورِ توحید

کرشنا نگر، نیپال

اگست تا دسمبر ۲۰۲۰ء۔ ذی الحجہ تا ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ

www.KitaboSunnat.com

علماء کرام نمبر

مفسر قرآن علامہ حافظ صلاح الدین یوسف، محدث عصر ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن اعظمی

پروفیسر یٰسین مظہر صدیقی، مولانا علی حسین سلفی، مولانا مقیم الدین فیضی

ڈاکٹر عبدالباری خاں، مولانا عبدالرب رحیمی رحمہم اللہ

ضمیمہ

جناب مولانا عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ

مدیر مسئول

عبدالعظیم مدنی جھنڈانگری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

علماء کرام نمبر

تجلیات

نمبر شمار	عناوین	مضمون نگار	صفحات
۱	الکتاب الحکمۃ		۲
۲	شعور و آگہی: آہ! علماء افاضل رحمہم اللہ	مدیر مسئول	۳
۳	مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ	مولانا عاشق علی اثری	۶
۴	ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ	راشد حسن مبارکپوری	۲۷
۵	پروفیسر یٰسین مظہر صدیقی رحمہ اللہ	ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی	۳۶
۶	مولانا علی حسین سلفی رحمہ اللہ	ڈاکٹر محمد اسلم مبارکپوری	۴۰
۷	مولانا علی حسین سلفی رحمہ اللہ کی تصانیف	عبیداللہ شفیق اعظمی	۴۳
۸	مولانا مقیم الدین فیضی رحمہ اللہ	مولانا عبدالحکیم مدنی	۴۵
۹	ڈاکٹر عبدالباری خان رحمہ اللہ	مولانا عبدالمنان سلفی	۴۹
۱۰	مولانا عبدالرب رحیمی رحمہ اللہ	شیخ شمیم عرفانی	۵۱
۱۱	اخبارات کے تراشے	زاہد آزاد جھنڈانگری	۵۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يهدي الله لنوره من يشاء

اسلام کی حقیقی نمائندہ تحریریں

ماہنامہ

نور توحید

کرشنانگر نیپال

مجلة إسلامية شهرية

جلد ۳۳

شمارہ ۴ تا ۸

ذی الحجہ ، ربیع الثانی ۱٤٤٢ھ

اگست تا دسمبر ۲۰۲۰ء

بانی: حضرت مولانا عبد اللہ مدنی جھنڈانگری رحمہ اللہ

مدیر مسئول: عبد العظیم مدنی جھنڈانگری

مدیر: مطیع اللہ حقیق اللہ مدنی

مشرف اداری: زاہد آزاد جھنڈانگری

مجلس مشاورت: جناب سہیل انجم * ڈاکٹر سعید احمد اثری * مولانا عبد القیوم مدنی * مولانا عبد الصبور ندوی

علماء کرام نمبر

صفحہ: ۱ / تا ۵۶

ضمیمہ:

جناب مولانا عبد المنان سلفی رحمہ اللہ

صفحہ: ۵۷ تا ۱۱۲

ناشر: عبد السلام بن عبد اللہ مدنی نے آفسٹ پریس سے چھپوا کر دفتر مرکز التوحید سے جاری کیا

بدل اشتراک

نیپال
سالانہ ۲۴۰/روپیہ

انڈیا
سالانہ ۱۵۰/روپیہ

خصوصی
۱۰۰۰/روپیہ

دیگر ممالک
۲۰/امریکی ڈالر

Email: attauheed-2
@hotmail.com

00977-76-520506-520129

نیپال و بیرونی ممالک
Noor-e-Tauheed
Krishna Nagar, Ward. No.2
Distt: Kapilvastu, Nepal

برائے ہند
Noor-e-Tauheed
C/o. Maswood Ahmad
Shoes Merchant At, P.O. Barhni
Siddharth Nagar, (U.P.) 272201

شعبۂ دعوت و اشاعت: مرکز التوحید (جامعہ خدیجۃ الکبریٰ) کرشنانگر، کپل وستو، نیپال

aakhir302@gmail.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الکتاب

﴿وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِىْ سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً وَلَئِن قُلْتَ إِنَّكُم مَّبْعُوثُونَ مِن بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوٓا إِنْ هَـذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ (سورۃ ھود:۷)

ترجمہ: اور اسی نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے اور اس کے پہلے اس کا عرش پانی پر تھا، تاکہ تمہیں آزما کر دیکھے کہ تم میں عمل کے اعتبار سے کون زیادہ اچھا ہے اور اگر آپ کہیں گے کہ تم لوگ موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جاؤگے، تو کافر کہیں گے کہ یہ قرآن کھلا جادو ہے۔

فوائد: آیت کے اس حصہ میں اللہ تعالی نے ﴿أَحْسَنُ عَمَلاً﴾ کہا ہے "أَكْثَرُ عَمَلاً" نہیں کہا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک حسنِ عمل کا اعتبار ہے، کثرتِ عمل کا نہیں اور کوئی بھی عمل اللہ کی نگاہ میں "احسن" اسی وقت ہوگا، جب وہ اللہ کی رضا کے لئے کیا گیا ہو، اور رسول اللہ ﷺ کی سنت و شریعت کے مطابق ہو، یعنی اگر دونوں شرطوں میں سے ایک بھی مفقود ہوگی تو وہ عمل اللہ کے نزدیک قابل قبول نہیں ہوگا، چونکہ اوپر اچھے اور برے اعمال، اور قیامت کے دن ان کی جزا و سزا کا ذکر آیا ہے، اسی مناسبت سے یہاں موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کی بات آئی ہے، اللہ تعالی نے فرمایا کہ اے میرے نبی! اگر آپ کفار سے کہیں گے کہ تم لوگ موت کے بعد دوبارہ زندہ کئے جاؤگے، تاکہ ہر شخص کو اس کے اچھے یا برے اعمال کا بدلہ دیا جائے، تو کہیں گے کہ اے محمد! تم جو کچھ کہہ رہے ہو جادو کی طرح بے بنیاد اور باطل ہے۔ (تیسیر الرحمٰن: لبیان القرآن)

الحکمہ

وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: إذا مات ابن آدم انقطع عملہ إلا من ثلاث: صدقة جارية، أو علم ينتفع به، أو ولد صالح يدعوله") (رواہ مسلم)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے، مگر تین چیزوں کا ثواب اسے ملتا رہتا ہے، ایک صدقۂ جاریہ، یا وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعائے خیر کرتی رہے۔" (مسلم)

فوائد: عمل کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے، کا مطلب ہے کہ اس پر اجر و ثواب ملنا بند ہوجاتا ہے۔ تاہم تین عمل ایسے ہیں کہ موت کے بعد بھی ان کا ثواب میت کو پہونچتا رہتا ہے۔

صدقۂ جاریہ، جیسے مرنے والا مسجد و مدرسہ، اسپتال اور سرائے وغیرہ بنا جائے تو لوگ جب تک ان سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے میت کو ثواب پہونچتا رہے گا۔

علم، جس سے فائدہ اٹھایا جائے، کا مطلب ہے دوسروں کو علم سکھانا یا تالیفات و تصنیفات کے ذریعہ سے علم پھیلانا، جب تک اس کا سلسلہ تلمذ قائم اور کتابیں محفوظ و موجود رہیں گی اور لوگ ان سے برابر فائدہ اٹھاتے رہیں گے تو ان کا اجر بھی استاد یا مصنف کتاب کو ملتا رہے گا۔

اولاد کی نیک تربیت بڑی ضروری ہے تاکہ وہ مرنے کے بعد صحیح طریقے سے اپنے والدین کے حق میں دعائے خیر کرتی رہے۔ (ریاض الصالحین اردو)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شعور وآگہی
عبد العظیم مدنی جھنڈانگری

آہ! علماء افاضل رحمہم اللہ

آنکھوں میں جذب ہوگئے، دل میں سما گئے

قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں علم اور اہل علم کی کافی فضیلت بیان کی گئی ہے، جس کے نمونے آیات کریمہ اور احادیث میں جابجا نظر آتے ہیں، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شرعی علم کس قدر فضائل اور خصوصیات سے لبریز ہے، علم سب سے بہترین دولت ہے جس کا کوئی بدل نہیں، علم وہ روشنی ہے جس سے ذہن و دماغ ہی منور نہیں ہوتا بلکہ پورے وجود کو ایک خوبصورت اور خوشنما جہت ملتی ہے اور اسی علمی روشنی سے جہالت کی دبیز تہیں بھی پرنور ہوجاتی ہیں۔

ہمیں علم نافع حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور علم غیر نافع سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے اور اس خوبصورت جوہر کو حاصل کرنے اور اس میں اضافہ کے لئے آپ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ دعا سکھلائی گئی ہے، ﴿وقل رب زدنی علما﴾ (طہ:۱۱۴) ''اے میرے رب میرے علم میں اضافہ کر'' اور یہ درس دیا گیا کہ جاننے والے اور نہ جاننے والے ہرگز برابر نہیں ہوسکتے، اہل علم کی عزت وشرف، قدر و منزلت اور ان کی اہمیت کا اندازہ اس آیت کریمہ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے، ارشاد باریٔ تعالی ہے: ﴿إنما يخشى الله من عباده العلماء﴾ (فاطر ۲۸) ''اور اللہ سے اس کے بندوں میں سے صرف علماء ہی ڈرتے ہیں''۔

اس سال کووڈ ۱۹/کورونا وائرس کی وجہ سے بڑی آزمائشوں کا سامنا رہا، جس سے پورے عالم میں صحت کے حوالے سے اضطرابی کیفیت رہی اور اقتصادی پہلو سے بھی پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑا، اور موجودہ تعلیمی سال کافی متاثر ہوا اس کی ماضی قریب میں کوئی مثال نہیں ملتی، ایسے نازک حالات میں طلبہ اور ان کے سرپرست حضرات جس ذہنی الجھن کے شکار رہے وہ عیاں ہے۔

یہ سال ''عام الحزن'' کے طور پر بھی یاد کیا جائے گا جس میں نامور اہل علم وفضل اس دنیا سے رخصت ہوگئے، ان علمائے افاضل کی وفات پر یہ حدیث نبوی ﷺ ذہن و دماغ میں گردش کررہی ہے، آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ''ان الله لا يقبض العلم انتزاعاً ينتزعه من الناس ولكن يقبض العلم بقبض العلماء......'' ''اللہ تعالی علم اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اسے لوگوں کے سینوں سے کھینچ لے، لیکن وہ علم کو علماء کی وفات کے ذریعہ سے اٹھائے گا''۔

جگنوؤں تم کو نئے چاند اگانے ہوں گے
اس سے پہلے کہ اندھیروں کی حکومت ہوجائے

حالیہ مہینوں میں وفات پانے والے علماء ذی وقار میں سے چند علماء افاضل کی حیات و خدمات سے متعلق ماہنامہ ''نور توحید'' کی یہ **اشاعت خاص** منظر عام پر لائی جارہی ہے جو اپنے اپنے فن میں یکتائے روزگار تھے، علمی دنیا میں ان کا مقام و دبدبہ تھا، جو مفسر بھی تھے اور محدث بھی، سیرت نبویہ پر گہری نظر رکھنے والے بھی تھے اور خطابت کے جوہر دکھلانے والے بھی اور ایسے بھی تھے جو دعوت وارشاد کو بحسن وخوبی انجام دیتے تھے، ان علماء کرام کی خدمات کا دائرہ کافی وسیع ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک دنیا ان حضرات کی کتابوں اور دروس سے استفادہ کرتی رہے گی۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حقیقت یہ ہے کہ دنیا سے جو بھی عالم دین رخصت ہوتا ہے اس کا بدل دشوار ہی نہیں ناممکن نظر آنے لگتا ہے، لیکن آپ ﷺ نے ہمیں مایوسی سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے اور ایسے مواقع کے لئے اس دعا کی تعلیم دی "إنا لله وإنا اليه راجعون" اللهم اجرني في مصيبتي واخلف لي خيرا منها" کسی مصیبت اور پریشانی کے وقت یہ دعاء پڑھی جائے تو اللہ تعالی اس کانعم البدل عطا فرما دیتا ہے"

شعور وآگہی کے اس کالم میں علماء کرام کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے، آئندہ سطور میں تفصیلی حالات ملاحظہ فرمائیں گے۔

مفسر قرآن حضرت علامہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی شخصیت بڑی جامع تھی، آپ کی تفسیر ''احسن البیان'' کو اللہ نے بڑی مقبولیت عطا فرمائی، منتہی جماعت کا شاید ہی کوئی ایسا طالب علم ہو جو آپ کے نام سے واقفیت نہ رکھتا ہو، عربی درجات کی ابتداء ہی سے طلبہ اس عظیم تفسیر سے استفادہ شروع کر دیتے ہیں، علماء اور خطباء حضرات بھی خوب مستفید ہورہے ہیں اور عوام الناس بھی اس تفسیر سے اپنی عاقبت سنوار رہے ہیں، آپ نے پچاس سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں جو اپنے موضوع کے اعتبار سے کافی اہمیت کی حامل ہیں، جس میں تفسیر ''احسن البیان'' اور دلیل الطالبین، شرح ریاض الصالحین'' کو درجنوں مکتبات نے معروف زبانوں میں شائع کیا، ان شاء اللہ یہ آپ کے لئے صدقۂ جاریہ ثابت ہوں گی۔

ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ کی شخصیت محدثانہ طرز فکر اور محققانہ اعمال سے مزین تھی، اللہ رب العالمین نے کس طرح ایک غیر مسلم گھرانے میں پیدا ہونے اور نشو ونما پانے والے ''بانکے رام'' کو ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن اعظمی بنا کر دین اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر دیا، جس وقت بانکے رام کی پیدائش ہوئی کسے یہ وہم وگمان رہا ہوگا کہ یہ بچہ آگے چل کر محدث عصر کی شکل میں ایک روشن ستارہ بن جائے گا، آپ نے امت محمدیہ کو احادیث نبویہ کا ایک گراں قدر، منفرد اور عظیم تحفہ "الجامع الكامل في الحديث الصحيح الشامل" کی شکل میں عنایت فرمایا اور اس کا اختصار بھی دکتور رحمہ اللہ کے گہربار قلم سے ہوا، ان شاء اللہ مختلف زبانوں میں جب اس اختصار کا ترجمہ سامنے آئے گا تو عوام الناس بھی کثیر تعداد میں استفادہ کرسکیں گے۔

۱۹۸۳ء میں دکتور اعظمی رحمہ اللہ نے نیپال کا دعوتی دورہ کیا اس وقت جامعہ سلفیہ جنک پوردھام، نیپال میں برادر گرامی قدر شیخ عبد اللہ مدنی جھنڈانگری رحمہ اللہ تدریسی اور دعوتی فرائض انجام دے رہے تھے، وہاں آپ کے اعزاز میں استقبالیہ پروگرام منعقد کیا، شیخ مدنی رحمہ اللہ نے آپ کا تعارف کراتے ہوئے یہ شعر بھی ان کی نذر کیا تھا۔

مت پوچھئے ہوائے زمانہ بدل گئی — آئے ضیاء تو صورت خانہ بدل گئی

دکتور رحمہ اللہ نے نیپال آمد پر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے طلبہ سے خطاب فرمایا، نیپال کے مختلف علاقوں کو بھی یہ سعادت حاصل ہوئی۔

پروفیسر یٰسین مظہر صدیقی رحمہ اللہ کی شخصیت سیرت نبوی ﷺ کے حوالے سے کافی معروف ہے، آپ نے اپنی زندگی اس موضوع کی نئی جہتیں تلاش کرنے میں گزار دی اور اس کا حق ادا کر دیا، آبروئے جماعت حضرت علامہ ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری رحمہ اللہ آپ کو بڑی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھتے اور جامعہ سلفیہ بنارس میں شایان شان استقبال کرتے تھے، جامعہ سلفیہ بنارس میں دوران تعلیم ایک کانفرنس کے موقع پر آپ کو دیکھنے اور سننے کا موقع ملا اور آپ کی شخصیت دل میں گھر کر گئی، اللہ آپ کی خدمات کو قبول فرمائے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جامعہ سلفیہ بنارس کے موقر استاذ جناب مولانا علی حسین سلفی رحمہ اللہ مختصر علالت کے بعد بتاریخ: ۲۳ / جولائی ۲۰۲۰ء میں انتقال فرما گئے، جامعہ سلفیہ بنارس سے فراغت کے بعد تدریسی خدمات کی انجام دہی کے ساتھ آپ نے علمی و تحقیقی دنیا میں اپنی ایک پہچان بنائی، جس کا ایک نمونہ ''فتح المغیث'' کی تحقیق کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے جو عرب دنیا میں بھی کافی مقبول ہے، مولانا رحمہ اللہ نے رئیس الاحرار حضرت علامہ رئیس احمد ندوی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد مسند افتاء کو رونق بخشی اور کئی درسی کتابوں کی تدریس کے ساتھ صحیح بخاری کی تدریس بھی فرمائی اور اپنے دقیق علمی مباحث سے طلبائے علوم نبوت کو مستفیض فرمایا۔

جمعیت اہل حدیث ممبئی مہاراشٹرا کے سابق ناظم جناب مولانا مقیم الدین فیضی رحمہ اللہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، اللہ نے آپ کو زبان و بیان پر قدرت عطا فرمائی تھی، آپ بیک وقت خطابت صحافت اور نظامت کے فرائض بحسن وخوبی انجام دیتے رہے اور دعوت و تبلیغ کے ذریعہ لوگوں کے ذہن ودماغ کو منور فرماتے رہے، ۲۰۰۴ء میں پاکوڑ کانفرنس کے موقع پر جب آپ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے نائب ناظم کے عہدہ پر فائز تھے، آپ رحمہ اللہ کی دلنشیں نظامت اور فصیح وبلیغ خطابت سننے اور آپ کی شخصیت کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔

ڈاکٹر عبدالباری خاں رحمہ اللہ کی شخصیت بڑی ہر دلعزیز رہی، آپ نے جمعیت و جماعت سے دلچسپی کے ساتھ اپنے علاقہ کو علمی شہر بنانے میں بھرپور کردار ادا کیا جس کے اچھے ثمرات مرتب ہورہے ہیں، اپنی پیرانہ سالی اور ضعیف العمری کے باوجود کلیۃ الطیبات نسواں کالج، جامعہ خیر العلوم اور خیر ٹیکنیکل کالج ڈومریا گنج کی مکمل نگہداشت فرمائی اور عروج تک پہونچایا جس سے طلبہ وطالبات شرعی علوم کے ساتھ دیگر فنون میں بھی مہارت حاصل کررہے ہیں۔

ضلع مہراج گنج (گورکھپور) انڈیا کی ایک معروف اور بزرگ شخصیت مولانا تجمل حسین منگل پوری رحمہ اللہ کی تھی جو ایک خطیب اور داعی کی حیثیت سے جانے اور پہچانے جاتے تھے، علاقے اور قرب وجوار کے دینی اجتماعات میں پورے انہماک سے شرکت فرماتے اور داعیانہ کردار ادا کرتے تھے، آپ رحمہ اللہ کے صاحبزادے مولانا عبدالرب رحیمی رحمہ اللہ کی شخصیت بھی داعیانہ اوصاف کی حامل تھی اور اس شعر کے مصداق بھی۔

باپ کا علم اگر بیٹے کو نہ ازبر ہو   پھر پسر قابل میراث پدر کیوں کر ہو

مولانا عبدالرب رحیمی رحمہ اللہ نے اپنے والد کے نقش قدم کو اختیار کرتے ہوئے زندگی گزاری اور دعوت وتبلیغ کا حق ادا کردیا۔

علماء کرام کی **اشاعت خاص** کے ساتھ بہت ہی فاضل اور مایہ ناز شخصیت جناب مولانا عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ کی زندگی کے چند گوشوں پر مشتمل ایک ''ضمیمہ'' بطور ہدیہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے، اللہ شرف قبولیت سے نوازے۔

ان علمائے افاضل کی حیات وخدمات سے متعلق اصحاب علم کے مقالات اور مضامین شائع کرتے ہوئے ہمیں خوشی محسوس ہورہی ہے، اللہ رب العالمین انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور ہر طرح کی سلامتی اور صحت وعافیت کے ساتھ رکھے، اور اللہ ذوالجلال وفات پانے والے علماء کرام کی خدمات کو قبول کرتے ہوئے جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مولانا ابوصادق عاشق علی اثری
جامعہ اسلامیہ سنابل (دہلی)

مفسر قرآن علامہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ
حیات و خدمات کا ایک مختصر خاکہ

مفسر قرآن حضرت علامہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ (صاحب تفسیر ''احسن البیان'') کی حیات و خدمات سے متعلق بزرگ عالم دین گرامی قدر جناب مولانا عاشق علی اثری حفظہ اللہ کا ایک مبسوط اور وقیع مقالہ شیخ محمد رحمانی حفظہ اللہ کے تاثراتی کلمات کے ساتھ موصول ہوا ہے، ان حضرات کے شکریہ کے ساتھ حوالۂ قارئین ہے۔

مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، مدینہ نبویہ دنیا کے ان بڑے مجمعات میں سے ہے جسے بالخصوص قرآن مجید کے مختلف نسخوں اور مختلف تراجم کے ہزاروں مصاحف چھاپنے اور ساری دنیا میں مفت تقسیم کرنے کا شرف حاصل ہے، ملک فہد رحمہ اللہ کا یہ وہ کارنامہ ہے جس کی کوئی مثال تاریخ میں نہیں ملتی، محض طباعت ہی نہیں فن خطاطی کے نادر اور جدید نمونے اور مختلف شرعی علوم کی اہم تصانیف بھی یہاں سے چھپ کر ساری دنیا کو مبہوت کرتی رہی ہیں قرآن مجید کی طباعت کے ساتھ قرآن مجید کو قرأت سبعہ اور قرأت عشرہ کے فنون پر ویڈیو اور آڈیو کی شکل میں بھی اس مجمع نے ساری دنیا کے سامنے پیش کیا ہے، مصاحف کو چھاپنے اور اس کے تراجم نیز تفاسیر وغیرہ پر مکمل علمی نظر رکھنے کے لئے علمائے کرام اور ائمہ حرمین کی پوری ٹیم کام کرتی رہی ہے اسی طرح عالم اسلام کے معروف فن کار قراء کی ٹیم بھی صوتی مجموعہ پر باقاعدہ ریکارڈنگ کر کے پوری باریکی کے ساتھ کام کرتی رہی ہے، مجھے یاد ہے کہ عالم اسلام کے معروف مجدد و قاری اور معروف عالم دین نیز حرم نبوی ﷺ کے سب سے بزرگ اور متقی و پرہیزگار امام و خطیب فضیلۃ الشیخ علی بن عبدالرحمٰن الحذیفی حفظہ اللہ کا صوتی مجموعہ بھی مجمع نے تیار کیا تھا، اس کے لئے جب ان کی ریکارڈنگ کا عمل کیا جا رہا تھا تو مجمع الملک کے قراء کی ٹیم بسا اوقات ان کو بعض کلمات کئی کئی بار دہرانے کی صلاح دیتی تھی تاکہ ان کی ادائیگی صد فیصد تجوید کے قواعد کے لحاظ سے ڈھل جائے اور شیخ حذیفی حفظہ اللہ کا تواضع تھا کہ وہ اس کا اعادہ کرتے رہتے تھے، اتنا پختہ اور باریک کام اللہ رب العالمین کے فضل و کرم سے دنیا کے کسی بھی ادارہ نے نہیں کیا، مجمع الملک فہد سے متعلق تعارف کا یہ موقع نہیں ہے ورنہ محض تعارف کے لئے مسلسل مضامین کی ضرورت ہے۔

۱۳؍جولائی کو میرے واٹس ایپ پر والد گرامی مولانا عبدالحمید صاحب رحمانی رحمہ اللہ کے ایک فاضل شاگرد رشید برادر گرامی ڈاکٹر اختر جمال لقمان صاحب حفظہ اللہ ورعاہ مدرس دارالحدیث مکہ مکرمہ کا ایک میسج آیا، علامہ محمد صاحب جوناگڑھی رحمہ اللہ کے ترجمہ قرآن کریم پر حافظ صلاح الدین یوسف صاحب رحمہ اللہ کے حواشی کو تفسیر احسن البیان کے نام سے مجمع الملک نے جو شائع کیا تھا اس

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پر نظر ثانی کرنے والوں میں سے ایک ڈاکٹر اختر جمال حفظہ اللہ بھی ہیں انہوں نے جو مسیج مجھے ارسال کیا تھا اس میں دارالعلوم دیوبند کی افتاء کمیٹی کے ہفوات اور غلط بیانی کی ایک چھوٹی سی مثال موجود تھی، مجمع الملک فہد کی علمی کمیٹی اور ایک مضبوط کام کرنے والی ٹیم کی نظر ثانی کے بعد قرآن وسنت اور فہم سلف پر مبنی تفسیر احسن البیان کو اس فتوے میں نا قابل اعتماد اور اس کے فاضل مؤلفین کو ''غیر مقلد'' اور غیر معتبر قرار دیا گیا تھا، تفسیر احسن البیان سے پہلے مجمع اردو زبان میں جو تفسیر شائع کرتا تھا اس میں دارالعلوم دیوبند کے کرم فرما افراد شامل تھے اور کسی طرح سے اسے وہاں سے غلط بیانی کر کے شائع کرا لیا تھا اس میں بہت سی عقدی ومنہجی غلطیاں موجود تھیں اس وجہ سے اس کی اشاعت کو روک دیا گیا تھا شاید اسی کا ردعمل تھا کہ تفسیر احسن البیان جو اس سے کہیں زیادہ جامع اور معتبر تھی اسے برداشت کر پانا ممکن نہیں ہو پا رہا تھا، اندھی تقلید شخصی کے یہ جراثیم اخر مدینۃ الرسول ﷺ سے کیسے پنپ سکتے تھے اور ہمیں رسول اکرم ﷺ کے احترام اور آپ کی ذات گرامی کا لحاظ کم از کم اس جگہ تو رکھنا ہی چاہئے تھا جہاں رسول اکرم ﷺ کی مبارک مسجد اور قبر مبارک ہے اور جہاں سے تقلید کی جڑوں کو کاٹنے اور اتباع واطاعت کی روح کو ترویج دینے کا کام خود رسول اکرم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے انجام دیا تھا، یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اسی مدینۃ الرسول کو دیوبند میں بیٹھ کر اپنے نظریات اور منہج پر متعارف کرانے کی سعی کی جا رہی تھی اور ناکامی کی صورت میں تلملاہٹ نے ایسی شکل اختیار کر لی کی فتوے بازی کی نوبت آ پہونچی۔

استاذ گرامی مولانا ابو صادق عاشق علی اثری حفظہ اللہ کا حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی حیات وخدمات پر مشتمل یہ مضمون جب تیار ہو رہا تھا اسی بیچ دارالعلوم دیوبند کا یہ فتوی ایک بار پھر سوشل میڈیا پر وائرل ہونے لگا ہمارے بعض احباب نے اس پر بہت سے تبصرے بھی کئے اور مولانا اثری حفظہ اللہ نے بھی اسے اپنے مضمون میں شامل کر لیا بلکہ اس کے علاوہ تفسیر ابن کثیر جیسی معتبر تفسیر پر بھی انگشت نمائی والا ایک فتوی اس مضمون میں شامل کیا گیا ہے، اس فتوے میں بھی تقلید شخصی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی تنگ نظری اور محدود اور غلط سوچ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے جب کہ خود ان فتویٰ گروں کی چہار دیواری کا جائزہ لیا جائے تو بدعات وخرافات یہاں تک کہ شرکیات کی حد تک پہونچ جانے والے بہت سے افکار نکل کر سامنے آئیں گے، وہاں موجود کئی ایسے حقائق ہیں جن کا میں نے خود بھی جائزہ لیا ہے، صلاۃ جنازہ کے لئے خاص مقام سے لے کر درخت اور وہاں موجود ''تبرکات'' اور پانی کے نلکہ، ایک خاص درخت اور قبرستان سے متعلق جو چیزیں ہیں ان کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے، ماضی قریب میں طلاق ثلاثہ، مساجد میں خواتین کے داخلہ، حلالہ اور دوسرے بہت سے مسائل میں انہیں کے مسلک سے تعلق رکھنے والے بہت سے اصحاب جبہ ودستار نے جس انداز سے ان لوگوں سے دوری اختیار کی ہے، اس کی تفاصیل کا بھی یہ موقع نہیں ہے ان مسائل پر یہاں اشارات ہی کافی ہیں۔ اللہ رب العالمین ہم سب کو عقل وشعور عطا فرمائے اور فہم دین سے نوازے۔ آمین

اس موقع سے میں مسلمانوں سے یہ اپیل ضرور کروں گا کہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی تفسیر احسن البیان سے متعلق کوئی کچھ بھی کہے لیکن اسے اپنے مطالعہ میں ضرور رکھیں، قرآن فہمی اور اس پر عمل ایک ایسا ہتھیار ہے جو ہمیں دنیا کے تمام مراحل میں پر وقار اور باعزت بناتا ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اورآخرت کی کامیابی کے دروازے کھولتا ہے اوراگر یہ فہم، رسول اکرمﷺ کی صحیح احادیث اورصحابہ کرام کے فہم پر مبنی ہو تو اس میں چار چاند لگ جاتے ہیں اورتفسیراحسن البیان کی یہ خوبی ہے کہ اس میں بہت جامع اورمختصرانداز میں ضروری حواشی کوقلم بندکردیا گیا ہے اورعوامی مزاج کا بھر پور خیال رکھا گیا ہے،عوام الناس اگرمفصل تفاسیراور بالخصوص عربی زبان یاعربی زبان سے اردوترجمہ والی مفصل تفاسیر کومطالعہ میں رکھیں تو بہت سی باتیں ان کی سمجھ سے باہر ہوتی ہیں اس لحاظ سے تفسیر احسن البیان ایک مختصر، جامع اور قابل اعتماد تفسیر ہے لہذا اسے مطالعہ میں رکھا جانا چاہیے۔

اللہ رب العالمین مولانا محمد صاحب جونا گڑھی، حافظ صلاح الدین یوسف رحمہما اللہ اورسعودی حکومت کے لئے اس کی طباعت اوراس کی نشر و اشاعت کوصدقۂ جاریہ بنائے، اس پرنظرثانی کرنے والی ٹیم کواس کا دنیااورآخرت میں بہتر بدلہ عطا فرمائے اوراستاذ محترم مولانا ابوصادق عاشق علی اثری حفظہ اللہ کوحافظ صاحب رحمہ اللہ سے متعلق اس مضمون کی ترتیب پراجروثواب سے نوازے اوردونوں جہانوں کے لئے اس کوشش کورفع درجات کا سبب قرار دے۔آمین (محمد رحمانی)

تمہید:

یہ دنیا فانی ہے اور یہاں کی ہر چیز آنی جانی ہے، فرمان ربانی ہے:

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ. وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ (الرحمٰن:۲۶،۲۷)

’’جو کچھ بھی زمین پر ہیں سب فنا ہوجانے والے ہیں، صرف تیرے رب کی ذات جوعظمت اورعزت والی ہے باقی رہ جائے گی‘‘۔

اللہ کے اس عمومی قانون سے کوئی بھی مستثنیٰ نہ رہا ہے اور نہ رہے گا، یہی وجہ ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے انبیاء، اولیاء، صلحاء، اتقیاء، دعاۃ و مبلغین، مؤلفین و مصنفین، مترجمین و محققین اورمختلف میدان ہائے عمل میں کارہائے نمایاں انجام دینے والی شخصیات اورامراء، وزراءاوررعب و دبدبے والے سلاطین وقت یہاں آئے اور اپنی عمر کی گھڑیاں پوری کرکے اس دنیائے فانی سے اپنا رخت سفر باندھ کرعالم برزخ اورعالم آخرت کی طرف روانہ ہوگئے۔

جب ہم بہت ہی ماضی قریب کی تاریخ کے اوراق پر ایک سرسری نظرڈالتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ وطن عزیز میں کوروناوائرس کے داخل ہونے اوراس سے جنگ لڑنے کے لئے حکومت کی طرف سے لاک ڈاؤن کے اعلان کے وقت سے تادم تحریر برصغیر ہندو پاک سے بڑی بڑی علمی، دعوتی، تصنیفی وتحقیقی، تدریسی وتربیتی شخصیات کی اس دنیائے فانی سے روانگی کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہوا، ان علمی، دعوتی اور اصلاحی شخصیات پرنگاہ ڈالنے سے کلیجہ منہ کوآجاتا ہے اور آنکھیں اشک بار ہوجاتی ہیں، رواں سال میں مارچ ۲۰۲۰ء سے تاہنوز ۱۲/جولائی ۲۰۲۰ء) جو اہم شخصیات ہم سے جدا ہوگئیں ان پرایک طائرانہ نظرآپ بھی ڈال لیجئے:

۱۔ڈاکٹر محمد لقمان سلفی، مؤسس ورئیس جامعۃ الامام ابن تیمیہ ومرکز العلامۃ ابن باز للدراسات الإسلامیہ، چمپارن، بہار۔(۵/مارچ ۲۰۲۰ء)

۲۔مولانا اقبال احمد کنزی، دوبھڑیا، سدھارتھ نگر، سابق نگراں ومنیجر شاخ بستی، جامعہ اسلامیہ سنابل، نئی دہلی۔(۲۴/اپریل ۲۰۲۰ء)

۳۔مولانا فضل الرحمٰن محمدی، ناظم اعلی صوبائی جمعیۃ اہل حدیث مہاراشٹر وایڈیٹر اخبار اسلاف، مالیگاؤں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

(۲۵/اپریل ۲۰۲۰ء)

۴۔مولانا ڈاکٹر محمود الحسن سلفی برادر خرد جناب ڈاکٹر عبدالباری فتح اللہ مدنی (۲۷/اپریل ۲۰۲۰ء)

۵۔مولانا یوسف جمیل جامعی، کرنول، آندھرا۔ (۳۰/اپریل ۲۰۲۰ء)

۶۔شیخ علاء الدین ندوی، سابق استاذ جامعہ محمدیہ منصورہ، مالیگاؤں۔(۶/مئی ۲۰۲۰ء)

۷۔پروفیسر شیخ حافظ عین الباری عالیاوی، سابق امیر مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند و امیر صوبائی جمعیۃ اہل حدیث مغربی بنگال۔(۱۵/مئی ۲۰۲۰ء)

۸۔پروفیسر مولانا ثناء اللہ خان۔(۱۸/مئی ۲۰۲۰ء)

۹۔مولانا شمشیر عالم ممبئی۔(۲۵/مئی ۲۰۲۰ء)

۱۰۔شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید ہزاروی۔(۲۹/مئی ۲۰۲۰ء)

۱۱۔شیخ القراء قاری یحیٰ رسول نگری۔ (۳۱/مئی ۲۰۲۰ء)

۱۲۔پروفیسر مولانا عبدالرحمٰن لدھیانوی۔ (۳/جون ۲۰۲۰ء)

۱۳۔مولانا یوسف بٹ۔(۵/جون ۲۰۲۰ء)

۱۴۔مولانا عبدالجبار سلفی، ناگپور، مہاراشٹر۔ (۷/جون ۲۰۲۰ء)

۱۵۔مولانا محمد ریاض موسیٰ ملیباری، کیرالا۔ (۸/جون ۲۰۲۰ء)

۱۶۔معروف مؤلف ومحقق ڈاکٹر عبدالقیوم عبدالرب النبی، مقیم مکہ مکرمہ۔(جون ۲۰۲۰ء)

۱۷۔ڈاکٹر ولی اختر ندوی، پروفیسر دہلی یونیورسٹی، دہلی۔(۹/جون ۲۰۲۰ء)

۱۸۔مولانا عبدالرب رحیمی بن میاں سید تجمل حسین منگل پوری، مہراج گنج، یوپی۔(۲۷/جون ۲۰۲۰ء)

۱۹۔مولانا محمد ابراہیم سلفی، مغربی بنگال، سابق مدرس معہد التعلیم الاسلامی، نئی دہلی۔(۲۹/جون ۲۰۲۰ء)

۲۰۔حکیم مولانا عبدالحنان سلفی، سابق ڈپٹی ڈائرکٹر سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن، دہلی۔(وزارت آیوش، حکومت ہند) و سابق نائب صدر و تاوفات ممبر ابوالکلام آزاد اسلامک اویکننگ سنٹر، نئی دہلی۔(۲/جولائی ۲۰۲۰ء)

۲۱۔علامہ عبدالجلیل سامرودی رحمہ اللہ کے پوتے مولانا علی احمد سامرودی۔(۳/جولائی ۲۰۲۰ء)

۲۲۔ڈاکٹر عبدالباری خاں، بانی و ناظم جامعہ اسلامیہ خیر العلوم (خیر ٹیکنیکل سوسائٹی) ڈومریا گنج، یوپی۔ (۹/جولائی ۲۰۲۰ء)

۲۳۔مولانا شمس الضحیٰ، مالدہ، بنگال۔(۱۰/جولائی ۲۰۲۰ء)

۲۴۔استاذ مکرم مولانا عبدالوکیل انواری، سابق اکاؤنٹینٹ جامعہ اسلامیہ خیر العلوم، ڈومریا گنج، یوپی۔ (۱۲/جولائی ۲۰۲۰ء)

۲۵۔معروف مفسر ومحدث ومحقق علامہ حافظ صلاح الدین یوسف۔(۱۲/جولائی ۲۰۲۰ء) ان کے بعد وفات پانے والے کچھ نام۔

رحمهم الله جميعاً رحمة واسعة وغفرلهم وتجاوزعن سيئاتهم وأدخلهم في فردوس جناته۔ آمین یارب العالمین۔

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (الحشر:۱۰)

جنوری ۲۰۱۴ء میں راقم سطور نے مولانا عبدالسلام رحمانی (م ۲۹/دسمبر ۲۰۱۳ء) رحمہ اللہ سابق ناظم مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند پھر نائب امیر مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہنداور وکیل جامعہ سراج العلوم بونڈیہار، بلرام پور کی وفات کے بعد موصوف کی حیات وخدمات پر ایک مختصر مقالہ حوالۂ قرطاس کیا تھا جس میں ایک دہے (دس سال) میں برصغیر ہندو پاکستان کے ساتھ عالم اسلام اور عالم عرب کی بھی بعض اہم شخصیات اس فہرست میں شامل تھیں وہ فہرست ۲۸/علماء وفضلاء پر مشتمل تھی جب کہ مذکورہ بالا فہرست صرف سوا چار مہینے کے اندر وفات پانے والے فقط علماء برصغیر ہندو پاک کی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ علمی، تدریسی، دعوتی، تحقیقی اور تصنیفی میدان کا کتنا بڑا خسارہ ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمارے حالات پر رحم فرمائے اور امت اسلامیہ کوان کانعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

غالبًا ایسے ہی حالات میں مولانا الطاف حسین حالی (م ۱۹۱۴ء) رحمہ اللہ نے کہا تھا۔

غالب ہے، نہ شیفتہ، نہ میر باقی
وحشت ہے، نہ سالک، نہ انور باقی
حالی اب انہیں کو بزم یاراں سمجھو
یاروں کے جو کچھ داغ ہیں دل پر باقی

ان کے علاوہ اور بہت سی علمی، دعوتی، تحقیقی، تدریسی، ملی اور جماعتی شخصیات ہیں جو ہم کو داغ مفارقت دے کر ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہوگئیں، وہ قوم وملت کا عظیم سرمایہ تھیں، افسوس اس بات کا ہے کہ جو علماء، مفسرین و محدثین، دعاۃ ومصلحین، مصنفین ومحققین اور مدرسین و خطباء چلے گئے اوران کی جگہیں خالی ہوگئیں صحیح معنی میں کوئی دوسرا ان کی جگہ کو پر کرنے والا نظر نہیں آتا ہے۔

سچ فرمایا ہے صادق ومصدوق رسول اکرم ﷺ نے:

"إن الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من العباد، ولكن يقبض العلم بقبض العلماء، حتى إذا لم يبق عالماً اتخذالناس رؤوسا جهالا، فسئلوا فأفتوا بغير علم، فضلوا وأضلوا"

(متفق علیہ بروایت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما)

"بے شک اللہ تعالیٰ علم کو بندوں سے چھین کر نہیں ختم کرتا ہے بلکہ علماء کو قبض کرکے علم کو ختم کرتا ہے، یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ کسی عالم کو باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جاہلوں اور نادانوں کو سردار بنالیں گے، ان سے مسئلہ دریافت کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتوی صادر کریں گے، اس طرح وہ خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے"

آج میں معروف مفسر، محدث، محقق، شارح، فقیہ، مصنف، مترجم، صحافی علامہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی حیات وخدمات اوران کے اعمال جلیلہ پر مختصر روشنی ڈالنے کی کوشش کررہا ہوں، کیونکہ مستقبل کو روشن اور تابناک بنانے کے لئے ماضی کی تاریخ کو نگاہ میں رکھنا ضروری ہے، جوقومیں اپنے اسلاف کی تاریخ کو فراموش کردیتی ہیں وہ اپنا مستقبل تاریک بلکہ تباہ وبرباد کردیتی ہیں، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ماضی کی تاریخ خود بیان فرمائی ہے، جس میں انبیاء، صلحاء اور اتقیاء کے حالات زندگی نیز ظالم وجابر اور معصیات الٰہی میں غوطہ زن قوموں کی تباہی وبربادی کے سچے قصے اور واقعات کا بیان ہے تاکہ انبیاء وصلحاء اور خوف وخشیت الٰہی سے سرشار نیک بندوں کے طور وطریقے اپنائیں اور ظالم وسرکش اور شب وروز معصیت ونافرمانی کے کاموں میں غوطہ زن لوگوں کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انجام بد سے ڈریں اوران کی روش سے بچیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایسے واقعات اور قصوں کو "احسن القصص" کہہ کران کو پڑھنے اوران سے عبرت ونصیحت حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَـٰذَا الْقُرْآنَ وَإِن كُنتَ مِن قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ﴾ (یوسف:۳)

''ہم آپ کے سامنے بہترین قصے پیش کرتے ہیں اس وجہ سے کہ ہم نے آپ کی جانب یہ قرآن وحی کے ذریعہ نازل کیا ہے اور یقیناً آپ اس سے پہلے بے خبروں میں سے تھے''۔

فارسی شاعر نے کہا ہے ؎

گاہے گاہے بازخواں ایں قصۂ پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

''کبھی کبھی یہ پرانے قصے پھر سے پڑھ لیا کرو اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے سینے کے داغ تازہ رہیں''۔

اس سے قبل بھی میں نے چند شخصیات کی حیات وخدمات پر قلم اٹھایا اور خامہ فرسائی کی ہے، اس کا مقصد شاعر کے درج ذیل شعر کے مطابق اور کچھ نہیں:

أحب الصالحين ولست منهم
لعل الله يرزقني صلاحاً

''میں نیک لوگوں سے محبت کرتا ہوں اگر چہ میں ان میں سے نہیں ہوں، اس امید سے کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھے بھی صالح اور نیک بنادے''۔

بلاشبہ حافظ صاحب رحمہ اللہ کی وفات علمی، تفسیری، حدیثی، فقہی، تصنیفی، تحقیقی میدانوں میں عالم اسلام اور پوری علمی دنیا کا عظیم خسارہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ ہی پورا کرسکتا ہے۔ شاعر نے سچ کہا ہے ؎

وماكان قيس هلكه هلك واحد
ولكنه بنيان قوم تهدما

مولد ومسکن اور خاندان:

مولانا محمد اسحاق بھٹی (م۲۲؍دسمبر۲۰۱۵ء) رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

''صلاح الدین یوسف کا آبائی مولد ومسکن جے پور ایک پرامن شہر تھا، ۱۹۴۷ء میں جب پورا برصغیر فسادات کی زد میں تھا، ریاست جے پور اس وقت ہر قسم کے ہنگاموں سے محفوظ تھی، لوگ ہندوستان سے پاکستان آرہے تھے لیکن ان کے والد حافظ عبدالشکور وہیں رہنا چاہتے تھے، اس اثنا میں حافظ صلاح الدین یوسف کے ایک بڑے بھائی اپنے دوستوں کے ساتھ پاکستان آگئے تھے، پھر کچھ عرصے کے بعد ان کی شدید بیماری کی اطلاع پہونچی تو ان کے والد (حافظ عبدالشکور) نے بھی پاکستان آنے کا فیصلہ کرلیا، پہلے انہوں نے قیام پاکستان کے دو سال بعد ۱۹۴۹ء میں اپنے اہل وعیال کو کھوکھراپار کے راستے پاکستان بھیجا، کچھ عرصے کے بعد خود بھی آگئے، ابتداء میں کئی سال یہ لوگ حیدرآباد (سندھ) میں رہے، پھر کراچی منتقل ہوگئے۔

صلاح الدین یوسف کے والد سات بھائی تھے لیکن اپنے خاندان میں یہ واحد اہل حدیث تھے، بعد میں ان کے چھوٹے بھائی عبدالقیوم بھی اہل حدیث ہوگئے تھے اور پاکستان آگئے تھے، پھر ان کے ایک بڑے بھائی عبدالغنی بھی ایک بیٹے کے ساتھ پاکستان آگئے تھے، ان کی باقی اولاد اور دوسرے تمام بھائی اوران کی آل واولاد جے پور ہی میں رہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پاکستان آکر ابتداء میں جس طرح بہت سے لوگ معاشرتی پریشانیوں سے دوچار ہوئے اسی طرح صلاح الدین یوسف کے والد کو بھی اس پریشانی کا شکار ہونا پڑا، پھر اللہ تعالی نے کرم فرمایا اور حالات سے اپنے آپ کو ہم آہنگ کرلیا۔

اس گھرانے میں تعلیم وتعلم کا زیادہ رواج نہ تھا، ان کے والد کی تعلیم فقط اتنی تھی کہ وہ حافظ قرآن تھے، اس کا ترجمہ بھی پڑھا تھا اور اردو کی بعض کتابیں بھی پڑھی تھیں، لیکن نہایت نیک بزرگ تھے، روزانہ صبح کو تلاوت قرآن کرتے تھے، ضرورت کے مطابق مسئلے جانتے تھے اور جو کچھ جانتے تھے اپنے خاندان میں اس کی تبلیغ کرتے رہتے تھے، پکے اہل حدیث تو تھے ہی اس کے علاوہ علمائے اہل حدیث سے بے حد تعلق رکھتے تھے''۔

(دبستان حدیث: ص: ۵۷۸، ۵۷۹)

نام و نسب:

حافظ صاحب رحمہ اللہ کا اصل نام حافظ محمد یوسف اور قلمی نام حافظ صلاح الدین یوسف ہے۔

آپ نے اپنے نام ونسب کے بارے میں اپنے ایک انٹرویو میں جو حافظ عمار سعید اور حافظ فیضان فیصل نے لیا تھا اور ماہنامہ ''تفہیم الاسلام'' احمد پور شرقیہ، ضلع بہاول پور، پاکستان میں ۲۰۱۸ء میں شائع ہوا تھا، لکھا ہے:

میرا نام صلاح الدین بن حافظ عبدالشکور بن عبدالرزاق بن محمد اعظم ہے۔

پیدائش:

ویکیپیڈیا کے مطابق آپ کی پیدائش یکم نومبر ۱۹۵۱ء کو لاہور میں ہوئی اور مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ اور حافظ محمد فاروق بھٹی صاحب نے آپ کی ولادت ۱۹۴۵ء ریاست جے پور، راجستھان تحریر کی ہے جبکہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ نے اپنے مذکورہ بالا انٹرویو میں خود لکھا ہے:

میری پیدائش ۱۹۴۶ء میں جے پور میں ہوئی جو قبل از تقسیم، ہندوستانی ریاست کی ایک راجدھانی تھی اور اب صوبۂ راجستھان کا ایک حصہ ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کی پیدائش کے بارے میں ویکیپیڈیا کی بات بالکل غلط ہے کیونکہ آپ کی پیدائش بالاتفاق ہندوستان کے مشہور شہر ''جے پور'' میں تقسیم ہند سے پہلے ہوئی ہے جو آج کل صوبۂ راجستھان کی راجدھانی ہے، تقسیم ہند اور قیام پاکستان کے بعد آپ پاکستان منتقل ہوئے تھے۔

تعلیم و تربیت:

مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ، حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم وتربیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

''خاندان میں تعلیم کا زیادہ رواج نہ ہونے کی وجہ سے صلاح الدین یوسف اپنے بچپن کے زمانے میں حصول علم کی راہ پر گامزن نہ ہوسکے، البتہ گھر میں والد صاحب سے تھوڑی سی اردو پڑھ لی تھی۔

جب یہ لوگ حیدرآباد سے کراچی منتقل ہوئے تو اس وقت حافظ صلاح الدین یوسف کی عمر دس گیارہ سال تھی، کراچی میں اہل حدیث کی مسجد رحمانیہ میں ان کی تعلیم کا آغاز ہوا، پھر جامع العلوم سعودیہ میں داخل ہوئے، وہاں قاری محمد بشیر تبتی سے ناظرہ قرآن پڑھا، ان ہی قاری صاحب نے ان کے والد کو مجبور کیا کہ وہ اپنے اس بچے کو قرآن مجید حفظ کروائیں، چنانچہ یہ قرآن مجید حفظ کرنے لگے، ان کے حفظ کے استاذ قاری محمد اشفاق تھے جو احناف کے دیوبندی نقطۂ نظر سے تعلق رکھتے تھے اور بہت احتیاط

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اور محنت سے پڑھاتے تھے، چنانچہ صرف ایک سال میں انہوں (حافظ صاحب) نے قرآن مجید یاد کرلیا۔

بیٹے کے قرآن مجید یاد کرنے پر ان کے والد حافظ عبدالشکور صاحب بھی بہت خوش تھے اور خود حافظ صلاح الدین یوسف بھی نہایت مسرت کا اظہار کرتے تھے، چنانچہ جو عالم دین ان کے گھر آتے، ان سے قرآن مجید سنتے، ایک روز قاری عبدالخالق رحمانی تشریف لے آئے، انہوں نے بھی قرآن مجید سننے کی خواہش ظاہر فرمائی، اتفاق سے صلاح الدین یوسف نے ان کو سورۂ بقرہ کا وہ رکوع سنایا جس میں آیت: ﴿أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾ (البقرة:۴۴) آئی ہے، انہیں تو اس کے ترجمے کا پتہ نہ تھا لیکن یہ سن کر قاری صاحب نے فرمایا بھئی تم نے تو ہمیں ہی وعظ سنا دیا ہے۔

حفظ قرآن کے بعد کسی نہ کسی طرح حافظ صلاح الدین یوسف علوم دینی کے حصول کی طرف متوجہ ہوئے، اس وقت کراچی میں جامع العلوم سعودیہ نام کی درسگاہ ایک چھوٹے سے مکان میں جاری تھی، اس میں ناظرہ اور حفظ قرآن کے علاوہ درس نظامی کا شعبہ بھی قائم تھا، وہاں پہلے علامہ محمد یوسف کلکتوی شیخ الحدیث تھے پھر وہ پنجاب آ گئے تھے، ان کے بعد مولانا حاکم علی دہلوی کو صدرالمدرسین مقرر کیا گیا تھا، مولانا ممدوح بہت بڑے مدرس اور تجربہ کار معلم تھے، منقول و معقول میں مہارت رکھتے تھے، حافظ صلاح الدین یوسف نے ان سے درس نظامی کا آغاز کیا، یہی مدرسہ بعد میں سفید مسجد سولجر بازار میں منتقل ہوا اور اس کا نام دارالحدیث رحمانیہ رکھا گیا، اس مسجد کے بانی و ناظم شیخ عبدالوہاب تھے جو دارالحدیث رحمانیہ (دہلی) کے مہتمم شیخ عطاء الرحمٰن کے فرزند گرامی تھے، انہوں نے اپنے بزرگوں کی یادگار (دارالحدیث رحمانیہ دہلی) کو زندہ کرنے کے لئے اس مدرسے کا یہ نام تجویز کیا اور اس کے اہتمام کی ذمہ داری قبول کی، حافظ صلاح الدین یوسف نے اسی مدرسے میں درس نظامی کی تعلیم کا آغاز کیا اور مولانا حاکم علی دہلوی کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے۔

ڈھائی تین سال حافظ صلاح الدین یوسف کو مولانا حاکم علی کے حلقۂ درس میں رہنے کی سعادت حاصل ہوئی، اس اثناء میں درسی کتابوں کے علاوہ انہوں نے علمی اور ادبی رسائل و جرائد کا بھی مطالعہ کیا۔

ان رسائل و جرائد کے علاوہ مولانا مسعود عالم ندوی، مولانا ابوالحسن علی ندوی اور مولانا عبدالسلام ندوی وغیرہ متعدد اصحاب قلم کی تصانیف کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوا، پھر اس کے آگے بڑھ کر مولانا ابوالکلام آزاد، قاضی محمد سلیمان منصور پوری، علامہ شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی اور مولانا مودودی کی کتابیں پڑھنے کی تمنا دل میں ابھری اور اللہ کے فضل سے یہ تمنا پوری ہوئی۔

اس زمانے میں بندر روڈ کے فٹ پاتھ پر ایک بزرگ کتابوں کا اسٹال لگاتے تھے، یہ حافظ صلاح الدین یوسف کی روزانہ کی گزرگاہ تھی، اس بک اسٹال پر حافظ صاحب رکتے اور کتابیں دیکھتے اور اپنی ضرورت اور مالی حالت کے مطابق کوئی نہ کوئی کتاب خرید لیتے، اس طرح مطالعے کا خاصا ذوق پیدا ہو گیا، جس کی وجہ سے ان کی زبان بھی نکھر گئی اور معلومات میں بھی اضافہ ہوا، لکھنے کا بھی جذبہ ابھرا، ذہن اخذ و قبول کی صلاحیت سے بہرہ ور تھا اور حالات نے بھی موافق سمت اختیار کر لی تھی، اس لئے جیسے جیسے حصول علم کی منزلیں طے کرتے گئے، اسی نسبت سے قلم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وقرطاس سے بھی روابط کا شوق بڑھتا گیا۔

اب حالات نے ایک اور پلٹا کھایا جس کے نتیجے میں حافظ صلاح الدین یوسف طلب علم کے لئے کراچی سے لاہور آ گئے، اس وقت ان کی عمر چودہ پندرہ سال ہوگی، یہاں انہوں نے دارالعلوم تقویۃ الاسلام میں داخلہ لیا، دارالعلوم کے مہتمم مولانا سید محمد داؤد غزنوی تھے اور اساتذہ شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد اسحاق، مولانا حافظ عبدالرشید گوہڑوی اور مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی، اس سے ایک سال قبل مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کراچی تشریف لے گئے تھے اور ان کا قیام جامع العلوم سعودیہ میں رہا تھا، وہیں حافظ صلاح الدین یوسف کو ان کی خدمت میں حاضری کا موقع ملا، مولانا نے حافظ صاحب کے ذوق مطالعہ کے پیش نظر انہیں علمی نوعیت کے بعض مشورے بھی دئے اور کچھ کتابیں بھی پڑھنے کے لئے فرمایا، اب وہ طالب علم کی حیثیت سے لاہور آئے تو مولانا سے میل ملاقات کا سلسلہ شروع ہوا، مولانا کسی زمانے میں دارالعلوم تقویۃ الاسلام میں بہ طور شیخ الحدیث خدمات سر انجام دیتے رہے تھے، اب دارالعلوم میں کوئی تدریسی ذمہ داری تو ان کے سپرد نہ تھی، البتہ مکتبہ سلفیہ کے نام سے دارالعلوم کی ایک دوکان میں انہوں نے اپنے ذوق کی کتابوں کی نشر واشاعت کے لئے مکتبہ قائم کرلیا تھا جس میں اسباق سے فراغت کے بعد حافظ صلاح الدین یوسف بھی آجاتے تھے وہ وہاں بیٹھتے اور مولانا کے افکار عالیہ سے مستفید ہوتے"۔

(دبستان حدیث باختصار: ص/۵۷۹، ۵۸۱)

اساتذہ:

(۱) مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی
(۲) قاری بشیر احمد تبتی
(۳) قاری عبید اللہ بلتستانی
(۴) قاری محمد اشفاق
(۵) حافظ محمد اسحاق
(۶) حافظ عبدالرشید گوہڑوی
(۷) مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی
(۸) مولانا عبدالحمید
(۹) مولانا حاکم علی) ماخوذ از انٹرویو حافظ صاحب و تحریر محترم محمد فاروق بھٹی صاحب۔

اللہ عزوجل کا فضل وکرم ہے کہ اس نے راقم سطور کو بھی محدث شہیر علامہ بھوجیانی (م ۲/ ۱اکتوبر ۱۹۸۷ء) رحمہ اللہ صاحب "التعليقات السلفية على سنن النسائي" سے استفادہ کا موقع عنایت فرمایا جبکہ اپریل ۱۹۸۱ء مطابق جمادی الآخرۃ ۱۴۰۱ھ میں علامہ بھوجیانی رحمہ اللہ پاکستان سے دہلی تشریف لائے تھے، اس سے قبل مؤرخ اہل حدیث علامہ عبدالحمید رحمانی (م ۲۰/ اگست ۲۰۱۳ء) رحمہ اللہ جماعتی اور سیاسی جھمیلوں سے آزاد ہوکر جامعہ نگر، نئی دہلی کے اندر چار کمروں پر مشتمل ایک چھوٹے سے مکان میں پہلا تعلیمی وتربیتی ادارہ بنام معہد التعلیم الاسلامی (موجودہ جامعہ اسلامیہ سنابل، نئی دہلی) قائم کرچکے تھے اور اس میں تعلیم وتعلم کا سلسلہ شروع ہوچکا تھا اور یہ تعلیم وتربیت کا پہلا ہی سال تھا، اس وقت راقم سطور اس میں ایک ادنی مدرس تھا اور علامہ بھوجیانی رحمہ اللہ معہد کی زیارت کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے، اس کے بعد ریاض العلوم دہلی میں بھی متعدد بار جانے اور مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ سے استفادہ کا موقع ملا جہاں آپ اس وقت مقیم تھے، اسی موقع پر میں نے " التعليقات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

السلفية" کا ایک نسخہ آپ سے خریدا تھا جس سے برابر استفادہ کرتا رہتا ہوں۔فلله الحمد

اس موقع پر میں نے اپنی پہلی حقیر تالیف ''حقوق والدین قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں'' موصوف کو پیش کر کے اس کے مطالعہ کرنے اور اس پر تاثرات لکھنے کی درخواست کی تھی، موصوف نے میری ذرہ نوازی کرتے ہوئے درج ذیل الفاظ میں میری ہمت افزائی کی تھی اور اپنی دعاؤں سے نوازا تھا: خاکسار نے ''حقوق والدین و اولاد'' کتابچہ جستہ جستہ مقامات سے دیکھا، ماشاءاللہ بہت مفید تالیف ہے اور باعتبار مندرجات کے ''دریا بہ حباب اندر'' کا مصداق، اس پہلو سے کہ معاشرے میں جو کوتاہی عام طور پر نظر آرہی ہے، اس کی اصلاح کے لئے قرآن و حدیث سے مدلل ہے۔

اس رسالہ کی عام اشاعت ہونی چاہئے، بلکہ اس کو مخیّر اصحاب بلا قیمت تقسیم کریں، جیسا کہ کسی زمانے میں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس نے مجدد العلوم حضرت نواب سید محمد صدیق حسن قنوجی (والی بھوپال) رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ''حقوق الوالدین واولاد'' بلا قیمت شائع کی تھی۔

مولانا عاشق الٰہی عرف مولانا عاشق علی اثری صاحب دام مجدہ کا یہ کتابچہ موجودہ دور کے تقاضوں کے لحاظ سے حضرت نواب صاحب موصوف سے بہت بہتر ہے، لہٰذا ضرورت ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ حلقوں تک پہونچایا جائے۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالی مؤلف و ناشر کی یہ اصلاحی کوشش قبول فرمائے اور مؤلف کو تبلیغ و اصلاح میں مزید تالیفات کی توفیق سے نوازے۔آمین''۔

علامہ بھوجیانی رحمہ اللہ کے یہ قیمتی تاثرات مذکورہ بالا کتاب کے صفحہ ۱۲ و ۱۳ طبع دوم پر ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ فجزاه الله أحسن الجزاء۔

راقم: خاکسار محمد عطاء اللہ حنیف، بھوجیانی از لاہور، حال وارد دہلی۔

۹ر جمادی الاخری ۱۴۰۱ھ

نوٹ: پہلے کتاب کا پورا نام ''حقوق والدین واولاد'' رکھا تھا جس کا مسودہ علامہ بھوجیانی رحمہ اللہ کے پیش نظر تھا۔بعد میں مزید تحقیق ونظر ثانی کے بعد والدین سے متعلق حصہ مذکورہ بالا نام سے دوبار اردو میں اور ایک بار ہندی میں شائع ہو کر اہل علم ودانش سے خراج تحسین حاصل کر چکا ہے اور اولاد سے متعلق حصہ نظر ثانی کے لئے پڑا رہ گیا جو میرے اوپر قرض ہے، اللہ تعالی مجھے اس کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

اولاد:

حافظ صاحب رحمہ اللہ کے پسماندگان میں آپ کی اہلیہ اور تین بیٹے (۱) حافظ محمد عثمان یوسف مدنی (۲) محمد حمران یوسف (۳) حافظ محمد صفوان یوسف اور چار بیٹیاں ہیں، دو بیٹے شادی شدہ ہیں اور حافظ صاحب کے رہائشی مکان میں ان کی بالائی منزل میں رہتے ہیں اور ایک بیٹا زیر تعلیم ہے جو غیر شادی شدہ ہے، چاروں بیٹیاں بھی شادی شدہ ہیں اور اپنے گھروں میں خوش وخرم زندگی بسر کررہی ہیں۔سلمهم الله تعالى ورعاهم۔

صحافت، تصنیف و تالیف اور خطابت:

حافظ صاحب رحمہ اللہ کے اندر دور طالب علمی ہی میں کتابوں اور رسالوں کے پڑھنے کا شوق پیدا ہو گیا تھا اور برابر مطالعہ کرنے کی وجہ سے ان کی اندر خود اعتمادی اور لکھنے کا داعیہ بھی پیدا ہو گیا اور انہوں نے قلم وقرطاس کو پکڑا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور مضامین لکھنا شروع کیا، جب ان کے مضامین مجلّات و جرائد میں چھپنے لگے تو اس سے ان کی ہمت افزائی ہونے لگی اور ایک وقت آیا جب وہ عمر کی بیسویں یا اکیسویں منزل میں پہونچے اور مولانا مودودی (م۲۲؍ستمبر ۱۹۷۹ء) رحمہ اللہ کی کتاب ''خلافت وملوکیت'' چھپی تو حافظ صاحب رحمہ اللہ نے اس کے جواب میں بہ عنوان ''خلافت سے ملوکیت تک'' ہفت روزہ ''الاعتصام'' میں لکھنا شروع کیا جو بعد میں علامہ عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ کے مشورے اور ان کی رہنمائی میں ''خلافت و ملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت'' کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوا، یہ حافظ صاحب رحمہ اللہ کی پہلی باقاعدہ تصنیف تھی جو اس وقت شائع ہوئی۔

بعد میں ''الاعتصام'' کے مصارف، اس کی ادارت اور اشاعت کی پوری ذمہ داری علامہ بھوجیانی رحمہ اللہ کے سر آ گئی تو حافظ صاحب ان کے ساتھ معاونت کرنے لگے اور ایک وقت ایسا آیا کہ رفتہ رفتہ ''الاعتصام'' کی ادارتی ذمہ داری حافظ صاحب رحمہ اللہ کے سپرد کردی گئی، جسے یہ مولانا بھوجیانی رحمہ اللہ کی رہنمائی میں بحسن وخوبی نبھاتے رہے، مولانا کی وفات (اکتوبر ۱۹۸۷ء) تک پندرہ سولہ سال حافظ صاحب ''الاعتصام'' کے مدیر رہے، مولانا کی وفات کے بعد بھی کئی سال تک آپ ''الاعتصام'' کی ادارت سے منسلک رہے۔

اس طرح تقریباً چوبیس برس تک آپ ''الاعتصام'' سے وابستہ رہے، اس مدت میں آپ نے مختلف عنوانات اور موضوعات پر بے شمار اداریئے، مضامین، شذرات، وفیات اور کتابوں پر تبصرے وغیرہ لکھتے رہے اور وہ اس اخبار میں شائع ہوتے رہے۔

ہفت روزہ ''الاعتصام'' سے علیحدگی کے بعد حافظ صاحب رحمہ اللہ کو مولانا عبدالمالک صاحب مجاہد حفظہ اللہ نے اپنے بین الاقوامی تحقیقی، تصنیفی اور اشاعتی ادارہ ''دارالسلام'' ریاض، سعودی عرب کے لئے چن لیا اور شروع میں حافظ صاحب رحمہ اللہ چار مہینے ریاض میں بھی رہے اور اپنی تفسیر ''احسن البیان'' وہیں لکھنا شروع کیا تھا، وہاں سے لاہور واپس آنے کے بعد اس تفسیر کو مکمل کیا جو مولانا عبدالمالک صاحب مجاہد حفظہ اللہ کی کوششوں سے ''شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس'' مدینہ طیبہ سے متعدد بار چھپ کر پوری دنیا میں قبول خاص وعام ہوچکی ہے۔

حافظ صاحب اس کی تفسیر کی تکمیل کے بعد بھی ''دارالسلام'' سے وابستہ رہے اور اس کی شاخ واقع لاہور، پاکستان کے مدیر رہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حافظ صاحب رحمہ اللہ کی تصانیف اور ترجمے وغیرہ کی ایک فہرست افادۂ عام کے لئے ذکر کردی جائے، ملاحظہ ہو:

تصانیف وترجمے وغیرہ:

(۱) تفسیر احسن البیان، صفحات: ۱۷۷۷

(۲) خلافت وملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت، صفحات: ۷۵۰

(۳) دلیل الطالبین ترجمہ وفوائد ریاض الصالحین للنووی دو جلدیں، صفحات: ۵۶۶

(۴) ایک مجلس میں تین طلاقیں اور اس کا شرعی حل، صفحات: ۲۴۰

(۵) اہل حدیث کا منہج اور احناف سے اختلاف کی حقیقت ونوعیت، صفحات: ۲۸۸

(٦) قبر پرستی ایک حقیقت پسندانہ جائزہ،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

صفحات:۱۲۲

(۷) تحریک جہاد۔ اہل حدیث اور احناف، صفحات:۱۲۶

(۸) اسلامی خلفاء وملوک اورتاریخ اسلام سے متعلق چندغلط فہمیوں کاازالہ،صفحات:٦٦

(۹) عورت کی سربراہی کا مسئلہ اور شبہات و مغالطات کاایک جائزہ،صفحات:۱۲۸

(۱۰) اہل حدیث اوراہل تقلید،صفحات:۸۲

(۱۱) ترجمہ وتفسیرتیسواں پارہ،صفحات:۱۸۴

(۱۲) واقعۂ معراج اوراس کے مشاہدات ایک تحقیقی جائزہ

(۱۳) رمضان المبارک۔فضائل،فوائدوثمرات

(۱۴) احکام ومسائل وفضائل عشرۂ ذوالحجہ

(۱۵) احکام ومسائل عیدالاضحیٰ،صفحات:۴۸

(۱٦) نمازمسنون مع ادعیہ ماثورہ

(۱۷) روزمرہ کی مسنون دعائیں

(۱۸) نمازمحمدی ﷺ

(۱۹) توحیداورشرک کی حقیقت مع مغالطات اورشبہات

(۲۰) نفاذشریعت کیوں اورکیسے؟

(۲۱) مفرورلڑکیوں کا نکاح اورہماری عدالتیں

(۲۲) عورتوں کے امتیازی مسائل وقوانین۔حکمتیں اورفوائد،صفحات:۲۲۰

(۲۳) کیا خواتین کا طریقۂ نماز مردوں سے مختلف ہے؟،صفحات:٦۴

(۲۴) اسلامی آداب معاشرت،صفحات:۲٦۴

(۲۵) رسومات محرم الحرام اورسانحۂ کربلا، یہ کتاب پہلے ''ماہ محرم اورموجودہ مسلمان'' کے نام سے چھپتی رہی۔ صفحات:۱۱۲)

(۲٦) جنازے کے احکام ومسائل اورمسئلہ ایصال ثواب کاعلمی وتحقیقی جائزہ

(۲۷) مولانا مناظر احسن اصلاحی اپنے حدیثی و تفسیری نظریات کی روشنی میں

(۲۸) زکوٰۃ وعشر کے احکام اور مسائل و فضائل، صفحات:۱۴۴

(۲۹) مسنون نکاح اور شادی بیاہ کی رسومات، صفحات:۱۱۲)

(۳۰) حصن المسلم ڈاکٹرسعیدبن علی القحطانی (دعا کی مشہورکتاب) کااردوترجمہ

(۳۱) اجتہاد اورتعبیر شریعت کے اختیار کا مسئلہ، پارلیمنٹ اس کی اہل ہے یاباصلاحیت علماءاسلام؟

(۳۲) ایصال ثواب اورقرآن خوانی،صفحات:۴۸)

(۳۳) عیدمیلادالنبی کی شرعی حیثیت،صفحات:٦۴

(۳۴) حدرجم کی شرعی حیثیت

(۳۵) حقوق الامۃ

(۳٦) حقوق الوالدین،صفحات:۲۴)

(۳۷) حقوق الاولاد،صفحات:۸۰

(۳۸) حقوق الزوجین،صفحات:۴۸

(۳۹) کھانے پینے کے آداب

(۴۰) سونے جاگنے کے آداب

(۴۱) سلام کے آداب واحکام

(۴۲) خواتین سے متعلقہ بعض اہم مسائل احادیث کی روشنی میں

(۴۳) ایام مخصوصہ میں عورت کاقرآن پڑھنااورچھونا

(۴۴) مسئلہ طلاق ثلاثہ اورعلماءاحناف

(۴۵) عظمت حدیث اوراس کے تقاضے،صفحات:۹٦

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۴۶)اسلامی لباس.....آداب واحکام

(۴۷)ترجمۃ القرآن لفظی بکسوں میں

(۴۸)منحة الباري ترجمة الأدب المفرد للبخاري

(۴۹)تنقيح الرواة في تخريج أحاديث المشكوة، جلد چہارم کی تحقیق باشتراک قاری نعیم الحق نعیم رحمہ اللہ

(۵۰)نميمة الصبي في ترجمة الأربعين من أحاديث النبي، سید نواب صدیق حسن خاں بھوپالی رحمہ اللہ کی کتاب کی تسہیل وتنقیح

(۵۱)حقوق وفرائض،صفحات:۲۵۶

(۵۲) مسئلہ رؤیت ہلال اور بارہ اسلامی مہینے، صفحات:۴۰۰

(۵۳)مختصر تفسیر احسن البیان،صفحات:۱۱۵۲

(۵۴)لباس اور پردہ،صفحات:۱۸۵

(۵۵) مجموعہ درس حدیث مختصر ریاض الصالحین، صفحات:۶۶۸

(۵۶)حقوق العباد،صفحات:۸۰

(۵۷)یااللہ مدد،صفحات:۱۲۸

(۵۸) بارات اور جہیز کا تصور۔ مفاسد اور حل، صفحات:۵۰

(۵۹) آداب نماز اور خشوع وخضوع کی اہمیت ووجوب،صفحات:۳۷

(۶۰)شادی بیاہ،صفحات:۳۲)

(۶۱)حقوق مرداں حقوق نسواں،صفحات:۳۵۰

(۶۲)نماز کے بعض اہم مسائل،صفحات:۲۴

(۶۳)ترجمہ معانی قرآن کریم۔جوابھی غیر مطبوع ہے۔

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات، تالیفات، تفسیر، ترجمے اور ردود وتنقیدات وغیرہ کی مذکورہ بالا فہرست انٹرنیٹ، فہرست کتب مکتبہ الفہیم، مئو ناتھ بھنجن اور عربی مقالہ برادر گرامی مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی سلمہ اللہ تعالی ورعاہ سے مستفاہ ہے، ہوسکتا ہے کچھ کتابیں اور اہم مقالے ابھی بھی نظر سے اوجھل ہوں، بعض فہرستوں میں صفحات کی تعداد ملی اسے ذکر کردیا گیا ہے، احباب سے خصوصاً حافظ صاحب کے صاحبزادہ برادر عزیز مولانا محمد عثمان یوسف مدنی سلمہ اللہ تعالی وبارک فیہ سے نظر ثانی اور حذف واضافہ کی درخواست ہے۔

موصوف کی کتابوں پر نظر ڈالنے سے آپ کی عبقریت، وسعت علم، کثرت مطالعہ اور کتاب وسنت سے گہری محبت، دفاع عن الصحابہ اور امت محمدیہ کے ساتھ آپ کی خیر خواہی کے جذبۂ صادق کا پتہ چلتا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ کی تمام کتابوں کا جامع تبصرہ قارئین کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ ان کتابوں سے زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہوسکیں، جیسا کہ برادر مکرم جناب مولانا مطیع اللہ صاحب مدنی حفظہ اللہ نے خلافت وملوکیت اور بعض احباب نے بعض دوسری کتابوں کا تعارف کرایا ہے۔ فجزاهم الله خيرا

واضح رہے کہ تفسیر احسن البیان کے ساتھ ترجمہ معانی قرآن کریم صاحب سلسلۂ محمدیات ومؤلف ومترجم کتب کثیرہ خطیب الہند مولانا محمد جوناگڑھی (م یکم صفر ۱۳۶۰ھ۔ یکم مارچ ۱۹۴۱) رحمہ اللہ کے قلم کا شاہکار ہے۔ ترجمہ اور تفسیری حواشی پر نظر ثانی کا کام "وزارة الشؤون

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الإسلاميه والأوقاف والدعوة والإرشاد" (وزارت اسلامی امور واوقاف اور دعوت وارشاد) سعودی عرب کے حکم سے دو معروف شخصیات: (۱) محترم جناب ڈاکٹر وصی اللہ بن محمد عباس صاحب پروفیسر ام القریٰ یونیورسٹی، مکہ مکرمہ اور مدرس ومفتی حرم مکی (۲) محترم جناب ڈاکٹر اختر جمال لقمان صاحب استاذ دارالحدیث، مکہ مکرمہ (حفظهما الله وتولاهما ونفع بهما الإسلام والمسلمين) نے انجام دیا ہے اور مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف بالمدينة النبوية (شاہ فہد قرآن کریم کمپلیکس، مدینہ طیبہ) سے اس کی مسلسل طباعت اور نشر واشاعت ہو رہی ہے۔ فجزاهم الله عني وعن المسلمين أحسن مايجازي به عباده الصالحين۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر احسن البیان لکھنے اور حکومت سعودی عرب "حرسها الله من كل شر" سے اس کی طباعت کا پس منظر ہدیہ قارئین کر دیا جائے، جسے حافظ صاحب رحمہ اللہ نے اپنے انٹرویو میں خود بیان کیا تھا؟ ملاحظہ ہو انٹرویو کا سوال اور حافظ صاحب رحمہ اللہ کا جواب:

"سوال: تفسیر احسن البیان جیسی جامع اور مفید تفسیر لکھنے کا کیا سبب بنا؟ سعودی حکومت کا چھاپنا اور پھر سنا کہ بین (ممنوع) بھی کیا ان سب پر روشنی ڈالیں:۔

جواب: اصل بات یہ ہے کہ احسن البیان، تفسیر لکھنے کے انداز میں نہیں لکھی گئی بلکہ حاشیہ کے انداز میں لکھی گئی تھی اور اس کو مختصر سے مختصر رکھنے کا کہا گیا تھا۔ اس تفسیر کے لکھنے کا سبب یہ تھا کہ سعودی حکومت نے اس سے پہلے مولانا شبیر احمد عثانی (رحمہ اللہ) کی تفسیر شائع کروائی تھی، چونکہ اس تفسیر میں بہت فکری گمراہیاں تھیں اور جب کمیٹی کے علم میں یہ چیزیں لائی گئیں کہ اس میں بہت سے فکری انحرافات ہیں تو انہوں نے اس کی اشاعت کو بند کر دیا۔ جب تفسیر عثانی بند ہوگئی تو عبدالمالک مجاہد صاحب کے ذہن میں یہ آیا کہ اس کی جگہ ہم کوئی تفسیر ان کو دیں، عبدالمالک مجاہد صاحب کی کوشش تھی کہ میں کوئی ایسا حاشیہ لکھواؤں جو وہاں شائع ہو سکے، اس کے لئے پہلے انہوں نے ادریس فاروقی صاحب کا انتخاب کیا اور ان کو اس کام کے لئے آمادہ کیا، چنانچہ انہوں نے بارہ سپاروں تک حاشیہ لکھا اور نظر ثانی کے لئے مجھے دیا گیا، میں نے اس کو دیکھ کر بتایا کہ یہ تو زیادہ مفید نہیں ہے اور میں نظر ثانی کر کے اس میں جان نہیں ڈال سکتا، پھر عبدالمالک مجاہد صاحب کہنے لگے کہ آپ ہی ہمیں لکھ کر دے دیں، اس طرح یہ حاشیہ لکھنے کا آغاز ہوا اور ان کی خواہش کے مطابق نہایت ہی مختصر وقت میں مرتب کیا گیا، یہ تو اللہ تعالی کا خصوصی فضل وکرم ہوا کہ اللہ تعالی نے اس کو اتنا حسن قبول عطا فرمایا، اس میں میرا کوئی کمال نہیں ہے۔

باقی اس کی اشاعت جو سعودی گورنمنٹ کی طرف سے ہوئی ہے، اس میں مولانا عبدالمالک مجاہد کی خاص کوششوں کا دخل ہے، ان کی کوششوں کی وجہ سے یہ وہاں سے شائع ہوئی، سعودی حکومت کا طریقہ کار یہ ہے کہ انہوں نے ایک کمیٹی بنا رکھی ہے جو اشاعت سے قبل ہر کتاب کا کئی پہلوؤں سے جائزہ لیتی ہے، تو اس کمیٹی نے اس تفسیر کا مکمل جائزہ لیا اور پھر اس کی اشاعت کی اجازت دی اور الحمدللہ اس کی اشاعت ہوئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اوراس کو بین کرنے کی جو باتیں ہیں یہ محض افواہیں ہیں جو دیوبندی حضرات اڑاتے رہتے ہیں،اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں اورافواہ اڑانے کی وجہ یہ ہے کہ سعودی حکومت نے تفسیر عثمانی کی جگہ تفسیر احسن البیان کو شائع کیا،ظاہرسی بات ہے دیوبندیوں کو اس کی بہت تکلیف ہے اور ان کی بڑی خواہش اورکوشش ہے کہ اس کو بند کروایا جائے اوراس کے لئے انہوں نے بڑے بڑے اعتراضات لکھ کربھی بھیجے۔

الحمدللہ! اللہ تعالی کی توفیق سے اس کی اشاعت تسلسل کے ساتھ جاری ہے،اس میں بین والی بات بالکل غلط ہے،اس کے نسخے حرمین شریفین میں بھی موجود ہیں البتہ حرم مکی میں اتنی زیادہ نظرنہیں آتی،اس کی وجہ یہ ہے کہ شاید لوگ وہاں سے اٹھا کرزیادہ لے جاتے ہیں،لیکن مسجد نبوی میں یہ کثیرتعداد میں جگہ جگہ موجود ہے، اس کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔الحمدللہ''

الحمدللہ یہ اس تفسیر کے حسن قبول کی دلیل ہے کہ یہ تفسیر اردو میں لاکھوں کی تعداد میں شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، مدینہ طیبہ سے شائع ہوکر پوری دنیا میں تقسیم ہوئی ہے اور متعصبین مذاہب کو چھوڑ کر شاید ہی کوئی گھر اس سے خالی ہو، یہ تفسیر اردو کے علاوہ دنیا کی دیگر مختلف زبانوں میں مختلف اداروں اورتنظیموں کی طرف سے بھی شائع ہوچکی ہے۔

جیسا کہ حافظ صاحب رحمہ اللہ کے انٹرویو سے ظاہر ہوتا ہے کہ تقلیدی جمود کی تنگ نائے میں زندگی بسر کرنے والے اورمسلکی تعصب کے شکارلوگ اس مہتم بالشان تفسیر ماثور کی قبولیت سے آتش حسد میں جلنے لگے اور پریشان ہوکرعوام الناس میں یہ افواہ پھیلانی شروع کردی کہ یہ تفسیر بین (ممنوع) ہوگئی ہے،اس کا مطلب یہ ہوا کہ حکومت سعودی عرب نے اس تفسیر کو چھپوا کر غلطی کی اور جب انہیں اپنی اس غلطی کا احساس ہوا تو انہوں نے اس کی طباعت اور نشرواشاعت پر پابندی لگادی جوسراسرافواہ اور بہتان ہے اوردرج ذیل فرمان الٰہی کے خلاف ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْماً بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾ (الحجرات:٦)

اے ایمان والو!اگرتمہیں کوئی فاسق خبردے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو،ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہونچا دو پھر اپنے کئے پر پشیمانی اٹھاؤ''۔

برادران یوسف نے تفسیر ''احسن البیان'' کے خلاف مذکورہ بالا افواہ پھیلانے ہی پر بس نہیں کیا بلکہ باقاعدہ اس تفسیر ماثور کے خلاف مہم چلائی گئی اورسادہ لوح مسلمانوں کو اس سے روکنے اورتنفرکرنے کے لئے دارالعلوم دیوبند سے فتوی صادر کیا گیا،اس تفسیر کے خلاف دارالعلوم دیوبند کے مفتیان عظام کا فتوی ملاحظہ ہو،ہم ذیل میں سائل کا سوال اورمفتیان عظام کا فتویٰ نقل کررہے ہیں:

سوال:#149100

ایک تفسیر احسن البیان مجھے تحفہ میں دیا گیا ہے جس کا مصنف حافظ صلاح الدین یوسف ہے، ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ نیز مولانا جوناگڑھی صاحب اور مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری صاحب دیوبندی ہیں یا نہیں؟

Published on: Apr 1, 2017

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جواب:#149100

Fatwa: 538-522/B=7/1438

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر احسن البیان ہماری نظر سے نہیں گزری البتہ اتنا معلوم ہے کہ جونا گڑھی کے ترجمہ قرآن پر حافظ صلاح الدین یوسف کا حاشیہ ہے اور مولانا جونا گڑھی اور مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری انتہائی متعصب قسم کے غیر مقلد ہیں، یہ تینوں جادۂ حق سے ہٹے ہوئے ہیں، یعنی خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے رہتے ہیں، اہل سنت و جماعت سے بھی ہٹے ہوئے ہیں، دیوبندی نہیں ہیں بلکہ دیوبندی کے پیدائشی دشمن ہیں۔

جواب صحیح ہے: البتہ مزید عرض ہے کہ تفسیر احسن البیان میں نے دیکھی ہے، اس میں جابجا غیر مقلدین کے مسلک کی ترجمانی کی گئی ہے، اس لئے عام مسلمانوں کو اس طرح کی تفاسیر اور کتابوں کے مطالعہ سے گریز کرنا چاہئے۔(ن)

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

اس فتویٰ کے لئے یہ لنک دیکھئے:

darulifta-deoband.com/home/ur/other/149100

ظاہر ہے جو لوگ مسلمانوں کو بدعات وخرافات اور شرکیات تک میں ڈھکیل رہے ہوں اور امام ابو حنیفہ (م۱۵۰ھ) رحمہ اللہ کے درج ذیل فرامین: "لا يحل لأحد أن يأخذ بقولنا مالم يعلم من أين أخذناه" (ابن عابد ین حاشیہ البحر الرائق:۶/۲۹۲)

"کسی شخص کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ ہمارے قول پر عمل کرے جب تک کہ وہ یہ نہ جان لے کہ ہم نے وہ (کتاب وسنت کی) کس دلیل کی بنا پر کہی ہے"۔

"إذا جاء عن النبی ﷺ فعلی الرأس والدين" (المدخل إلى السنن للبيهقی ص:۱۱۱ رقم:۱۴۰ إحياء العلوم للغزالی:۱/۷۹، مختصر المؤمل:ص:۶۲ رقم ۱۴۷، تحفة الأنام ص:۵۴، ايقاظ همم أولی الأبصار ص:۷۰، مفتاح الجنة ص:۷۴ رقم: ۱۷۷، زوابع فی وجه السنة قديماً و حديثاً ص:۲۱۹)

"جب نبی ﷺ کی حدیث (قولی، فعلی یا تقریری) مل جائے تو سر آنکھوں پر"۔

شیخ ابو علی حسین بن یحیٰ البخاری الزندویستی الحنفی کی کتاب "روضة العلماء الزندويستية" کے اندر "فضل صحابہ" میں ہے:

"قيل لأبی حنيفة: إذا قلت قولاً وكتاب الله يخالفه؟ قال: أتركوا قولی بكتاب الله فقيل: إذا كان خبر رسول الله ﷺ يخالفه؟ قال: أتركوا قولی بخبر الرسول ﷺ، فقيل: إذا كان قول الصحابة يخالفه؟، قال: أتركوا قولی بقول الصحابة" (تحفة الأنام ص:۳۳، ايقاظ همم أولی الأبصار ص:۵۰، إرشاد النقاد للأمير الصنعانی ص:۱۴۱، القول المفيد للشوكانی ص:۲۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ اگر آپ کوئی فتویٰ دیں اور اللہ کی کتاب (قرآن) اس کے خلاف ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ میرا قول چھوڑ کر کتاب اللہ کو لے لو، دریافت کیا گیا کہ اگر حدیث رسول ﷺ آپ کے فتویٰ کے خلاف ہو؟ فرمایا حدیث رسول کے مقابل میں میرا قول چھوڑ دو، پوچھا گیا کہ اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول آپ کے قول کے خلاف ہو؟ کہا میرا قول چھوڑ کر صحابہ کا قول لے لو''۔

یحییٰ بن ضریس کہتے ہیں:

"شهدت سفيان فأتاه رجل، فقال له: ما تنقم على أبي حنيفة؟ قال: وماله؟ قال: سمعته يقول: آخذ بكتاب الله فإن لم أجد فبسنة رسول الله ﷺ، فإن لم أجد في كتاب الله ولاسنة رسوله أخذت بقول أصحابه، آخذ بقول من شئت منهم وأدع قول من شئت منهم، ولا أخرج من قولهم إلى قول غيرهم، أما إذا انتهى الأمر إلى إبراهيم الشعبي و ابن سيرين والحسن وعطاء وسعيد بن المسيب.وعدد رجالًا. فأجتهد كما اجتهدوا" (حسن: المدخل للبيهقي ص:٢٠٣، ٢٠٤، رقم:٢٤٥، مختصر المؤمل ص:٦٣، رقم ٩٥١، مفتاح الجنة ص:٨٣، رقم:٢٠٨، أخبار أبي حنيفة وأصحابه للقاضي أبي عبدالله حسن بن علي الضميري ص:١٠، مناقب أبي حنيفة للذهبي ص:٢٠،٢١)

''میں سفیان کے پاس موجود تھا کہ ان کے پاس ایک شخص نے آ کر سوال کیا کہ آپ ابوحنیفہ کو کیوں ملامت کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ کیا بات ہے؟ انہوں نے (یحییٰ نے) کہا کہ میں نے ان سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں کتاب اللہ سے دلیل لوں گا اور اگر اس میں نہ پاؤں تو رسول اللہ ﷺ کی سنت (حدیث) سے اور اگر اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت دونوں میں نہ ملے تو آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے اقوال سے استدلال کروں گا، ان میں سے جس کا قول چاہوں گا لوں گا اور جس کا چاہوں گا چھوڑ دوں گا، ان کے قول اور فتوی کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے قول اور فتویٰ کو نہیں لوں گا، لیکن جب معاملہ ابراہیم، شعبی، ابن سیرین، حسن، عطا اور سعید بن مسیّب رحمہم اللہ تک پہونچ جائے تو وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اجتہاد کیا ہے، لہذا جس طرح انہوں نے اجتہاد کیا ہے اسی طرح میں بھی اجتہاد کروں گا''۔

کے باوجود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کو اپنے لئے بلکہ ہر مسلمان کے لئے نہ صرف جائز، مباح بلکہ واجب قرار دیتے ہوں۔

جن کے خیال میں ترک تقلید نہ صرف گمراہی ہے بلکہ ترک تقلید سے مسلمان دین و مذہب سے بیگانہ اور فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اور جن کے اکابر کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ جو بھی آیت یا حدیث ہمارے مذہب حنفیہ کے خلاف پائی جائے گی ہمارا یہ فرض ہوگا کہ اس آیت یا حدیث کو مؤوّل یا منسوخ قرار دے کر اسے رد کر دیں اور ہر قیمت پر اپنے امام اور اپنے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اصحاب کے مذہب کو مقدم رکھیں، جیسا کہ اصول کرخی میں صاف موجود ہے۔

اصول کرخی:

"الأصل أن كل آية تخالف قول أصحابنا فإنها تحمل على النسخ أو على الترجيح والأولى أن تحمل على التأويل من جهة التوفيق" (اصول الكرخی ص:١٤٦، طبع اول ١٩٨٩ء - ١٤٠٩ھ، مطابع الصفا، مكه مكرمه)

اور حدیث وخبر کے سلسلے میں اپنے مذہب کا اصول بیان کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

" الأصل أن كل خبر يجيء بخلاف قول أصحابنا فإنه يحمل على النسخ أو على أنه معارض بمثله ثم صار إلى دليل آخر أوترجيح فيه بما يحتج به أصحابنا من وجوه الترجيح، أو يحمل على التوفيق، وإنما يفعل ذلك على حسب قيام الدليل، فإن قامت دلالة النسخ يحمل عليه، وإن قامت الدلالة على غيره صرنا إليه" (اصول کرخی ص:١٤٦)

ایسے لوگوں سے آپ اور کیا توقع رکھ سکتے ہیں؟ بھلا جو لوگ اپنے مسلک کی حقانیت اور اس کی برتری ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم تک میں تحریف کر ڈالیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت وثقاہت کو "غیر فقیہہ" وغیرہ القاب سے نواز کر مجروح کر دیں ان کو "تفسیر احسن البیان" جیسی تفسیریں کیسے پسند آسکتی ہیں؟

یہاں پر میں یہ بھی عرض کر دوں کہ علامہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی شہرہ آفاق تفسیر "احسن البیان" کے خلاف ریشہ دوانیاں اور فتوی بازیاں کوئی نئی نہیں ہیں بلکہ اس سے قبل خطیب الہند، سلسلہ محمدیات اور بہت سی اہم کتابوں کے مؤلف ومترجم مولانا محمد جونا گڑھی رحمہ اللہ کے اردو ترجمہ "تفسیر ابن کثیر عربی" کے خلاف بھی اس قسم کا فتویٰ صادر ہو چکا ہے، ملاحظہ ہو سوال وجواب۔

سوال: میرا سوال یہ ہے کہ تفسیر ابن کثیر جس کی تالیف حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی کی ہے اور ترجمہ محمد جونا گڑھی نے کی ہے اور اہتمام تخریج وتحقیق حافظ عمران ایوب لاہوری نے کی ہے، کیا اس تفسیر کو ہم پڑھ سکتے ہیں؟ مہربانی کر کے جلد جواب دیں۔

جواب: مولانا محمد جونا گڑھی غیر مقلد ہے، عام آدمی کو اس کا ترجمہ تفسیر ابن کثیر پڑھنے سے احتراز کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

فتویٰ اس لنک پر ملاحظہ ہو:

daruliftа-deoband.com

ایسے مواقع پر ہم وہی دعا کر سکتے ہیں جو نبی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ رب العالمین سے کی تھی۔

"اللهم اهدقومی فإنهم لا يعلمون"

حافظ صاحب رحمہ اللہ نے جس طرح اپنی تصنیف و تالیف اور صحافت کے ذریعہ دین کی بیش بہا خدمت انجام دی ہے، اسی طرح اپنی خطابت کے ذریعہ بھی خدمت دین میں لگے رہے، آپ اچھے صحافی، مفسر، محدث، فقیہہ، محقق، مصنف اور مترجم ہونے کے ساتھ ایک اچھے خطیب بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھے، چنانچہ آپ ہربنس پورہ، لاہور کے علاقہ کی ایک مسجد میں برابر خطبۂ جمعہ دیتے اور لوگ آپ کے خطبے اور ارشادات سنتے اوراس سے مستفید ہوتے رہے۔

زندگی کے آخری لمحات:

حافظ صاحب رحمہ اللہ کی وفات ۱۱/اور۱۲/ جولائی ۲۰۲۰ کی درمیانی شب میں ہوئی، محترم جناب عمر فاروق قدوسی صاحب حفظہ اللہ نے وفات سے قبل آپ کی زندگی کے آخری لمحات کی درج ذیل تصویرکشی کی ہے۔ جزاہ اللہ خیرا۔

''کمزوری شدت کی تھی، ڈاکٹر کو گھر بلایا گیا، اس نے ڈرپ لگائی، رات بارہ بجے حافظ صاحب کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی، برادرم عثمان یوسف انہیں دم کررہے تھے،ان کا بیان ہے کہ:

مجھے ان کی اکھڑی سانسوں سے محسوس ہوگیا کہ نزع کا وقت آن پہونچا ہے، میں مسلسل دم کررہا تھا، والدہ محترمہ اور دیگر گھر والے پاس ہی تھے اور سب کو آنے والے سانحے کا اندازہ ہوچکا تھا، حافظ صاحب کی نزع کی کیفیت میں تکلیف کے آثار نہیں تھے، ان کی روح بہت پر سکون انداز سے نکلی، چند ہی لمحوں میں ۷۵/ برس کی کہانی تمام ہوگئی، ان کے ڈرائنگ روم میں ان کی میت رکھی ہوئی ہے اوراس پہ چادر ڈالی ہوئی ہے، اسی کمرے میں کئی بار حافظ صاحب کی خدمت میں حاضری دی اور آج صبح تین بجے نماز تہجد کے وقت جب میں حاضر ہوا توان کا جسد خاکی تو موجود تھا اور روح ان شاءاللہ اپنے رب کے حضور جاچکی ہوگی''۔ (عمر فاروق قدوسی)

وفات اورصلاۃ جنازہ:

آپ کی وفات ۲۰/ذوالقعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۱/اور ۱۲/ جولائی کی درمیانی شب ۱۲/ بجے رات کے بعد بروز اتوار آپ کے دولت خانہ لاہور میں ہوئی۔ إنا لله وإنا اليه راجعون۔ إن لله ما أخذ وله ماأعطى، وكل شيء عنده بأجل مسمى، ومانقول إلا ما يرضى ربنا۔

آپ کی صلاۃ جنازہ مرکز اہل حدیث لارنس روڈ، لاہور میں دومرتبہ ادا کی گئی، پہلی صلاۃ جنازہ محترم جناب حافظ مسعود عالم صاحب اور دوسری صلاۃ جنازہ بقیۃ السلف محترم جناب مولانا ارشاد الحق اثری صاحب حفظهما الله وتولاهما ونفع بهما الإسلام والمسلمين نے پڑھائی، اخبار کی رپورٹ کے مطابق لارنس روڈ کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ، پورا مرکز اور دونوں تہہ خانے بھرے ہوئے تھے اورلوگوں کی بہت بڑی تعداد نے مرکز کے باہر روڈ پر بھی صلاۃ جنازہ ادا کی۔

اللهم اغفرله وارحمه واعف عنه واكرم نزله ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد، ونقه من الخطايا كما ينقى الثوب الأبيض من الدنس وقه من عذاب القبر وعذاب النار وأدخله فی الفردوس الأعلى وألهم أهله و ذويه الصبر والسلوان وأخلف للأمة والجماعة خيرا منه، انه سميع قريب مجيب۔

خاتمہ:

مفسر قرآن علامہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی زندگی کے بعض گوشوں پر میں نے مختصر انداز میں روشنی

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ڈالنے کی کوشش کی ہے تاکہ حافظ صاحب رحمہ اللہ کی ہمہ جہت خدمات پر جامع تصنیف و تالیف کرنے والوں کو ترغیب ہو اور کچھ ابتدائی معلومات بھی اہل علم و فضل کو دستیاب ہوجائیں اور میرا شمار بھی علم، علماء، مفسرین و محدثین، محققین و مصنفین، مدرسین و مصلحین کے قدر دانوں میں ہوسکے۔ وباللہ التوفیق۔

اگرچہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جسمانی طور پر ہم سب سے جدا ہوچکے ہیں مگر ان کے یہ سارے علمی کارنامے ان شاء اللہ انہیں حیات جاوداں بخشیں گے، جیسا کہ شاعر سابق بن عبداللہ البربری نے کہا ہے:

موت التقی حیاة لا انقطاع لها
قدمات قوم وهم فی الناس أحیاء

''متقی اور پرہیزگار شخص کی موت ایک ابدی اور دائمی زندگی سے عبارت ہوتی ہے جس کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوتا، چنانچہ بہت سے لوگ موت سے ہمکنار ہوگئے حالانکہ وہ (اپنے کارناموں کی وجہ سے) لوگوں میں زندہ ہیں''۔

اور ایک دوسرے شاعر نے کہا ہے:

أخوالعلم حی خالد بعد موته
وأوصالة تحت التراب رمیم
وذوالجهل میت وهو یمشی علی الثری
یعد من الأحیاء وهو عدیم

''صاحب علم اپنے مرنے کے بعد بھی زندہ جاوید رہتا ہے، حالانکہ اس کی ہڈیاں مٹی کے اندر بوسیدہ ہوجاتی ہیں۔ اور جاہل شخص زمین پر چلتے ہوئے بھی مردہ ہوتا ہے، لوگ اسے زندہ سمجھتے ہیں جبکہ وہ معدوم اور مردہ ہے''۔

اور صاحب گلستاں و بوستاں شیخ سعدی شیرازی (م۱۲۹۲ء) رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے:

قارون ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت
نوشیرواں نمرد کہ نام نکو گزاشت

''چالیس گھوڑوں پر مشتمل خزانہ رکھنے والا قارون ہلاک ہوگیا۔ (اس کا نام ونشان مٹ گیا) لیکن نوشیرواں اپنی عدل گستری اور اپنے نیک کارناموں کی وجہ سے زندہ ہے''۔

اخیر میں ارباب علم و فضل اور صاحبان قلم وقرطاس احباب سے عموماً اور حافظ صاحب رحمہ اللہ کے صاحبزادہ برادر عزیز مولانا محمد عثمان یوسف مدنی اور مولانا عبدالمالک مجاہد حفظہما اللہ ورعاہما سے گزارش ہے کہ وہ حافظ صاحب رحمہ اللہ کی علمی وراثت کی حفاظت کرنے اور مختلف مجلّات و جرائد میں پھیلے ہوئے ان کے اثاثۂ علمیہ کو تاریخ کے صفحات میں محفوظ کرانے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ارحم الراحمین حافظ صاحب کی تمام خدمات اور ان کے اعمال خیر کو شرف قبولیت بخشے اور ان کی لغزشات کو معاف فرماکر انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ملت و جماعت کو ان کا اور دوسرے وفات پاجانے والے علماء ربانیین کا نعم البدل عطا فرمائے اور ان کے اعزہ واقرباء جملہ متعلقین خصوصاً ان کے صاحبزادوں، صاحبزادیوں اور ان کی اہلیہ محترمہ کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں ایک منظوم گلدستۂ محبت بھی ہدیہ قارئین کردیا جائے جسے عزیز گرامی مولانا ابرار صابر علی عرف شمیم عرفانی سنابلی مدنی سلمہ اللہ ورعاہ، جالیات عفیف، سعودی عرب نے پیش کیا ہے:

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

علامہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ

کچھ نہ تھا ادراک اس کا، کچھ نہ تھا وہم و گماں
اس طرح ٹوٹے گی ہم پر یہ بلائے ناگہاں

مثل خورشید و قمر تھیں کیسی کیسی صورتیں
ہوگئیں آنکھوں سے اوجھل چھوڑ کر اپنے نشاں

اک محدث، مجتہد، اک دیدہ ور، روشن ضمیر
وہ بھی رخصت ہوگیا لو، چھوڑ کر بزم جہاں

ہاں وہی فخر جماعت علم و حکمت کا امام
لشکر باطل کے حق میں تھا جو برق بے اماں

تھا بتانِ شرک و بدعت کے لئے ضرب خلیل
اے کلام اللہ! تیرا وہ مفسر ترجماں

قوم کا سرمایۂ عظمت تھی اس کی زندگی
قافلہ سالار تھا وہ، قوم کا روح رواں

شوخیٔ تحریر، اس کی کیا کہوں اے اہل دل!
مدتوں نازاں رہے گی اس پہ یہ اردو زباں

اے صلاح الدین یوسف! حق شناس و حق نما
آپ کی رحلت سے ہے غم ناک ہر پیر و جواں

مانا، اس افتاد سے رنجور ہے قلب شمیم
اہل ایماں کا، مگر شیوہ نہیں آہ و فغاں

(شمیم عرفانی)

بچھڑا ہے جو شخص وہ نایاب بہت ہے

علامہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ

علامہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی وفات سے نہ صرف برصغیر ہندو پاک و نیپال کا علمی وملی اور تحقیقی خسارہ ہے بلکہ عالمی طور پر علمی و تحقیقی نقصان ہوا ہے، اللہ ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی تاریخ پیدائش کے تعلق سے مولانا محمد اسحاق بھٹی تحریر فرماتے ہیں جن کا انتقال ۲۲/دسمبر ۲۰۱۵ء میں ہوا اور اسی دن نیپال کے مشہور و معروف عالم دین شیخ عبداللہ مدنی جھنڈانگری رحمہ اللہ نے کاٹھمانڈو میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا، اللہ مغفرت فرمائے، ”حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی ولادت جنگ آزادی سے دو سال قبل ۱۹۴۵ء جے پور ضلع راجستھان میں ہوئی تھی۔

اللہ نے آپ کو طویل عمر عطا فرمائی، آپ تقریباً ۷۵/سال بقید حیات رہے، آپ نے عالم اسلام کی مقتدر شخصیات سے کسب فیض حاصل کیا، اللہ نے حافظ محترم کو قلم کا دھنی بنایا تھا جس کی بنیاد پر مختلف علوم وفنون میں آپ نے خدمات انجام دیں، آپ کے کارنامے سنہرے حروف سے لکھے جانے کے لائق ہیں، آپ کی تصنیف تفسیر ”احسن البیان“ عظیم علمی کارنامہ ہے جس سے فیض حاصل کیا جا رہا ہے، آپ بیک وقت مصنف، مؤلف، مدرس اور خطیب کی حیثیت سے اپنی خدمات انجام دے رہے تھے، اللہ آپ کی خدمات کو قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔

(زاہد آزاد جھنڈانگری)

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

راشد حسن مبارکپوری
استاد جامعہ اسلامیہ فیض عام مئو
ایڈیٹر الأقلام الحرۃ، ممبئی

حضرت العلام محدث جلیل ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ
امیدیں قلیل مقاصد جلیل

لقد لامني عند القبور على البكا
رفيقي لتَذراف الدموع السوافكِ
فقال: أتبكي كل قبر رأيته
لقبر ثوى بين اللوى فالدكادك؟
فقلت له: إن الشجا يبعث الشجا
فدعني، فهذا كله قبر مالك

قبروں پر زار وقطار آنسو بہانے پر میرے دوست نے مجھے ملامت کرتے ہوئے کہا: مقام لوی اور دکادک کے درمیان تم جس قبر کو بھی دیکھتے ہو آنکھیں برسانا شروع کردیتے ہو، کیوں کرتے ہو ایسا؟ میں نے کہا: ایک غم دوسرے غم کو ابھارتا ہے، مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، (مجھے یوں گمان ہوتا ہے جیسے) ہر قبر میرے بھائی »مالک« کی ہے۔

خیال تھا کہ آج عید قرباں سے متعلق جملہ امور سے فراغت کے بعد حضرت العلام محدث جلیل ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن اعظمی مرحوم کے حوالے سے تاثرات قلمبند کروں گا، اچانک صبح فجر بعد اطلاع ملی کہ منہج سلف کے شیدائی اور غیور عالم دین حضرت مولانا مقیم فیضی بھی دار بقا کی طرف کوچ کرگیے، ابھی ہم عالم بے مثل حضرت العلام حافظ صلاح الدین یوسف، حضرت شیخ علی حسین سلفی بنارس، ڈاکٹر ولی اختر ندوی، حضرت ڈاکٹر لقمان سلفی اور حضرت العلام اعظمی مرحومین کے سانحہ وفات کے زخم سے جانبر نہ ہوسکے تھے کہ یہ خبر تڑپا گئی، دل کے زخم ہرے ہوگیے، یہ سال عام الحزن قرار پایا، اعلام سنت کا یوں گزر جانا "يقبض العلم بقبض العلماء" کی سچی تصویر ہے، غربت اسلام اور شمع علم وشعور کے گل ہونے کے واضح اشارے ہیں، خدا امت مرحومہ کے حالات درست فرمائے آمین۔

حضرت العلام محدث عظیم ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن اعظمی مورخہ (۱۴۴۱/۱۲/۹ھ - ۲۰۲۰/۷/۳۰ء) بروز عرفہ ٹھیک خطبہ کے وقت سفر آخرت پر روانہ ہوگئے، ۱۹۴۳ء - ۱۳۶۲ھ میں اعظم گڑھ کے ایک چھوٹے سے گاؤں بلریا گنج کے ایک ہندو گھرانہ میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم شبلی کالج سے ہوئی، بارگاہ الٰہی سے خاص عنایت ہوئی، دولت اسلام سے شرف یاب ہوئے، افراد خانہ جان کے دشمن بن گئے، حفاظت کی خاطر دور دراز مشہور جامعہ دار السلام عمرآباد منتقل ہوگئے، وہاں پرسکون ہوکر عالمیت وفضیلت مکمل کی، مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ ہوگیا، ملک عبدالعزیز یونیورسٹی، مکہ مکرمہ (ام القری) سے حدیث میں ایم اے کیا، ازہر یونیورسٹی مصر سے حدیث ہی میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی، مدینہ یونیورسٹی میں ۱۹۷۹ء ۱۳۹۹ھ میں استاد مقرر ہوئے، پھر پروفیسر اور ڈین فیکلٹی آف حدیث۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ریٹائرمنٹ کے بیس سال اور پھر جنت البقیع آخری آرامگاہ قرار پائی، اعظم گڑھ کے ایک معمولی گاؤں سے جنت البقیع تک کا سفر خوبصورت بھی ہے اور عبرت انگیز بھی، کفر وشرک کے تیرہ وتاریک غار سے نکلے، شہر توحید وسنت مدینہ پہونچے، عہد حاضر کے امام سنت اور شیخ حدیث کہلاے، لوگوں کے لیے مشعل راہ بنے، اور جنت البقیع میں صدیقین، شہدا اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں آسودہ خاک ہوئے، اللہ اللہ! عظمت وبلندی کی کیسی کیسی مثالیں تو نے تماشہ گاہ عالم میں اہل بصیرت ونگاہ کے لیے بنائیں۔

حضرت محدث اعظمی مرحوم اس عہد کی سب سے بڑی عظمت تھے، سچ مچ یکتائے روزگار تھے، برصغیر میں علم وعمل ہر دو اعتبار سے ان کی کوئی نظیر نہیں، علم کا عالم یہ تھا کہ ایک عجمی ہوکر عربوں کے محدث تھے، علم حدیث آپ کا اصل میدان اور آپ کی توجہات کا مرکز تھا، آپ اسمیں منتہائے کمال تک پہونچے، قابل رشک مقام سے سرفراز ہوئے، آپ کی ساری اکیڈمیک خدمات اسی عظیم الشان علم کے گرد گھومتی ہیں، علم وآگہی کا وہ کون سا مرحلہ ہے جو آپ نے قطع نہ کیا ہو، متعدد ضخیم وعظیم کتابیں لکھیں، عالم اسلام میں ہزاروں شاگردان اور لاکھوں محبین تیار کیے، میکدہ علم سے وابستہ ہر شخص آپ کی عظمت علم وفضل کے روبرو سرنگوں، معترف، مشتاق اور گرویدہ ہے، معاصر دنیا میں شاید ہی کوئی بدحظ وبدطینت ہو جسے آپ سے عقیدت واحترام کا رشتہ نہ ہو، کہ آپ اس دور میں برصغیر کے سب سے بڑے عامل بالسنہ حدیث کے عالم اور محدث تھے، اسوقت یہ اعزاز شاید ہی کسی کو حاصل ہو، یہ عظمت واقبال قسمت والوں کو حاصل ہوتا ہے، یہ اللہ کے خاص اور مقرب بندوں کی پہچان ہے۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

آپ کی عملی زندگی بھی علم کی طرح روشن اور شاداب تھی، سلف صالحین کا نمونہ تھی، چہرہ پرنور تھا، مقربین کی علامات تھیں، شرافت، نجابت، عدالت، ثقاہت، ولایت، پاکیزگی نفس، زہد، استغنا، تقوی شعاری اور تعلق مع اللہ آپ کی زندگی کا خاص امتیاز ہے، ہمیں یقین ہے کہ آپ نے کبھی کسی سے بدکلامی نہ ہوگی، غیبت نہ کی ہوگی، کینہ وبغض نہ پالا ہوگا، زبان خلق کا نقارہ خدا ہونا بھی ضرور ہے مگر چہرے کی لکیریں یہ پیش گوئی کرتی تھیں۔

ایک بار ڈاکٹر صاحب مرحوم نے خود فرمایا: مجھے امید ہے کہ اللہ تعالی مجھے غیبت اور بغض وحسد کے لیے ان شاء اللہ گرفت نہیں فرمائے گا۔

ایک صاحب نے آپ کے ساتھ طباعتی معاملات میں کوتاہی کی، مدینہ میں قیام پذیر ایک باصلاحیت اسکالر دوست نے ان کی بابت کچھ بات کرنا چاہی، آپ نے فرمایا: آپ اس مسئلہ کو چھوڑ دیں، تین بار پوچھا، تین بار ایک لفظ بولنے سے منع کردیا۔

زندگی نہایت مثالی اور صاف شفاف تھی، معاصر علماء اکابرین واصاغرین میں تعامل ولین دین میں جو کمزوری، غیبت وچغل خوری، جھوٹ، فساد انگیزی، بددیانتی، دین اور منہج کے نام پر جعل سازی، بے عہدی، بدمعاملگی، عملی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بے راہ روی اور بیہنگمی ہے، ڈاکٹر صاحب مرحوم ان سب سے بہت دور تھے، آپ کا مکمل وقت مطالعہ، کتب بینی، تصنیف وتالیف اور بحث وتحقیق میں گزرتا تھا، اٹھتے بیٹھتے کثرت سے اذکار واستغفار کا اہتمام کرتے، یادالٰہی میں مصروف رہتے۔

آہ یہ کیسی پاکیزہ زندگی تھی، جس میں صرف اور صرف قال اللہ اور قال الرسول کی صدائے دل نواز تھی، یہ کیسی عظمت تھی جس کی شامیں بھی روشن وتابندہ اور صبحیں بھی رخشندہ، ہرلمحہ، ہرمنٹ یقین کی قندیلوں سے روشن، ہرلحظہ ایمان کے آفتاب سے تاباں۔

آہ! عشق وشیفتگی کا وہ کون سا خامۂ ان کے ہاتھ میں تھا، جس سے نکلنے والا ہرلفظ ایمان ویقین کی میزان سے گزرکرآتا، بحث وتحقیق کے ترازو سے ہوکرنکلتا، بیس برسوں تک مسلسل صرف رسول اللہ کی پاکیزہ وبرگزیدہ زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ ادا ہوئے، حدیثوں کی صحت وسقم کا پتہ لگایا، کھرے کھوٹے کی پہچان کی، ان سے وابستہ فردوس معارف کے درکھولے، سنت نبوی کی تفہیم وتشریح سے عقیدت کی سطریں تخلیق کیں، سنت کی ایک ایک اینٹ سے تشنگان ہدایت کے لئے قصر یقین تیار کیا، یہ کیسا گردوں نما خامہ تھا جوگرجا بھی عظمت رسول وصحابہ کے تحفظ اور حصار بندی کی خاطر اور برسا بھی تو خس وخاشاک غرور وجہل بہالے گیا، کیا تحفظ میکدۂ عرفان ویقین سے لبریز ایسا کوئی قلم برصغیر کی مذہبی تاریخ میں کوئی پیش کرسکتا ہے۔

آہ! یہ کیسی زبان تھی جو نصف صدی تک خدمت سنت اور تفسیر اقراء سے زمزمہ سنج رہی، روضۂ مطہر کی آغوش میں بیٹھ کراسی کی عظمت کی داستان رقم کرتی رہی، جب بھی گہرافشاں ہوئی تو حق وصداقت کیلئے، جب بھی سخت گیر ہوئی تو معاندین دین حنیف پر، سارے رشتوں کی ڈوراسی سے جڑی رہی، یہ اس عہد کی مثالی زبان تھی۔

آہ! ایک ہندوگھرانہ میں پیدا ہونے والے ایک عام شخص کے اعزاز کا عالم کیا رہا ہوگا، جب مدینۃ الرسول میں آپ کو بحیثیت استاذ مقرر کیا گیا ہوگا، یہ کیسا مقام بلند ہے کہ دیار رسول میں ایک عجمی دنیا کے فصیح ومہذب لوگوں کو حدثنا اور اخبرنا کے ورد کرارہا ہو، انہیں عقدہائے مشکلات حدیثیہ کھول کھول بتا رہا ہو، رسول اور کلام رسول کی عظمت سے آشنا کررہا ہو، دنیا کے مقدس ترین مقامات حرم مکی ومدنی میں علوم دینیہ وشرعیہ کے دریا بہارہا ہو، ہزاروں عظمتیں اسی ایک عظمت پر نچھاور...

حضرت العلام اعظمی مرحوم کی زندگی داعیانہ تھی، اس کے باوجود خالص اکیڈمک تھے، ابتداء ہی سے تدریس وافادہ کے دوبدو تصنیف وتحریر سے خصوصی طور پر منسلک رہے، آپ کی جملہ تالیفات وتحریرات منفرد اور زمانہ کے تقاضوں کو پورا کرتی ہیں، انفرادیت اس لئے کہ گو بیشتر موضوعات عام ہیں مگر انہیں خصوصیت و انفرادیت کا رنگ وپیرہن دیا گیا ہے، نہایت سادہ وشستہ اسلوب وانداز میں۔

انفرادیت ہرشخص کا منصب نہیں، عموماً بڑے بڑے معاصر اہل علم نقل ونسخ اور اعداد وترتیب کا کام کررہے ہیں، کم حضرات ایسے ہیں جنھوں نے دنیائے علم وشعور کو نئ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جہتوں سے روشناس کرایا، ڈاکٹر صاحب مرحوم ان عبقری اہل علم میں سے ہیں جنہوں نے عشق و شیفتگی کے نئے زاویے دکھائے، علم و فضل کی راہوں کی بازیافت کی، اس حوالہ سے وہ حضرت العلام بکر بن عبداللہ ابوزید کے ہم پلہ نظر آتے ہیں، اسلوب میں نہیں کیونکہ شیخ بکر کا اسلوب اپنے تمام معاصرین سے ممتاز اور یگانہ ہے، یہ سب کچھ محض اللہ کی توفیق سے ممکن ہے جو ہر عہد میں اس کے خاص بندوں کو حاصل ہوتی ہے۔

حضرت العلام مرحوم کا سب سے بڑا کارنامہ ''الجامع الکامل فی الحدیث الصحیح الشامل'' کی تالیف ہے، بلکہ یوں کہنا بالکل مبالغہ نہیں ہوگا کہ یہ آپ کی زندگی کا نچوڑ اور ماحصل ہے، بلکہ اسلامی تاریخ میں اپنی نوعیت کی اولین کتاب ہے، پہلی بار یہ ۲۱ جلدوں میں دارالسلام، ریاض سے (۲۰۱۶ء) شائع ہوئی، پھر شیخ ابن بشیر حسینوی نے اپنے مکتبہ سے ۲۰ جلدوں میں شائع کی، اس کتاب میں تمام احادیث صحیحہ کو مختلف کتابوں مثلاً صحاح، سنن، مؤطات، مصنفات، مسانید، جوامع، معاجم، مستخرجات، اجزاء اور امالی سے مع شواہد ومتابعات جمع کرنے کی کوشش کی ہے، کل ۷ ۶ کتابیں، چھ ہزار ابواب، سولہ ہزار سے زائد صحیح احادیث ہیں، جن میں تمام کتب و ابواب حدیثیہ ہیں اور ترتیب فقہی ابواب پر رکھی گئی ہے، تمام حدیثوں کی تخریج کے ساتھ حکم بھی لگا دیا گیا ہے، دنیائے علم و تحقیق کے اکابرین نے اس عظیم الشان کام پر خراج تحسین پیش کیا، یہ وہ عظیم خدمت ہے جو تمام سابقین ولاحقین اہل علم کے روبرو تمغہ امتیازیت و انفرادیت عطا کرتی ہے۔

سيرة المصطفى صلى الله عليه وسلم الصحيحة على منهج المحدثين۔

سیرت نبی پاک ﷺ ایسا عظیم الشان موضوع ہے جس پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، خوش قسمتی سے جن دو کتابوں کو عالمی شہرت ہوئی اور بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ان کے اثرات پورے عالم اسلام پر ہوئے، رحمۃ للعالمین از قاضی منصور پوری، اور الرحیق المختوم از شیخ صفی الرحمٰن مبارکپوری مرحومین۔

پانچویں صدی ہجری تک سیرت بلکہ جملہ موضوعات پر ائمہ دین وعلمائے امت سندوں کے ساتھ کتابیں لکھتے تھے، سیرت پر بھی ابتدائی تمام کتابیں اسی قبیل کی ہیں، اس کے بعد یہ سلسلہ منقطع سا ہو گیا، ڈاکٹر صاحب مرحوم کو یہ سلسلہ زندہ کرنے کا خیال آیا، چنانچہ "الجامع الکامل" کے دوران تالیف ان تمام صحیح ومقبول احادیث وآثار کو اسانید کے ساتھ جمع کر دیا، ساتھ ہی ضعیف احادیث کی بھی نشاندہی فرما دی ہے۔

اس کے علاوہ دو چیزیں مزید اس کتاب کو ممتاز کرتی ہیں، اولاً مؤلف مرحوم نے نبی ﷺ کی پیشن گوئیاں جمع کر دی ہیں، تاریخی تحقیق کے ساتھ کہ کون سی واقع ہو چکی ہے اور کون سی باقی ہے۔ ثانیاً نبی ﷺ کے متعلق دیگر مذاہب میں جو اخبار وواقعات ہیں انہیں بھی پوری تحقیق سے جمع کر دیا گیا ہے مثلاً یہودیت، بودھ ازم، زرتشت وغیرہ۔

اس طرح یہ کتاب بالکل نئی اور منفرد ہوگئی۔

اختصار الجامع الکامل:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مؤلف مرحوم نے ۲۰ جلدوں کو پانچ جلدوں میں مختصر کیا، انداز واسلوب کیا ہے طباعت سے قبل کچھ کہنا مشکل ہے۔ البتہ مقصد اس کا یہ ہے کہ اردو وانگریزی زبانوں میں اس کے ترجمے شائع کئے جائیں، امید ہے کہ یہ کام پائے تکمیل کو پہونچ چکا ہوگا، خاکسار کو بھی معمولی حصوں کے ترجمے کی سعادت حاصل ہے۔ اللہ کرے جلد شائع ہو اور لوگ عمومی فائدہ اٹھائیں۔

المنة الکبری شرح و تخریج السنن الصغری للحافظ البیهقی (ت:۴۵۸ھ)

امام السنۃ امام بیہقی کی دو کتابیں خاص شہرت رکھتی ہیں، السنن الصغریٰ اور السنن الکبریٰ، اسی نام سے امام نسائی کی بھی تصنیفات ہیں، امام نسائی کی السنن الصغریٰ کو شہرت ہے، جب کہ امام بیہقی کی السنن الکبریٰ کو، یہ کتاب عبدالمعطی امین قلعجی کی تحقیق سے چار جلدوں میں جامعۃ الدراسات الإسلامیہ، کراچی، پاکستان سے شائع ہو چکی ہے۔

امام بیہقی نے اس کی تالیف میں اختصار سے کام لیا ہے، مؤلف مرحوم نے دیگر ائمہ دین کے دلائل حدیثیہ اور وجوہ ترجیح بھی بیان کیا ہے، اس طرح یہ کتاب ''فقہ السنۃ'' کا ایک معتبر مرجع بن گئی، فقہ کتاب وسنت کے ساتھ ساتھ احادیث کی بھرپور تخریج کی گئی ہے اور ساتھ ہی حکم بھی لگایا گیا ہے، ان امور کی توضیح مؤلف مرحوم نے مقدمہ کتاب میں کی ہے۔

اس کتاب میں مؤلف مرحوم کی جلالت علمی اور محدثانہ شان نمایاں ہوتی ہے۔ حدیث کے ہر گوشہ پر نظر کی گہرائی اور وسعت کا پتہ چلتا ہے۔ یہ کتاب ۹ جلدوں پر مشتمل ہے، پہلی باری ۲۰۰۱ء میں مکتبہ الرشد ریاض سے شائع ہوئی، دوسری بار بھی وہیں سے ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئی۔

أبو هريرة فی ضوء مروياته:

یہ دراصل آپ کے ''ماسٹرس'' کا رسالہ ہے، اس کتاب میں آپ نے صحابی جلیل حضرت ابوہریرہ سے مروی تمام روایات کو کتب ستہ اور مسند احمد سے جمع کیا ہے، یہ بھی تحقیق کی ہے کہ یہ احادیث دیگر کن صحابہ رسول ﷺ سے وارد ہیں، جنہیں ہم شواہد ومتابعات کہتے ہیں۔ اس طرح یہ طے کرنا آسان ہو گیا کہ کن احادیث میں حضرت ابوہریرہ روایت میں تنہا اور منفرد ہیں، یہ بات بھی ثابت کی ہے حضرت ابوہریرہ کی روایات کی تعداد ۲۰۰۰ سے زیادہ نہیں ۵۳۷۴ کی جو بات مشہور ہے اور مصطلح کی جملہ کتابوں میں لکھی ہے وہ مختلف سندوں کے اعتبار سے ہے متن کے اعتبار سے نہیں، یہ کتاب دراصل صحابی رسول حضرت ابوہریرہ پر مستشرقین ومنکرین سنت کی جانب سے کئے جانے والے اعتراض کا رد کرتی ہے، یہ ابوہریرہ کے ساتھ ساتھ سنت رسول کا بھی دفاع ہے۔

تاریخ اسلام میں اپنی نوعیت کا پہلا کام ہے، مؤلف مرحوم نے اس کی وضاحت خود مقدمہ الکتاب میں فرماتی ہے، ''ولا أعلم أحداً سبق فی تاريخ الاسلام بالدراسة على هذا المنهج، وإن كان بعض السلف اتبعوا فی بعض الجزئيات ...فلاشك أن المنهج الذی اخترته للدفاع عن أبی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

هريرة، وهو في الأصل دفاع عن السنة النبوية كلها بالأرقام والحقائق، وهو منهج لايوجد أدق منه وأضبط، فإنه في طريقة رياضة محضة (ابوھریرہ فی ضوء مرویاتہ (ص:۸۶)

یہ کتاب ۸۰۰ صفحات پر مشتمل ہے، پہلی بار دارالکتاب المصر قاہرہ سے ۱۹۷۹ء میں شائع ہوئی، پھر دوبارہ مکتبہ الغرباء مدینہ منورہ سے ۱۴۱۸ھ ء میں شائع ہوئی۔

أقضية الرسول الله ﷺ:

یہ کتاب علامہ ابوعبداللہ محمد بن فرج مالکی معروف بہ ابن الطلاع (ت: ۴۹۷ھ) کی تالیف ہے، جو اللہ کے رسول کے فیصلوں کا مجموعہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم نے اس پر تعلیق، تحقیق اور استدراک کا کام کیا ہے، یہ ڈاکٹریٹ کا رسالہ ہے جسے جامعۃ الأزھر مصر میں پیش کیا، اور مرتبۃ الشرف الأولی کا امتیازی تمغہ ملا، ڈاکٹر صاحب نے اسے تین قلمی نسخوں کی روشنی میں تیار کیا ہے۔

احادیث کی تحقیق وتخریج کی ہے علتیں بھی بتائی ہیں اور صحت وضعف کا حکم بھی لگایا ہے، جہاں انہیں مصدر حدیث نہ مل سکا وہاں ''لم أقف علی من خرجہ'' بھی لکھا ہے۔ طول طویل تعلیقات کے ساتھ اور مفید فقہی دلائل و ترجیحات کا بھی تذکرہ کیا ہے، نیز استدراک بھی کیا ہے یعنی جو فیصلے مؤلف نہ ذکر کر سکے انہیں تلاش کر کے ذکر کیا ہے، جدید انداز سے فہرست سازی بھی کردی ہے۔ محقق مرحوم نے ان امور کا تذکرہ مقدمۃ المحقق میں کیا ہے جو ۸۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

یہ کتاب ۷۴۰ رصفحات پر مشتمل ہے، اردو ترجمہ پاکستان سے شائع ہو چکا ہے اور انگریزی ترجمہ بھی غالبًا ہو چکا ہے، ضرورت ہے اسے زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے اور خصوصاً انگریزی ترجمے مختلف ممالک کی عدالتوں تک پہونچائے جائیں تاکہ دنیا کو آپ ﷺ کے عدل اور انصاف اور جملہ امور میں گہری بصیرت سے واقفیت ہو اور لوگ اسلام سے قریب ہوں۔

اندازہ کیجئے ڈاکٹر صاحب مرحوم کا انتخاب کس قدر معنی خیز ہے، ایک طرف سنت رسول ﷺ کی خدمت ہے وہیں داعیانہ جذبہ بھی کارفرما ہے۔ اس طرح اس کی انفرادیت طے ہوتی ہے۔ پہلی بار یہ کتاب ۱۳۹۸ھ۔ ۱۹۷۸ء میں دار الکتاب المسوی قاہرہ سے شائع ہوئی پھر دار الکتاب اللبنانی، بیروت سے ۱۹۸۲ء میں شائع ہوئی، پھر دارالسلام، ریاض سے ۲۰۰۳ء میں اچھے انداز میں شائع ہوئی۔

دراسات في اليهودية والنصرانية وأديان الهند:

ابتداء میں یہ کتاب "دراسات في اليهودية والنصرانية" کے نام سے مدینہ منورہ سے ۱۹۸۸ء میں شائع ہوئی، اس میں یہودیت اور عیسائیت پر تفصیلی گفتگو ہے، ساتھ ہی ان کی کتابوں میں تحریفات اور ان میں نبی ﷺ سے متعلق پیشین گوئیوں پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ "اديان الهند" سے متعلق آپ کے مقالات ''مجلّہ الجامعۃ الإسلامیہ'' میں شائع ہوئے تھے، بعد میں انہیں ترتیب جدید کے ساتھ اس مثل انسائیکلوپیڈیائی کتاب میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شامل کیا۔ ۷۸۴ صفحات پر مشتمل ہے جو متعدد بار مکتبہ الرشد ریاض سے شائع ہو چکی ہے۔

خاکسار کو ''ادیان الھند'' والے حصہ کو لفظ بہ لفظ پڑھنے اور مفصل نوٹ تیار کرنے کا شرف حاصل ہے۔ بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس طرح کی جامع کتاب شاید ہی ہو خصوصاً ہندوستانی مذاہب کی بابت تو بالکل منفرد انداز اور محققانہ ہے۔

دراسات فی الجرح والتعدیل:

جرح وتعدیل کے موضوع پر ۴۶۵ صفحات پر مشتمل ایک موسوعی کتاب ہے، اس فن سے متعلق تمام اصول و فروع گوشوں پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے، جرح، تعدیل، اصلاحات اور مشاہر ناقدین حدیث (علمائے جرح و تعدیل) میں سے ہر ایک کو الگ الگ چار فصلوں میں بانٹ دیا گیا ہے۔ اس طرح طلبۂ حدیث کے لئے یہ کتاب ایک قیمتی سرمایہ ہوگئی پہلی بار جامعہ سلفیہ بنارس سے ۱۴۰۳ھ۔۱۹۸۳ء میں شائع ہوئی، یہی نسخہ ہمارے سامنے ہے۔ پھر متعدد مکتبات نے خوبصورت انداز میں شائع کیا۔

معجم مصطلحات الحدیث ولطائف الأسانید:

یہ کتاب اصطلاحات حدیث وعلوم الحدیث، جرح و تعدیل اور لطائف الأسناد سے متعلقہ دیگر اہم مباحث پر مشتمل شاندار کتاب ہے، جسے امہات الکتب کی روشنی میں حروف تہجی کی ترتیب کے ساتھ جمع کیا گیا ہے، موضوع گو نیا نہیں، مگر انداز ترتیب وتحقیق اپنی نوعیت کا منفرد ہے۔

کتاب ۵۷۲ صفحات پر مشتمل اضواء السلف ریاض سے ۱۴۲۵ھ میں شائع ہوئی سردست یہی نسخہ ہمارے پیش نگاہ ہے۔

اسی طرح "التمسك بالسنه فی العقائد والأحكام" سنت کی تشریعی حیثیت کو واضح کرتی اہم اور علمی کتاب ہے، اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے، عربی کتاب مدینہ منورۃ سے ۱۴۱۷ھ میں شائع ہوئی۔

"کتاب الأدب العالی" اسلامی آداب واخلاق پر مشتمل منتخب احادیث کا مجموعہ ہے، جامعہ دارالسلام عمرآباد سے ۲۰۱۷ء میں شائع ہوئی۔

"تحفة المتقين" مسنون ذکر واذکار پر مشتمل قیمتی کتاب ہے، پہلی بار پاکستان سے شائع ہوئی، اس کا اردو ترجمہ پسران حضرت مولانا مختار احمد ندوی مرحوم نے ممبئی سے شائع کیا ہے، یہ ہر گھر کی ضرورت ہے، اسے شائع کر کے عام کرنا چاہئے۔

تین کتابیں مزید ہیں، جنہیں ڈاکٹر صاحب مرحوم نے پہلی بار اپنی تحقیق سے شائع کیا، المدخل إلی السنن الكبرى للبيهقی، یہ دراصل السنن الکبریٰ کا مقدمہ ہے جس کا قلمی نسخہ خدا بخش لائبریری سے حاصل کر کے ''اضواء السلف'' ریاض سے ۱۴۴۰ھ میں شائع کیا۔

دوسری کتاب "فتح الغفور فی و ضع الأيدی علی الصدور" یہ شیخ الإسلام محمد بن عبد الوہاب اور علامہ محدث فاخر زائر الہ آبادی کے استاذ علامہ محمد حیات سندھی کی تصنیف لطیف ہے۔ نماز میں نیت سینہ پر باندھنے سے متعلق ہے، ڈاکٹر صاحب مرحوم اسے اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تحقیق وتخریج سے دارالسنہ مصر سے ۱۴۰۹ھ میں شائع کیا۔

تیسری کتاب "ثلاثة مجالس من أمالي ابن مردويه" ڈاکٹر صاحب مرحوم نے تحقیق وتخریج کر کے دارعلم الحدیث، امارات سے ۱۹۹۰ء میں شائع کیا۔

قرآن کی شیتل چھایا (قرآن کریم کی ٹھنڈی چھاؤں) ڈاکٹر صاحب مرحوم نے دوران طالب علمی مدینہ یونیورسٹی، اسلام کی بنیادی دعوت اور مبادیات اور اعاظم رجال اسلام پر سلسلہ وار مقالات تحریر فرمائے تھے، جنہیں بعد میں کتابی شکل میں شائع فرمایا، غیر مسلم طبقہ کے لئے بہت قیمتی تحفہ ہے، اس کتاب نے بہتوں کو اسلام کی طرف متوجہ کیا، متعدد بار ہندوستان کے مختلف مکتبات نے شائع کیا اور مسلسل شائع ہو رہی ہے۔

قرآن مجید انسائیکلوپیڈیا:

نام سے موضوع واضح ہے لیکن سچ یہ ہے کہ اس کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ اسلامی انسائیکلو پیڈیا کی صورت میں تیار ہوئی، قرآن وسنت کے اعتقادی مسائل، شرک و بدعت اور برے اخلاق سے دور رہنے کی تلقین، قرآن میں بیان کردہ احکام کی توضیح وتشریح، انبیاء ورسولوں کی دعوت وطریقہ دعوت، قرآن میں مذکور بادشاہوں اور دیگر شخصیات نیز اقوام گذشتہ کا تذکرہ، کائنات میں پھیلی اللہ کی نشانیاں، حیوانات، جمادات، شہروں اور ملکوں وغیرہ کا تعارف، قرآن میں اخلاق عالیہ کا معیار، وغیرہ جیسے موضوعات پر مفصل گفتگو کی ہے۔

کتاب حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دی گئی ہے، اس کا اردو ترجمہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی کی توجہ سے شائع ہو چکا ہے۔

یہ کتاب اگر چہ غیر مسلم طبقہ کے لئے لکھی گئی ہے مگر تمام لوگوں کے لئے یکساں مفید ہے۔اردو ترجمہ مارچ ۲۰۱۸ء - ۱۴۳۹ھ میں شائع ہوا، فریوائی صاحب نے خاکسار کو بھی از راہ شفقت ایک نسخہ مرحمت فرمایا، جزاہ اللہ خیرا۔

مؤلف مرحوم خود کتاب کی انفرادیت کی بابت رقم طراز ہیں:

''میری یہ کتاب شاید اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے، جو کسی مسلمان کے قلم سے قرآنی آیات، صحیح احادیث، صحابہ وتابعین اور دیگر ائمہ دین ومجتہدین کے اقوال کی روشنی میں کسی بے جا تحریف کے بغیر دین کی اصل وصحیح تعلیمات کو پیش کرنے کی غرض سے تیار کی گئی ہے۔''

(قرآن انسائیکلو پیڈیا (ص:۳۱)

اسی طرح کچھ رسائل ''مکتبہ شاملہ'' پہ یونیکوڈ ورژن میں موجود ہیں، غالبًا یہ "مجلة الجامعة الاسلاميه" بھی شائع ہو چکے ہوں گے، ان میں ایک آدھ کو مجلّہ میں بھی دیکھنے کا اتفاق ملا۔

تحية المسجد، صلاة التراويح، صلاة الجماعة، صلاة المسافر، دراسات فى السنة النبوية، دراسات فى الديانة الهندية (ڈاکٹر صاحب مرحوم کی مفصل کتاب کا حصہ ہے)

ڈاکٹر صاحب مرحوم کے متعدد انٹریوز یوٹیوب پر موجود ہیں ان سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

حضرت محدث اعظمی مرحوم کی ساری تالیفات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں انفرادیت کا رنگ ہے، بیشتر کتابیں ایسی ہیں جو اپنی نوعیت کی اولین کتابیں ہیں، جو انہیں دیگروں سے ممتاز کر کے یگانہ روزگار بناتی ہیں، مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمتوں سے نوازا تھا، ان کی تمام تالیفات کو اللہ تعالی نے قبول عام سے نوازا، شیخ اصغر علی سلفی (امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند) کا بیان ہے کہ میں عموما ڈاکٹر صاحب مرحوم کے ساتھ لائبریری جایا کرتا تھا، آپ آتے ہی چند منٹوں میں اپنی ساری مطلوبہ چیزیں جمع کر لیتے، مباحث ومعلومات نکال لیتے، اور ہم حیران ہو کر آپ کی طرف دیکھتے رہتے، یہ محض اللہ تعالی کا آپ پر خاص فیضان تھا، ڈاکٹر فریوائی حفظہ اللہ کا بیان ہے کہ آپ کو فقہ السنہ کا محاضرہ دینا تھا، کچھ الجھن تھی، پھر دیکھتے دیکھتے محض تین چار دنوں میں پوری کتاب تیار کر لی، اللہ تعالیٰ نے آپ کے وقت میں عجیب وغریب برکت عطا فرمائی تھی، کم وقت میں بڑے بڑے علمی کام آپ نے انجام دئے۔

حضرت محدث مرحوم ایک بار ایک صاحب سے کتابوں کی طباعت کی بابت ٹیلیفونک گفتگو فرما رہے تھے، درمیان میں خاکسار کا تذکرہ آیا، بات کرنے کی خواہش ظاہر کی، میں وہیں تھا، علیک سلیک کے بعد مختلف امور سے متعلق گفتگو ہوئی، اندازہ ہوا کہ آپ خاکسار سے اچھی طرح واقف ہیں، اسوقت الجامع الکامل چھپ کر آچکی تھی، اپنی عقیدتوں کا اظہار کیا، عرض کیا "اولیات اهل الحدیث" کا عربی ترجمہ کر چکا ہوں، (جو بعد میں دارالطائف، کویت سے شائع ہوئی ہے) جہاں آپ کا ذکر خیر بھٹی مرحوم نے کیا ہے، وہاں الجامع الکامل کی بابت توضیحی نوٹ حاشیہ میں لگا دیا ہے، شیخ نے شکریہ ادا کیا، دعائیں دیں اور حکم ہوا کہ چند کتابیں ہیں انہیں بھیج دو، وہ کتابیں کچھ عزیزوں کے حوالہ کی گئیں مگر وہ یہیں چھوڑ کر چلے گیے، شیخ نے پھر پوچھا تو صورت حال بتا دی، آپ نے فرمایا یہاں مدینہ یونیورسٹی کے طلبہ بہت غیر ذمہ دار ہوتے ہیں، پھر وہ کتابیں دوسرے راستہ سے بھیج دی گئیں۔

خاکسار اسے اپنے لیے بڑی سعادت سمجھتا ہے کہ وقت کا ایک عظیم محدث اس بندہ بے نوا سے نہ صرف اچھی طرح واقف ہے بلکہ عزیز بھی رکھتا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ جب سے آپ سے واقفیت ہوئی، عقیدت، محبت اور احترام کے جذبہ سے نہال ہے، اور اسے اس عہد کا سب سے عظیم شخص سمجھتا ہے، علم، عمل، شعور، آگہی، اور قلندرانہ شان میں درفرید اور یکتائے روزگار تصور کرتا ہے، یہ اعتقاد بھی رکھتا ہے۔

أحب الصالحين ولست منهم

لعل الله يرزقني صلاحا

الہی! شریعت محمدی کا یہ عظیم پاسبان ومحافظ تیری بارگاہ میں حاضر ہے، تو اسے رحمت ومغفرت کی آغوش میں لے لے، بشری کوتاہیوں سے درگزر کر کے اعلی علیین میں صدیقین، شہدا، صالحین کے ساتھ جگہ دے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

سیرت نگاری کے ایک عہد کا خاتمہ
(پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی رحمہ اللہ)

اِدھر کچھ عرصے سے عظیم علمی شخصیات، دینی تحریکوں کے سربراہ، مدارس کے ذمے داران، محدثین، علماء وفضلاء، ادباء، صحافی اور سماج کے دیگر سربرآوردہ حضرات بہت تیزی سے ایک ایک کر کے اللہ کو پیارے ہو رہے ہیں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تسبیح کی ڈوری ٹوٹ گئی ہے، جس کے نتیجے میں اس کے دانے ایک ایک کر کے بکھرتے چلے جارہے ہیں، اس سنہری تسبیح کا ایک دانہ پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی کی ذاتِ گرامی تھی، جن کی ۱۵ر ستمبر ۲۰۲۰ء میں وفات ہوگئی، ان کی وفات کی خبر نے یوں تو ہزاروں لوگوں کو سوگوار کیا ہے، لیکن یہ میرے لیے کتنا بڑا المیہ ہے اسے الفاظ میں ادا کرنا میرے لیے ممکن نہیں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں ایک بہت بڑے سہارے اور اہم سرپرست سے محروم ہو گیا ہوں۔

علمی دنیا میں یٰسین مظہر صدیقی صاحب کا تعارف ایک بہت بڑے مصنف کی حیثیت سے ہے، انھوں نے اسلامی تاریخ اور سیرتِ نبوی پر بہت قیمتی سرمایہ اپنے پیچھے چھوڑا ہے، انھوں نے خاص طور پر سیرت کی نئی نئی جہتوں سے کام کیا ہے اور ایسے گوشے وا کیے ہیں جن پر پہلے کام نہیں ہوا تھا، سیرت کے موضوع پر ان کی تصانیف میں خاص طور سے: عہدِ نبوی میں تنظیمِ ریاست وحکومت، غزواتِ نبوی کی اقتصادی جہات، عہدِ نبوی کا نظامِ حکومت، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خواتین، ایک سماجی مطالعہ، مکی عہد میں اسلامی احکام کا ارتقاء، مکی اسوۂ نبوی: مسلم اقلیتوں کے مسائل کا حل، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی مائیں، عبد المطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا، وحی حدیث، سنتوں کا تنوّع، بنو ہاشم اور بنو امیہ کے معاشرتی تعلقات، قریش وثقیف کے تعلقات، خطباتِ سرگودھا (سیرتِ نبوی کا مکی عہد)، معاشِ نبوی، عہدِ نبوی کا تمدّن اور مصادرِ سیرت کو علمی حلقوں میں غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی ہے اور ہند و پاک دونوں جگہ وہ شائع ہوئی ہیں، سیرت کے علاوہ قرآنیات، تاریخ، سوانح اور دیگر موضوعات پر بھی ان کی خاصی وقیع تصانیف ہیں، لیکن میرے نزدیک یہ ان کا صحیح تعارف نہیں ہے، ان کا اصل تعارف یہ ہے کہ انھوں نے مصنفین کی ایک پوری کھیپ تیار کردی ہے، جو انھی کی طرح سوچنے اور انھی کی طرح لکھنے کی کوشش کر رہی ہے، اسلامی تاریخ میں بڑے بڑے مصنفین گزرے ہیں، جنھوں نے اسلامیات کے مختلف پہلوؤں پر ضخیم مجلّدات تیار کر دی ہیں، لیکن یٰسین صاحب کی طرح مصنّفین کی فوج تیار کر دینے والے کم ہی لوگ رہے ہیں۔

ڈاکٹر یٰسین صاحب تاریخ کے آدمی تھے، تعلیم سے فراغت کے بعد ان کا تقرر علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شعبۂ تاریخ میں ریسرچ اسسٹنٹ کی حیثیت سے ہوا تھا، ابتدائی زمانے میں انھوں نے تاریخِ ہند پر معیاری کام کیا ہے، انہیں اسلامیات کا محقق اور خاص طور پر سیرت نگار بنانے میں مولانا سید جلال الدین عمری کا غیر معمولی کردار ہے، مولانا اُس وقت ادارہ کے سکریٹری تھے، انھوں نے تحقیقات اسلامی کے نام سے ایک سہ ماہی علمی مجلّہ نکالنے کا ارادہ کیا تو مضامین کے حصول کے لیے مسلم یونی ورسٹی کے معروف اور لکھنے کا ذوق رکھنے والے اساتذہ سے ملاقاتیں شروع کیں، ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کا دلچسپ احوال خود انھوں (یعنی ڈاکٹر صاحب) نے بیان کیا ہے، مولانا کی خواہش پر انھوں نے کہا کہ میں آج کل ایک مضمون لکھ رہا ہوں، اسے دے سکتا ہوں، لیکن اس میں مولانا مودودی پر تنقید ہے، مولانا نے وہ مضمون لے لیا اور اسے شائع کرنے کا وعدہ کیا، اس کی قسطِ اوّل تحقیقات اسلامی کے پہلے شمارے (جنوری تا مارچ ۱۹۸۲) میں ''تاریخِ اسلام میں فنِ شانِ نزول کی اہمیت'' کے عنوان سے شائع ہوئی، سورۂ حجرات، آیت ۶ میں لفظ ''فاسق'' کا اطلاق عام مفسّرین کی طرح مولانا مودودی نے بھی اصحاب رسول ﷺ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ پر کیا تھا، یٰسین صاحب نے اپنے مضمون میں اس پر سخت تنقید کی تھی، مضمون شائع ہوا تو جماعت کے حلقے میں بعض لوگوں نے ناگواری ظاہر کی اور اگلی قسط کی اشاعت روک دینے کا مطالبہ کیا، مولانا کچھ دنوں کے بعد ڈاکٹر صاحب کے پاس مضمون کی دوسری قسط لینے پہنچے تو انھیں ناقدین کے خطوط بھی دکھائے، ڈاکٹر صاحب نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے پہلے ہی کہا تھا، آپ نے ناحق خود کو آزمائش میں ڈالا، تب مولانا نے ایک پوسٹ کارڈ دکھایا اور کہا کہ میں نے ناقدین کو یہ جواب لکھ دیا ہے: ''اس مضمون کی دوسری قسط بھی شائع ہوگی، صحابۂ کرام کی عزّت ہمیں مولانا مودودی کی عزّت سے زیادہ عزیز ہے''۔

مولانا عمری کے اس رویّے نے یٰسین صاحب کو ان کا گرویدہ بنادیا، پھر تو تحقیقات اسلامی میں ان کے مضامین کی جھڑی لگ گئی، اس میں مدیر محترم کے بعد سب سے زیادہ مضامین انھی کے شائع ہوئے، اس کا اعتراف اور تذکرہ خود ڈاکٹر صاحب نے ان الفاظ میں کیا ہے: ''ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی علی گڑھ سے خاک سار کا تعلقِ خاطر روزِ اوّل سے ہے، اسے پروان چڑھانے اور مضبوط بنانے میں ادارہ کے روحِ رواں مولانا سید جلال الدین عمری دامت برکاتہم کا اصل ہاتھ ہے .... مولانا نے اول شمارے سے خاک سار کے مقالات ومضامین بڑی آب وتاب اور بہت محبت وخلوص سے چھاپے اور شاید ہی کوئی جلد خاک سارانہ تحقیقات و بیانات سے خالی رہی ہو .... مدیر گرامی نے اس مقالہ نگار کو تحقیقات اسلامی کی صحیح راہ پر لگا دیا، یہ دوسری بات ہے کہ وہ مصنّف و عالم نہ بن سکا، البتہ مقالات اور کتابوں کا ڈھیر لگانے میں کام یاب ضرور رہا، (تحقیقات اسلامی، اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۶ء، ص ۸۳۔۸۱)

جناب رؤف احمد، لائبریرین ڈاکٹر حمید اللہ لائبریری، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی نے اپنے ایک مضمون میں علم کتابیات کے ایک ذیلی فن

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

(Bibliometrics) کی روشنی میں ۲۰۱۹ء تک کے شماروں کا جائزہ لیا ہے،(شائع شدہ تحقیقات اسلامی، جنوری تا مارچ ۲۰۲۰) ان کے بیان کے مطابق تحقیقات اسلامی میں ڈاکٹر صاحب کے ۶۳ مضامین شائع ہوئے ہیں، جن میں سے ۳۶ سیرت نبوی پر تھے، تحقیقات اسلامی میں ان کا آخری مضمون اس کے تازہ شمارہ (جولائی تا ستمبر ۲۰۲۰) میں شائع ہوا ہے، جس کا عنوان ہے: ''جنت میں داخلہ کی قرآنی ضمانتیں اور حدیثی تشریحات''، اس میں انھوں نے زور دے کر یہ بات کہی ہے کہ قرآن میں جنت کے حصول کو ایمان اور عمل صالح سے مشروط کیا گیا ہے، یہ شمارہ میں نے چند روز قبل ان کی خدمت میں پروفیسر ظفر الاسلام اصلاحی کی معرفت بھجوایا، رات میں ظفر صاحب نے مجھے فون کر کے اپنے اس احساس کا اظہار کیا کہ تحقیقات اسلامی میں شائع ہونے والا ڈاکٹر صاحب کا آخری مضمون ان کی اخروی بخشش کا نیک شگون ہے۔

تحقیقات اسلامی میں شائع شدہ ڈاکٹر یٰسین صاحب کے چار مضامین کا مجموعہ ادارۂ تحقیق نے بہت پہلے ''عہدِ نبوی کا نظامِ حکومت'' کے نام سے شائع کیا تھا، جو اصلاً ان کی ضخیم کتاب ''عہدِ نبوی میں تنظیمِ ریاست وحکومت'' کی تلخیص ہے، ادارہ میں ان کے توسیعی خطبات بھی برابر ہوتے رہتے تھے، گزشتہ برس اپریل میں ان کا خطبہ ''سیرتِ نبوی میں فقر وغنا کی حقیقت اور عصر حاضر میں اس کی معنویت'' کے عنوان سے ہوا تھا، جو بعد میں کتابی صورت میں بھی شائع ہوا، کچھ دنوں کے بعد پروفیسر عبد الرحیم قدوائی، ڈائریکٹر خلیق احمد نظامی مرکزِ علوم قرآن، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی نے تجویز رکھی کہ مرکز اور ادارہ کے اشتراک سے سیرتِ نبوی پر یٰسین صاحب کے لکچرس کی سیریز رکھی جائے، جن میں سے کچھ لیکچرس مرکز میں اور کچھ ادارہ میں ہوں، ڈاکٹر صاحب نے اس تجویز سے اتفاق کیا اور تیاری شروع کردی، فروری میں انھوں نے خبر دی کہ میں نے لیکچرس تیار کر لیے ہیں، مگر افسوس کہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد کووِڈ ۱۹ کی وجہ سے لاک ڈاؤن شروع ہو جانے اور اب ان کی وفات سے ادارہ ان لیکچرس کے انعقاد کی سعادت سے محروم رہ گیا۔

پروفیسر یٰسین صاحب کا جماعت اسلامی ہند سے رسمی تعلق تو نہ تھا، لیکن وہ اس کی خدمات کو قدر وستائش کی نظر سے دیکھتے تھے، جماعت کے امراء: مولانا محمد سراج الحسن، اور ڈاکٹر محمد عبد الحق انصاری رحمہما اللہ اور مولانا سید جلال الدین عمری حفظہ اللہ سے ان کے بہت قریبی تعلقات تھے، ڈاکٹر انصاری نے اپنے زمانۂ امارت میں ایک مرتبہ انہیں مرکز جماعت میں مدعو کر کے اسلامی اکیڈمی کے تحت ان کے متعدد لیکچرس کروائے تھے، علی گڑھ کی مقامی جماعت بھی اپنے خصوصی پروگراموں میں انہیں مدعو کرتی تھی اور وہ بہت خوشی سے اس کی دعوت قبول کرتے تھے اور عموماً سیرت نبوی کے کسی پہلو پر خطاب فرماتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب کے ساتھ مجھے بہت سے سمیناروں میں شرکت کا موقع ملا ہے، وہ سمیناروں کی شان ہوتے تھے، ان کی بذلہ سنجی محفلوں کو زعفران زار بنائے رکھتی تھی، ان کی موجودگی میں دوسروں کو کم ہی بولنے کا موقع ملتا تھا، وہ بے تکان علمی لطائف، چٹکلے، واقعات سناتے تھے اور ان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے پاس گھنٹوں بیٹھنے کے باوجود ذرا بھی اکتاہٹ اور تکان کا احساس نہیں ہوتا تھا، ان کی مجلسوں میں استاذ اور شاگرد کا فرق مٹ جاتا تھا اور وہ بہت زیادہ بے تکلف ہوجاتے تھے، ان کی سربراہی میں مجھے ادارۂ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی اسلام آباد اور پاکستان کے بعض دیگر علمی اداروں کے اشتراک سے مارچ ۲۰۱۱ء میں ''دورِ جدید میں سیرت نگاری کے رجحانات'' کے مرکزی موضوع پر منعقد ہونے والے سیمینار میں ہندوستان سے آٹھ رکنی وفد کے ساتھ سفر کا موقع ملا تھا، ان کی بدولت منتظمینِ سیمینار کی جانب سے اس وفد کا زبردست اعزاز و اکرام کیا گیا تھا، اس سیمینار میں پوری دنیا سے مندوبین تشریف لائے تھے اور پورے پاکستان سے نمایاں ترین اصحابِ علم جمع ہوگئے تھے، ان حضرات سے وہاں میری ملاقات ہوئی اور اچھا تعارف ہوا، جس کے نتیجے میں اب تک ان سے علمی روابط استوار ہیں۔

ڈاکٹر صاحب سے میرے تعلقات کا ایک پہلو بڑا قابلِ رشک ہے، وہ ہے سخت سے سخت تنقید برداشت کرنا اور اس پر ذرا بھی بُرا نہ ماننا، میری حیثیت ان کے ایک شاگرد کی سی تھی، انھوں نے مجھے اپنی کئی تصانیف تحفۃً عنایت فرمائیں، میں نے تحقیقات اسلامی میں ان پر تبصرہ کیا، اسی طرح ان کے بعض مضامین پر میں نے نقد و استدراک لکھا اور ان کے بعض افکار پر گرفت کی، لیکن انھوں نے کبھی ملاقات پر اشارۃً و کنایۃً ناگواری ظاہر کی نہ کسی اور ذریعہ سے ان کے کسی منفی کمنٹ کا مجھے علم ہوسکا، واقعتاً ڈاکٹر صاحب بہت بڑے ظرف کے مالک تھے، اتنا بڑا ظرف بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب سے میرے قریبی گھریلو تعلقات ہوگئے تھے، میں وقتاً فوقتاً ان کے گھر حاضر ہوتا تو بہت تپاک سے ملتے اور اتنی باتیں کرتے کہ وقت کا احساس ہی نہ ہوتا، اس موقع پر اندرونِ خانہ سے ڈھیر سی کھانے پینے کی چیزیں آتیں، کئی مرتبہ انھوں نے کھانے پر بلایا، نکاح کے بعد میں اپنی اہلیہ کو لے کر علی گڑھ پہنچا تو دوسرے ہی دن ان کے دولت کدے پر حاضر ہوا، انھوں نے ہم دونوں کو رات کا کھانا کھلائے بغیر واپس نہ آنے دیا، آنٹی میری اہلیہ کے ساتھ اتنی محبت اور اپنائیت کے ساتھ پیش آئیں کہ وہ اس پہلی ملاقات کی لذّت اب تک محسوس کرتی ہیں، ان کے تمام بچے بھی میرا بڑا لحاظ کرتے تھے_اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کی نماز جنازہ میں شرکت کے لیے حاضر ہوا تو انھوں نے مجھ سے نماز پڑھانے کی خواہش کی، میں نے عرض کیا کہ علی گڑھ میں بڑی بڑی شخصیات ہیں، ڈاکٹر صاحب کے معاصرین میں بھی متعدد بزرگ ہیں، ان میں سے کسی سے نماز پڑھانے کے لیے کہہ دیا جائے، لیکن وہ نہ مانے، چنانچہ ان کی خواہش کے احترام میں مجھے ہی نماز پڑھانی پڑی، جو میرے لیے بڑے شرف کی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ڈاکٹر موصوف کی دینی و علمی خدمات کو قبول فرمائے، انہیں آخرت کے لیے ذخیرہ بنادے، ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائے، انہیں اعلیٰ العلّیین میں انبیاء و صدّیقین و شہداء کے ساتھ رکھے اور ان کے پس ماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے، آمین، یاربّ العالمین!

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر محمد اسلم مبارک پوری
استاذ جامعہ سلفیہ (بنارس)

مولانا علی حسین سلفی رحمہ اللہ

اس دنیائے آب وگل میں بے شمار افراد آئے جن سے یہ عالم رنگ وبو منور رہا، دار فانی کے اس ہجوم میں ہر انسان کا وقت اور لمحہ اس کی شخصیت کی تکمیل کرتا ہے، بہت سے انسان اس دنیا میں وجود پذیر ہونے کے بعد گم ہوگئے اور گردش زمانہ کی دبیز تہوں نے انہیں قصہ پارینہ بنا دیا، مگر بہت سے جیالے اور جہابذہ علم وفن نے اپنے کمالات کی بنا پر اپنے وجود سے افق عالم پر نقش تمام مرتسم کیا، جن کے فکر و نظر کی گہرائی اور نصوص شرعیہ میں تبحر اور علمی کمالات و صفات کی جامعیت نے انہیں زندہ جاوید بنا دیا۔ زمانہ انہیں محدث ومورخ، محقق ومقرر، داعی ومبلغ اور مصلح ومربی کے خطابات عطا کرتا ہے، ایسے عبقری افراد کی زندگیاں سراپا علم وعمل اور عالم انسانیت کے لئے سرچشمہ ہوا کرتی ہیں، ایک پورا عہد ان کی شخصیت سے منسوب ہوجاتا ہے، انہیں عظیم المرتبت افراد میں سے حضرت مولانا علی حسین سلفی رحمہ اللہ بھی ہیں جو پچھلے ماہ ۲۳/ جولائی ۲۰۲۰ء کو بوقت دو بجے ظہر دار بقاء کے لئے کوچ کرگئے، اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه وأكرم نزله ووسع مدخله واغسل خطاياه بالماء والثلج والبرد۔

ذہن ودماغ قطعا اس حادثہ فاجعہ کی خبر سننے کے لئے تیار نہ تھا کہ مفتی جامعہ سلفیہ اب ہمارے درمیان نہیں رہے، ﴿كل نفس ذائقة الموت﴾ کا ربانی قانون بھی اٹل ہے اور سمائے دنیا کے سایہ میں رہنے والے ہر متنفس کو موت سے رستگاری نہیں، یہ نظام قدرت ہے جو یہاں آیا ہے اسے حیات مستعار کی متعینہ مدت گزار کر ابدی نیند سوجانا ہے۔

مولانا علی حسین سلفی رحمہ اللہ صاحب ہنروران علم و فن کی ایک سنہری کڑی ہیں، جن کے شانۂ بام پر علم وہنر کا خورشید دمکتا اور چمکتا رہا ہے، جن کے فکری مشعل سے قلوب واذہان کے دیئے جلتے رہے ہیں، جن کی گل فشانی گفتار سے چمنستان علم وفن مشک بار ہوا ہے، آپ کی پیدائش ایک ناخواندہ خاندان میں ہوئی، آپ سے پہلے اس خاندان میں علم کی شمع روشن نہیں ہوئی تھی، اس لئے مولانا کا علم وعرفان کے اس بلند مقام ومرتبہ تک پہنچنا اللہ رب جلال کے فضل وکرم کے بعد آپ کی محنتوں اور انتھک کاوشوں کا ثمرہ ہے، آپ دیگر افراد خانہ کی طرح آبائی پیشہ بنائی سے منسلک ہوگئے، مگر اس کام میں طبیعت نہیں لگی اور ذہن وفکر میں علم وادب کے سیل شمیم سے معطر ہونے کا اشتیاق موجزن ہوا، نو برس کی عمر میں شوق تعلیم کو دیکھتے ہوئے آپ کا داخلہ آبائی گاؤں کے مکتب میں کرا دیا گیا، اس کے بعد راج گاؤں بیر بھوم میں پندرہ سال کی عمر میں تکمیل کی، بعد ازاں عربی تعلیم حاصل کرنے کے بعد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۹۷۶ء میں امتیازی نمبروں سے فارغ التحصیل ہوئے اور'' کاشفی'' بن گئے۔

مولانا کاشف العلوم دہلی سے فارغ تو ہو گئے، لیکن آپ کے ذہن و دماغ میں کسک موجود تھی، مرکز نظام الدین میں بزرگوں کی بارے میں بے جا عقیدت اور شخصیت پرستی کے جو رنگ دیکھے تھے، اس نے مذہب سلف کی تلاش وجستجو کی امنگوں میں اضافہ کر دیا، آپ اس منبع صافی کے متلاشی تھے جو راحت قلب و جگر ہے اور اس کے سامنے ظلمت و تیرگی اپنی چادر میں منھ چھپا لیتی ہے، منبع صافی کی اسی تلاش وجستجو نے آپ کو ۱۹۷۶ء میں سلفیان ہند کی مرکزی درس گاہ جامعہ سلفیہ بنارس لے آئی، آپ نے عالم ثانی میں داخلہ لے کر تبلیغیت کے آثار کو سلفیت کے ماء جاری سے منزہ کیا، اس وقت جامعہ سلفیہ میں عالمیت کا کورس چار سالہ تھا اور فضیلت کا کورس دوسالہ، لہذا آپ نے تین سال پڑھ کر ۱۹۷۹ء میں ''عالمیت'' اور مزید دوسال پڑھ کر ۱۹۸۱ء میں ''فضیلت'' کی ڈگری لی، اندھیرے سے اجالے تک کے اس سفر کو مولانا یاد کر کے آبدیدہ ہو جاتے تھے اور اللہ رب العالمین کا شکر ادا کرتے کہ اس نے سلفیت کی راہ دکھائی اور عقیدہ کا حامل بنایا جو ہمارے سلف کرام کا عقیدہ تھا اور جس میں دنیا و عقبی کی کامیابی مضمر ہے۔

آپ کے مشاہیر اساتذہ میں مولانا علاء الدین، مولانا عبدالمنان، مولانا اظہار الحق کاندھلوی، مولانا محمد الیاس بارہ بنکوری، مولانا شمس الحق سلفی، فاضل احمدیہ سلفیہ دربھنگہ، مولانا محمد ادریس آزاد رحمانی، مولانا ابوعبیدہ عبدالمعید بنارسی، شیخ الجامعہ مولانا عبدالوحید رحمانی، مولانا محمد رئیس ندوی، اور ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری رحمۃ اللہ علیہم جیسے اساطین علم وفن ہیں۔

> مولانا نے اپنے سکون وآرام کو تج کر تصنیف وتالیف کے میدان میں قدم رکھا، علامہ سخاوی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب فتح المغیث کی تحقیق نے آپ کو ایوان علم و تحقیق کا لعل بدخشاں بنا دیا، فن تحقیق میں آپ معیاری ذوق کے مالک تھے، اس نادرۃ العصر کتاب کی تحقیق میں آپ نے دس سال کا طویل زمانہ تو لگایا، مگر اسے اس طرح مکمل کیا کہ اہل عرب اسے دیکھ کر حیران وششدر ہو گئے اور اسے عظیم شاہ کار اور سب سے معتبر اور عمدہ ترین تحقیق قرار دیا،

جامعہ سلفیہ مرکزی دارالعلوم سے فراغت کے بعد جامعہ ہی میں آپ کی تقرری ہوگئی، اس وقت سے لے کر تادم واپسیں جامعہ سلفیہ کے درودیوار سے چمٹے رہے اور تدریس کے ساتھ تصنیفی خدمات انجام دیتے رہے، شروع شروع میں شعبۂ تصنیف وتالیف میں نمایاں خدمات انجام دینے اور مرحلۂ وثوق عبور کرنے کے بعد شعبۂ تدریس سے منسلک ہوئے، تدریس کی ابتداء ۱۹۸۳ء میں کی اور عالم ثانی میں اصول فقہ کی مشہور کتاب ''اصول الشاشی'' کا درس دیا، یہ آپ کا پہلا درس تھا، پھر اس کے بعد مختلف علوم وفنون کی کتابیں زیر درس رہیں، جس وقت دنیا سے رخصت ہوئے اس وقت صحیحین کا درس دے رہے تھے۔

مولانا نے اپنے سکون وآرام کو تج کر تصنیف وتالیف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے میدان میں قدم رکھا، علامہ سخاوی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب فتح المغیث کی تحقیق نے آپ کو ایوان علم وتحقیق کا لعل بدخشاں بنادیا، فن تحقیق میں آپ معیاری ذوق کے مالک تھے، اس نادرۃ العصر کتاب کی تحقیق میں آپ نے دس سال کا طویل زمانہ تو لگایا، مگر اسے اس طرح مکمل کیا کہ اہل عرب اسے دیکھ کر حیران وششدر ہوگئے اور اسے عظیم شاہ کار اور سب سے معتبر اور عمدہ ترین تحقیق قرار دیا، اس کی معتبریت کے لئے یہی کافی ہے کہ وزارت شؤون اسلامیہ ریاض نے اپنے خرچ پر طباعت کر کے عالم اسلام میں مفت تقسیم کردیا، راقم الحروف نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں متعدد مشائخ کرام سے تعریفی جملے اور توصیفی کلمے سنے ہیں۔

اس کے علاوہ مولانا کی دیگر تصانیف اور مقالے بھی ہیں جو اپنے فن میں اہمیت کی حامل ہیں، ایک کتاب تو ایسی بھی ہے جو نظر ثانی کے لئے دیا تو ایک دکتور نے اپنے نام سے شائع کردی، اس کا ذکر جب بھی مولانا نے کیا بڑی حسرت ویاس اور افسردگی سے کیا، اس واقعہ کو مولانا نے مجھ سے درالافتاء میں دو مرتبہ بیان کیا، دونوں ہی مرتبہ آپ کی آواز بھر جاتی اور آنکھیں نم دیدہ ہوجاتی تھیں۔

ان تصانیف سے مولانا کی تبحر علمی اور وسعت مطالعہ کا اندازہ ہوتا ہے، اللہ تعالی نے مولانا کو بڑی خوبیوں سے نوازا تھا، قرآن وحدیث اور فقہ وافتاء اور عربی زبان وادب کے ماہر تھے، کم گو، کم سخن تھے، اپنے کام سے کام رکھتے تھے، نہ کسی کی غیبت اور نہ کسی کا شکورہ، آپ بیک وقت کامیاب مصنف، کہنہ مشق مدرس اور پایہ اعتبار کو پہنچے ہوئے مفتی تھے، جامعہ سلفیہ میں دارالافتاء کے رئیس تھے، سنجیدہ فکر اور سلجھے ہوئے خیالات کے حامل تھے، نہایت خلیق وملنسار، منکسر مزاج، استغناء اور صبر وقناعت سے متصف تھے، اللہ تعالی آپ کو افہام وتفہیم کی اعلی صلاحیت سے نوازا تھا، مستقل مزاجی، فرض شناسی آپ کا امتیاز تھا، طلبہ کے ساتھ مشفقانہ اور رحیمانہ رویہ رکھتے تھے۔

مولانا علی حسین رحمہ اللہ کا آبائی وطن بڑا سرشاہ ضلع پاکوڑ، صوبہ جھارکھنڈ ہے، اس چھوٹے سے گاؤں میں آپ کی ولادت ہوئی، تاریخ ولادت ۲۳/فروری ۱۹۵۲ء ہے، جب کہ کاغذات میں یکم فروری ۱۹۵۵ء درج ہے، والد ماجد علی جان بڑے کروفر کے مالک تھے، مقدمہ بازی میں حذاقت ومہارت تھی، ان سے اور مولانا کے سسر رحمت علی صاحب سے اچھے مراسم اور گہرے تعلقات تھے، یہ تعلق رفتہ رفتہ رشتہ داری میں بدل گیا اور مولانا سلفی، رحمت علی صاحب کی دختر سے رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوگئے، اللہ تعالی نے آپ کو برکت دی، اولاد سے نوازا، بچیوں کی شادی میں مولانا نے کسی جہیز کا لم پٹ نہیں لگایا، سنت کے مطابق شادی کو انجام دے کر رخصت کیا، ادھر آپ بھی لاک ڈاؤن میں عمر مستعار کے ایام گزار کر ۶۸/سال کے نامہ اعمال کا صحیفہ لے کر ہم سے رخصت ہوئے، اللہ تعالی آپ کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے، بشری لغزشوں کو معاف فرمائے، خطاؤں کو ماء وثلج اور اولوں سے دھودے۔ آمین برحمتك يا أرحم الراحمين۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

عبید اللہ بن شفیق الرحمٰن اعظمی محمدی
ممبئی، مہاراشٹر

شیخ علی حسین سلفی رحمہ اللہ کی تصنیفی خدمات

جماعت کا مرکزی اور مشہور و معروف ادارہ مرکزی دار العلوم جامعہ سلفیہ بنارس کے معزز استاد شیخ الحدیث، مفتی، ادیب، محقق فضیلۃ الشیخ علی حسین سلفی (جھارکھنڈ) کا ۲۳/جولائی ۲۰۲۰ء دوپہر دو بجے کے قریب جامعہ کے دار الضیافہ میں اچانک انتقال ہوگیا، یقیناً برصغیر کے سلفی بھائیوں کے لیے یہ خبر بہت ہی اندوہناک ثابت ہوگی، شیخ کا جدا ہونا علماء وطلبہ کے لیے ایک بڑے خسارے کا باعث ہے، مگر ہم مسلمان ہیں اور ہم ایسے موقع پر وہی کہیں گے جن سے کہ ہمارا رب راضی ہو، انا لله وانا اليه راجعون اللهم اغفر لهم وارحمهم واسكنهم فسيح جناتك يارب العالمين امين۔

شیخ محترم سے تو میری ملاقات نہیں ہے اور نہ ہی براہ راست استفادہ کا کبھی موقع ہاتھ آیا، لیکن شیخ کے متعلق اپنے علماء اور معاصرین سے برابر سنتا تھا اور کتابوں میں پڑھتا تھا، ملاقات کی شدید خواہش تھی مگر شیخ اچانک داغ مفارقت دے گئے اور میں محروم رہ گیا، خیر، قدر الله وما شاء فعل۔

علماء ربانی کی زندگی کو پڑھنا اور ان کی سیرت کو لکھنا یا ان کی خدمات کو بیان کرنا ایک مستحسن عمل ہے، ہمارے اسلاف کی سنت رہی ہے کہ وہ اپنے علماء اور اساتذہ کی سوانح حیات پڑھتے پڑھاتے تھے، کیونکہ اس کے بڑے فوائد ہیں، ایک فائدہ یہ ہے کہ تاریخ محفوظ ہوجاتی ہے، آنے والی نسلیں ان سے استفادہ کرتی ہیں اور اپنے وقت سے بھرپور فائدہ اٹھا کر ان علماء ربانی کی طرح بننے کی کوشش کرتی ہیں، مزید آنے والی نسلوں کے لیے کچھ کر کے جانے کا بھی جذبہ پیدا کرتی ہیں، اس اعتبار سے دیکھیں تو علماء ربانی کی سیرت کو لکھنا کسی وجوب سے کم نہیں لگتا ہے، تو آیئے آج ہم شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی تصنیفی خدمات کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

۱۔ فتح المغیث للسخاوی کی مستند تحقیق چار جلدوں میں، جو عرب وعجم میں کافی زیادہ مقبول ہے۔

۲۔ العلامۃ نواب صدیق حسن خان القنوجی البھوپالی حیاتہ وآثارہ۔

۳۔ نقض المنطق، یہ شیخ ابوالعاص وحیدی حفظہ اللہ کے مقالے کا عربی ترجمہ ہے۔

۴۔ عنایۃ علماء أہل الحدیث بمسئلۃ التوحید، یہ ہدایۃ المستفید شرح کتاب التوحید کے اردو مقدمہ کا عربی شاندار ترجمہ ہے۔

۵۔ اعجاز القرآن مولانا مجیب الرحمٰن بنگلہ دیشی کی کتاب بنگلہ زبان کا اردو ترجمہ۔

۶۔ رسالہ رفع الیدین۔ ۷۔ رسالہ آمین بالجہر۔

۸۔ رسالہ نماز جنازہ۔ ۹۔ منہج سلف۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے یا عرش وفرش دونوں پر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔سود اسلام کی نظر میں۔

۱۲۔بیشمار فتاوے، جو اوراق کی شکل میں آفس کے اندر محفوظ ہیں، (جامعہ سلفیہ بنارس کے ذمہ داران کو چاہیے کہ فوری صورت میں شیخ کے تمام فتاوے کو مرتب کرائیں اور طباعت کے لیے آگے قدم بڑھائیں۔

(دیکھیں: سالنامہ تاریخ اہل حدیث: مرتب شیخ عبدالحکیم مدنی حفظہ اللہ کاندیولی ممبئی ۱۹۔۲۰۱۸ء صفحہ نمبر: ۴۵۱، ۴۵۲)

یہ شیخ کی پوری تصنیفی خدمات ہیں جو آپ نے تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ انجام دی ہیں، جامعہ سلفیہ بنارس سے فراغت کے بعد آپ سلفیہ بنارس کے ہو کر رہ گئے، تقریباً ۳۵/ سال طویل عرصہ تادم موت سلفیہ میں مکمل یکسوئی کے ساتھ جمے رہے، آپ یقیناً اصول کے پابند تھے مکمل ذمہ داری کے ساتھ تدریس کا فریضہ انجام دیتے تھے، طلبہ سے محبت کرتے تھے، اساتذہ سے مل کر رہتے تھے، ایسا نہیں تھا کہ شیخ تدریس، تحقیق، تصنیف، تبلیغ، افتاء وغیرہ میں مصروف رہنے کی وجہ سے آپ بالکل الگ تھلگ رہیں، نہیں آپ طلبہ واساتذہ کے مسائل حل کرتے تھے، شیخ حلال المشاکل تھے، شیخ کی جدائی یقیناً جماعت اور ادارہ کے لیے کسی خسارے سے کم نہیں، اللہ تعالیٰ سے ہم دعا کرتے ہیں کہ مولائے کریم تو ہمارے بزرگ عالم شیخ علی حسین سلفی کی بال بال مغفرت فرما، ان کے درجات کو بلند فرما، ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرما، اور ہم سب کو بھی علم وعمل کی توفیق سے نواز دے آمین یارب العالمین۔

ہمیں دنیا سے کیا مطلب مدرسہ ہے وطن اپنا
مریں گے ہم کتابوں پر ورق ہوگا کفن اپنا

والدمحترم جناب ڈاکٹر محمد یٰسین صاحب رحمہ اللہ

طویل علالت کے بعد والد گرامی جناب ڈاکٹر محمد یٰسین صاحب کی روح بوقت فجر ۲۳/ستمبر ۲۰۲۰ء قفس عنصری سے پرواز کر گئی، إنا للہ وإنا إلیہ راجعون۔

والد گرامی جناب محمد یٰسین صاحب سدھارتھ نگر کے موضع جمنی میں ایک غریب گھرانے میں ۱۹۳۰ء میں پیدا ہوئے، بچپن ہی میں آپ کے والدین کا انتقال ہو گیا تھا، تین بھائیوں اور دو بہنوں میں سب سے چھوٹے تھے، ان کی پرورش اور تعلیم وتربیت ان کے بھائیوں نے کیا، گاؤں سے ہی مکتب کی تعلیم اور کلام پاک حفظ کرنے کے بعد مدرسہ فیض عام مئو سے دینی تعلیم حاصل کی اور دارالحدیث اثریہ اور مدرسہ ریاض العلوم دہلی سے بھی دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۵۵ء میں تکمیل الطب کالج لکھنؤ میں ایف، ایم بی، ایس (F.M.B.S.) میں داخلہ لیا، دوران تعلیم سخاوت والی مسجد چوک میں امامت کرکے اخراجات پورے کیے، اکثر فرمایا کرتے تھے کہ الحمدللہ اسی قرآن پاک کے ذریعہ ترقی نصیب ہوتی ہے، ۱۹۶۰ء میں طب کی تعلیم کی تکمیل کے بعد گاؤں ہی میں اپنے کھپڑیل کے مکان میں مطب شروع کردیے، مطب کرنے کے ساتھ ہی جمعیۃ اہلحدیث کے اکثر نشاطات اور پروگراموں سے منسلک رہے اور ایک سرگرم رکن کی حیثیت سے خدمت کرتے رہے، ۱۹۷۳ء سے ۱۹۷۸ء تک گاؤں کے مدرسہ کے ناظم بھی رہے، دینی اجلاس میں شرکت ضرور کرتے تھے۔

پسماندگان میں چھ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں، الحمدللہ جس میں دو لڑکے بھی ڈاکٹر ہوئے، اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔ اور والدمحترم کی بشری لغزشوں کو درگزر فرماکر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ (ڈاکٹر عطاء الرحمٰن۔ اکبر پور جمنی، بانسی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی
ممبئی

جماعت ومنہج کا ایک جانباز سپاہی
شیخ محمد مقیم فیضی رحمہ اللہ

جماعت کے بے باک ترجمان، معروف عالم دین ہمارے فاضل شیخ محمد مقیم فیضی اب ہمارے درمیان نہ رہے , فیضی رحمہ اللہ سے ہمارا یارانہ اس وقت ہوا جب میں ۲۰۰۱ء میں کاندیولی ممبئی جامعہ رحمانیہ تدریس سے وابستہ ہوا، آپ بھی اسی ادارے کے سینئر مدرس تھے، لیکن مجھ سے کچھ سالوں پہلے ہی جامعہ سے سبکدوش ہوچکے تھے، پورے علاقے اور شہر میں آپ کا بڑا غلغلہ تھا، دعوت کے میدان میں بمبئی شہر کی سطح پر ہر سو چھائے ہوئے تھے۔ میری طبیعت اور عمل دونوں دعوت اور تبلیغ میں دلچسپی کا باعث تھے، میں نے بھی آپ کا ساتھ پکڑ لیا، اس وقت صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی اپنے داخلی اختلافات اورعہدے ومنصب کی رسہ کشی کے بیچ ہچکولے کھارہی تھی، بس مرکز الاحیاء کے بینر تلے منہج وجماعت کا کام شیخ مقیم کی نگرانی میں رواں دواں تھا۔ میں نے بھی کئی مساجد میں تقریریں کیں، ماحول بنا، شیخ عبدالسلام سلفی اور دیگر علماء کے ساتھ یہ قافلہ چلتا رہا، جماعتی اختلافات اور سردمہری سے کوئی خوش نہیں تھا، دونوں دھڑوں کو ختم کرکے ایک متحدہ پلیٹ فارم بنانے کی سوچ بننے لگی، جماعت کے اساطین واعیان سے ملاقات شروع ہوئی، شیخ مقیم فیضی اس کام میں سب سے آگے تھے، اور منہجی غیرت بیدار کرنے، افراد کو جوڑنے، اورذہن سازی کرنے میں ماہر تھے، جلد ہی اپنی اسی تنظیمی صلاحیت ومنہجی غیرت کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں اتر گئے، اور پھر سب کو سر جوڑ کر بیٹھنے اور ایک نئے اور منظّم انتخاب کے لئے مجبور ہونا پڑا، بالآخر دو تین ماہ کی مسلسل محنتوں، دوروں اور تنظیمی افراد کے ساتھ ملاقاتوں اور مشوروں کے بعد ایک منظّم انتخاب کے ذریعہ نئے عہدیداران بنائے گئے، جس میں مولانا عبدالسلام سلفی امیر اور مولانا سعید بستوی ناظم اور دیگر عہدیداران کے ساتھ مولانا محمد مقیم فیضی کو نائب ناظم بنایا گیا۔ جمعیت میں جان آگئی اور سلفی کارواں چل پڑا، دراصل ان سب تبدیلیوں اور پیش رفت وترقیوں کے پیچھے اصل میں شیخ محمد مقیم فیضی رحمہ اللہ ہی تھے۔ ذیل میں آپ کی سوانح وخدمات کی مختصر جھلک پیش کی جارہی ہے۔ امید کہ قارئین اور شیخ رحمہ اللہ کے تلامذہ ومحبین کے لئے نفع بخش ہوگا۔

نام ونسب: مولانا محمد مقیم فیضی بن حامد علی بن شمشیر علی۔

پیدائش: آپ کا آبائی وطن موضع بھرہ پو، ضلع پرتاپ گڑھ یوپی ہے اور پیدائش ۱۹۶۵ء کلکتہ شہر میں ہوئی، آپ کے والد یہیں پر ایک کمپنی میں ملازم تھے۔

مراحل تعلیم:

۱۔ ابتدائی تعلیم کلکتہ کے معروف علاقے خضر پور میں ہوئی۔

۲۔ عربی تعلیم: مدرسہ قرآنیہ تنویر العلوم دارا پور، پرتاپ گڑھ (گلستاں بوستاں وغیرہ۔ (اس وقت شیخ مقصود الحسن فیضی مدرس تھے۔)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جامعہ ریاض العلوم دہلی، عربی تیسری سے پانچویں تک (یہاں بھی شیخ مقصود الحسن مدرس تھے اور انھیں کے واسطے یہاں داخلہ ملا تھا۔اس وقت عبدالمنان برادر خورد مولانا عبدالرشید ازہری ناظم تھے۔

اس کے بعد جامعہ سلفیہ اور جامعہ فیض عام وغیرہ داخلے کے لئے گئے مگر تاخیر ہوچکی تھی اس لئے بنارس کے ایک مدرسہ چراغ العلوم میں داخل ہوگئے اور ایک سال رہ کر عالمیت مکمل کی۔

۱۹۸۳ء میں جامعہ فیض عام مئو میں داخل ہوئے اور یہاں دوسال رہ کر فضیلت کی تعلیم مکمل کی اور ۱۹۸۵ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔

دو تین سال تدریس کے بعد ۱۹۸۹ء میں جامعۃ الملک سعود ریاض سعودی عرب میں داخلہ مل گیا یہاں تین سال رہ کر تدریب المعلمین وغیرہ کا کورس مکمل کیا۔اور ۱۹۹۱ء میں فارغ ہوکر موسسۃ الحرمین کی کفالت میں بمبئی جامعہ رحمانیہ سے منسلک ہوگئے۔

مشاہیر اساتذہ:

آپ کے مشاہیر اساتذہ میں آپ کے ہم وطن شیخ مقصود الحسن فیضی، شیخ الحدیث مولانا امان اللہ سلفی رحمہ اللہ (بہار)، مولانا محمد یونس سلفی (بلرامپور)، مولانا محمود الحسن فیضی رحمہ اللہ (دہلی)، مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی (مئو)، مولانا عبدالحمید فیضی (مئو)، قاری نثار احمد فیضی رحمہ اللہ (مئو)، مفتی حبیب الرحمٰن (مئو)، اور شیخ عبداللہ ظافر قحطانی اور دکتور راشد ریاض سعودی عرب قابل ذکر ہیں۔

آپ کے جونیئر اور ہم وطن ساتھیوں میں مولانا ناصر ربانی ممبئی جو کافی عرصہ تک دارا پور اور ریاض العلوم میں آپ کے ساتھ پڑھ چکے ہیں، اور ہم سبق ساتھیوں میں مولانا امان اللہ سلفی کے صاحبزادہ پروفیسر ولی اختر ندوی تھے جو اسی کرونا کے فترہ میں چند ماہ قبل دہلی میں اللہ کو پیارے ہوگئے۔

تدریسی ودعوتی خدمات:

ا۔ فراغت کے بعد دوسال تک جامعہ دارالحدیث رحمانیہ سیڑم، گلبرگہ میں مدرس رہے اور کچھ مہینوں تک اپنے وطن کے قریب مدرسہ ابوبکر صدیق دیلھو پور، پرتاپ گڑھ میں بھی تدریس سے منسلک رھے، اسی اثناء میں ریاض داخلہ ہوگیا۔۔اور پڑھنے کے لئے روانہ ہوگئے۔یہ فترہ ۱۹۸۶ء سے ۱۹۸۹ء تک ہے۔

۲۔ ریاض سعودی سے تین سال (۱۹۸۹ء تا ۱۹۹۱ء) تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۹۱ء میں ممبئی کے مشہور ادارہ جامعہ رحمانیہ کاندیولی سے منسلک ہوگئے اور کم وبیش چھ سالوں تک وابستہ رہے۔صحیح بخاری اور حدیث ودیگر فنون کی اعلی کتابیں آپ کے زیر تدریس رہیں۔شیخ کا زمانہ یہاں مجھ سے چار سال پہلے ۱۹۸۹ء سے ۱۹۹۶ء تک کا تھا۔۱۹۹۶ء میں رحمانیہ سے سبکدوش ہوکر الاحیاء اور دعوت وغیرہ کے کام سے منسلک ہوگئے۔جامعہ رحمانیہ میں تلامذہ کی ایک بڑی تعداد آپ سے فیض یابی کا شرف پا چکی ہے۔فللہ الحمد

۳۔آپ فطری طور پر داعیانہ اوصاف وجذبے کے مالک تھے، ہمیشہ منہج ومسلک کی ترجمانی اور جماعت وجمعیت کے مشن کو آگے بڑھانے کا جذبہ تھا، جہاں بھی رہے دعوت سے وابستہ رہے۔ممبئی میں اسی نیک جذبے سے مرکز الاحیاء میں چار پانچ سال اور اسکے بعد صوبائی جمعیت ممبئی سے وابستگی ہوئی۔اور پھر رفتہ رفتہ اسی راہ کے مسلسل مسافر بن گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۰۰۲ء میں صوبائی جمعیت کا انتخاب ہوا اور اپنے رفیق دعوت شیخ عبدالسلام سلفی کے ساتھ نائب ناظم منتخب ہوئے۔قسمت نے یاوری کی اور اپنی ہمہ جہت منہجی ودعوتی خدمات اور جماعتی لگاؤ کی وجہ سے ۲۰۰۳ء ہی میں مرکزی جمعیت دہلی سے وابستہ ہوگئے اور دیکھتے دیکھتے اس کے نائب ناظم، خاص طور پر شعبہ دعوت وتبلیغ کے ناظم مقرر ہوئے، اور پھر پورے ہندوستان میں جماعت اور منہج کی ترجمانی، بڑی بڑی کانفرنسوں بالخصوص، پاکوڑ کانفرنس منعقدہ ۲۰۰۴ وغیرہ کے اسٹیج سے سب کے دلوں میں چھاگئے، آپ ہی اس عظیم الشان آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے کنوینر تھے۔منہجی غیرت، سلفی دعوت کے گھر گھر پہونچانے اور اس کے عالمی فروغ کا جذبہ پیہم اتنا کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا کہ عمر عزیز کی بقیہ بہاریں سب اسی راہ کے لئے وقف کردیں، کچھ سالوں بعد دہلی سے ممبئی واپس لوٹ آئے اور اس کارواں کے سالار شیخ عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ کی رفاقت میں ایک منظّم تبلیغ وہمہ جہت خدمات کے لئے صوبائی جمعیت سے جڑ گئے اور آخر تک لگے رہے۔ادھر آخری سالوں میں آپ جمعیت کے نائب امیر بھی تھے۔اور مولانا سعید احمد بستوی کی علالت اور وطن میں اقامت کی وجہ سے عموما ناظم کے سارے کام آپ ہی انجام دیتے تھے، اور پوری فعالیت، نشاط اور دلجمعی سے آفس کے دیگر دعوتی وتنظیمی امور کی نگرانی بھی فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ۲۰۱۹ء کے اخیر میں جب سے آپریشن ہوا، طبیعت بگڑتی چلی گئی اور اپنی ذمہ داریوں کو انجام دینے سے بالکل معذور ہوگئے۔

۴۔کچھ دنوں تک مرکز الاحیاء کے زیر اہتمام شائع ہونے والے مجلّہ السنہ کے مدیر اعلی رہے،اور برسوں سے صوبائی جمعیت کے ماہنامہ میگزین ''الجماعۃ'' کے مرتب اور نگران اعلی رہے۔مرکز کے دوران عمل جریدہ ترجمان کے بھی مدیر رہے۔

۵۔دہلی سے واپسی کے بعد کچھ دنوں تک اقرأ اسکول مجگاؤں ریاض بھائی دانے والے کے ساتھ وابستہ ہوگئے اور شعبہ عربی کے مشرف اور دیگر تعلیمی ذمہ داریوں کو انجام دینے لگے۔

۶۔اپنے آبائی وطن میں ایک ادارہ ''مدرسہ دارالحکمہ'' نامی کچھ سالوں پہلے شروع کیا تھا، جس میں مکتب اور شعبہ نسواں فضیلت تک تعلیم ہوتی ہے۔آپ اس ادارہ کے بانی اور صدر تھے۔یہ ادارہ آپ کے بھائی مولانا عبدالمبین کی نگرانی میں جاری ہے۔

۷۔فن مناظرہ اور اہل بدعت سے مقابلہ میں بھی آپ جری، نڈر اور ماہر تھے۔دوران تعلیم ریاض العلوم مولانا بلال دیوبندی سے باضابطہ لاٹھی بھی سیکھی تھی، اس میں مہارت کی وجہ سے بھی بڑے بے خوف اور ہمتی تھے۔شولہ پور، اڑیسہ اور ممبئی وغیرہ میں آپ نے مختلف موضوعات پر کئی مناظرے کئے۔اڑیسہ کے مناظرے میں بمبئی سے راقم خاکسار عبدالحکیم مدنی، مولانا عبدالسلام سلفی، مولانا سعید احمد بستوی، اور مولانا عبدالحق سلفی رحمہ اللہ وغیرہم بھی شریک تھے۔اور جنوبی ہندوستان سے شیخ انیس الرحمٰن اعظمی ودیگر علماء واعیان جماعت نے بھی شرکت تھی۔مناظرہ کچھ دیر چلنے کے بعد حالات کی نزاکت کی وجہ سے صلح وصفائی اور وہاں سارے مسالک کے مسلمانوں کے باہمی اتحاد اور میل جول پر اختتام پذیر ہوا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تصنیفی خدمات: شیخ کے قلم میں اللہ نے غضب کی قوت عطا کی تھی، بہترین وعمدہ مضامین، مقالات اور کتابیں ہمیشہ لکھنے نیز عربی کتابوں کی ترجمانی واشاعت کے شوقین رہے۔
مندرجہ ذیل کتابیں آپ کے قلم سے منصۂ شہود پر آئیں:
☆ پیرزادہ محدثین کی عدالت میں، ☆ سلفی دعوت ایک تعارف، ☆ قیامت کی نشانیاں، ☆ ایمان کی کمزوری، ☆ داعش عالم اسلام کے سینے میں گھوپا ہوا ایک خنجر، ☆ عظمت صحابہ کے چند پہلو، ☆ رقیہ وراقیوں سے متعلق سوال، ☆ رقیہ مروجہ کے منکرات یہ ۱۸۰۰ صفحات پر مشتمل ہے اور زیر طباعت ہے۔
اسکے علاوہ درجنوں علمی اور مفید مضامین، مقالات اور تقاریر وخطبات ہیں جو صوبائی جمعیت کے ماہانہ آرگن "الجماعۃ" اور جریدہ ترجمان ودیگر جماعتی رسائل وجرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔
مشاہیر تلامذہ: ذیل میں جامعہ رحمانیہ ممبئی کے چند مشاہیر تلامذہ کے نام درج ہیں۔
☆ مولانا شاہ عالم رحمانی کرلا، ممبئی
☆ مولانا ابوذر عبدالمجید مدنی ممبئی
☆ مولانا عبدالسلام قمرالدین رحمانی کچھی نگر (دہلی)
☆ مولانا رضوان اللہ عبدالرحمٰن چودھری، ممبرا
☆ مولانا عتیق الرحمٰن رحمانی (نوگڑھ)
☆ حافظ نذیر اختر رحمانی (کامن گاؤں ممبئی)
☆ مولانا عبدالرحمٰن سراجی (منکورا، سدھارتھ نگر)
☆ مولانا مشتاق احمد دین محمد (شہرت گڑھ)
☆ مولانا عبداللطیف دین محمد نیپالی
☆ مولانا عبدالحق افتخار احمد نوری دربھنگہ
☆ مولانا عزیز الرحمٰن شہاب الدین رحمانی ممبئی وغیرہم
پسماندگان: پسماندگان میں ایک بیوہ، تین لڑکے اور پانچ بچیاں ہیں، لڑکوں کے نام حسب ذیل ہیں
☆ مولوی عبدالنافع ریاضی، ممبرا الاحسان اسکول میں مدرس ہے، ☆ حمید یہ آئی ٹی کررہا ہے۔
☆ عبداللہ یہ کاروبار کررہا ہے۔ اللہ سب کو صبر وحوصلہ دے اور شیخ کے مشن پر چلنے کی توفیق دے۔
بیماری اوروفات: کافی سالوں سے ماؤتھ کینسر جیسے مہلک مرض سے دوچار تھے، چنانچہ بیماری اور صحتیابی کے مراحل طے کرتے ہوئے دسمبر ۲۰۱۹ء میں جب سے پانچویں بار آپریشن ہوا طبیعت بحال نہ ہوسکی، باتیں اور ملاقاتیں ہوتی رہیں، ادہر لاک ڈاون اور کرونا کی مصیبت در مصیبت۔ ایک دن بقرعید سے پہلے اچانک خبر ملی کہ شیخ کی طبیعت بہت نازک چل رہی ہے، میں اور جماعت کے بزرگ شیخ الطاف حسین فیضی کاندیولی سے ممبرا ملاقات کے لئے فوری روانہ ہوگئے، گھر پر ملاقات ہوئی، ہم سب آپکی جسمانی حالت دیکھ کر حیران رہ گئے، اور پھر تین چار دنوں کے بعد یہ خبر بتاریخ ۲/اگست ۲۰۲۰ء مطابق ۱۱/ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز اتوار رات ایک بج کر ۲۰ منٹ میں بجلی بن کر گری، کہ شیخ اب اس دنیا میں نہ رہے، اوراس طرح جماعت کا یہ مضبوط سپاہی ہم لوگوں سے رخصت ہو چلا، نماز جنازہ مولانا عبدالسلام سلفی نے پڑھایا اور ہزاروں سوگواروں کے پرنم آنکھوں کے ساتھ ممبرا ایم ایم ویلی قبرستان میں تدفین عمل آئی۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ

مراجع: ریکارڈ مرکز تاریخ اہل حدیث، بڑھنی سدھارتھ نگر
استفسار از شیخ فیضی وذاتی معلومات
افادات مولانا ناصر ربانی گونڈی، ہم وطن وزمیل شیخ
مجلہ الجماعۃ، ترجمان اور شیخ کی تصنیفات۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ

ڈاکٹر عبدالباری خاں رحمہ اللہ

یوں تو اس دنیاء فانی میں جو آیا ہے اسے ایک نہ ایک دن یہاں سے کوچ کرنا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نظام ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿کل نفس ذائقة الموت﴾ یعنی ہر متنفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے، مگر کچھ لوگوں کی موتیں پوری ملت و جماعت کو سوگوار کر جاتی ہیں، ڈاکٹر عبدالباری رحمہ اللہ کی وفات حسرت آیات بھی انھیں موتوں میں سے ایک ہے جس پر پوری ملت و جماعت تڑپ اٹھی، اس لئے کہ ان کی موت تنہا ایک شخص کی موت نہیں، ان کے جانے سے دسیوں ادارے بے سہارا اور یتیم ہو گئے، اللہ تعالیٰ پوری ملت و جماعت کو ڈاکٹر صاحب کی وفات کا غم برداشت کرنے کا حوصلہ دے اور اس عظیم مصیبت پر سب کو صبر کی توفیق بخشے، ان کی بال بال مغفرت فرمائے، انھیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، اور ان کی حسنات ونیکیوں کو رفع درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

بلا شبہ ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کی رحلت ایک زبردست ملی اور جماعتی خسارہ ہے، موصوف نے اپنی پوری زندگی شرعی وعصری تعلیم کے فروغ میں صرف کی، ڈومریا گنج میں جامعہ اسلامیہ خیر العلوم، کلیۃ الطیبات، دارالأیتام، مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ اور خیر ٹیکنیکل کالج کے علاوہ کئی مکاتب اور عصری تعلیم کے ادارے قائم کئے جہاں ہزاروں طلبہ وطالبات فیض یاب ہو رہے ہیں، ڈومریا گنج سے باہر دسیوں مقامات پر آپ کی کوششوں سے مدارس و مکاتب اور اسکول قائم ہوئے، ان کی تعلیمی، دعوتی، اور رفاہی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، وہ درحقیقت دینی اور عصری تعلیم کے فروغ کا ایک روشن چراغ تھے، ساتھ ہی موصوف نے بڑے پیمانہ پر مساجد کی تعمیر اور دیگر رفاہی کام انجام دینے کی سعادت حاصل کی، اللہ تعالیٰ ان خدمات کو ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے اور ان کی مغفرت فرما کر ان کے درجات بلند کرے۔ (آمین)

ڈاکٹر صاحب موصوف ایک دردمند دل رکھنے والے بڑے حساس شخص تھے، ملت و جماعت کے مسائل پر وہ تڑپ اٹھتے تھے، وہ ملت کی تعمیر وترقی خصوصا اس کے نونہالوں کی تعلیم وتربیت کے لئے ہمیشہ فکرمند رہتے تھے اور اس کے لئے تدبیریں کرتے رہتے تھے، موصوف دھن کے پکے بھی تھے جو ٹھان لیتے اس کو پایہ تکمیل تک پہونچا کر ہی دم لیتے، آپ بڑے مضبوط دل وجگر کے انسان تھے، مشکل سے مشکل وقت میں نہ کبھی گھبراتے نہ ہراساں ہوتے، اللہ کی مدد پر انھیں یقین ہوتا، بالآخر وہ سرخرو اور کامیاب ہوتے۔

میرا بارہا کا ذاتی مشاہدہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب پیرانہ سالی اور مختلف امراض وعوارض کے باوجود روزانہ ڈومریا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گنج کے تمام اداروں میں حاضر ہوکر سب کی کارکردگی کا جائزہ لیتے اورظہر سے قبل خیر ٹیکنیکل کالج میں واقع اپنی آفس میں بیٹھ کر سارے حساب وکتاب پر نظر ڈالتے، مخلص کارکنان سے مشورے کرتے

اور انھیں ہدایات دیتے، ملنے والے وفود وشخصیات سے خندہ روئی سے ملتے اوراُن کا والہانہ استقبال فرماتے، وقت ضرورت ملی و جماعتی ضروریات کے لئے دور و نزدیک کا سفر بھی کرتے، وہ بلاتفریق مذہب ومسلک تمام لوگوں کی نگاہوں میں نہایت ہی محترم، ہردلعزیز بلکہ سب کی آنکھوں کا تارا تھے، چھوٹے بڑے سارے ہی لوگ ان کا غایت درجہ احترام کرتے تھے۔

موصوف تاحیات جمعیت و جماعت سے بھی وابستہ رہے، ایک زمانہ سے موصوف مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ،صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی اور ضلعی جمعیت اہل حدیث سدھارتھ نگر کی مجلس شوریٰ و عاملہ کے ممبر رہے، اور گذشتہ کئی میقات سے وہ ضلعی جمعیت اہل حدیث سدھارتھ نگر کے سرپرست اعلیٰ کے منصب پر فائز رہ کر بھی وہ جمعیت کی رہنمائی فرماتے رہے، امراض وعوارض کے باوجود اکثر وہ اس کی میٹنگوں کو بھی اپنی شرکت سے باوقار اور معتبر بنادیتے تھے، موصوف ہمہ وقت جمعیت کی تعمیر وترقی کے لئے فکرمند رہتے اور اپنے قیمتی مشوروں کے ساتھ مرکزی، صوبائی اور ضلعی جمعیات کو اپنے گراں قدر تعاون سے بھی نوازتے، جمعیت اہل حدیث سدھارتھ نگر پر جب کبھی بحرانی دور آتا یا اسے خطیر مالی تعاون کی ضرورت درپیش ہوتی تو جمعیت کے ذمہ داران

جناب ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں مکمل امید کے ساتھ حاضر ہوتے اور ڈاکٹر صاحب کی کشادہ ظرفی اور ان کی فطری فیاضی سے مسائل کو حل کرلیتے۔

ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کی وفات سے ملت وجماعت کو عظیم تعلیمی، رفاہی اور دعوتی نقصان پہنچا ہے جس کی تلافی کی بہ ظاہر امید نہیں، اللہ تعالی غیب سے اس بڑے خلا کو پر کرنے کا انتظام فرمائے اور ان کے بچوں کو اپنے والد گرامی کا صحیح اور سچا جانشین بنائے۔ڈاکٹر عبدالباری خاں رحمہ اللہ کی وفات کو ضلعی جمعیت اہل حدیث سدھارتھ نگر ایک عظیم ملی و جماعتی خسارہ تصور کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالی ڈاکٹر صاحب کی بال بال مغفرت فرمائے ،ان کی نیکیوں کو قبول کرکے ان کے درجات بلند فرمائے، ان کی ہمہ جہت اور نوع بہ نوع خدمات کو ان کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے اور آخرت کے تمام منازل کو ان کے لئے آسان بنائے اور ان کی اولاد، ورثاء اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔(آمین)

مصیبت کی اس گھڑی میں ضلعی جمعیت کے تمام ذمہ داران، ارکان اور جملہ کارکنان تمام اہل خانہ سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے اپنے قلبی رنج وغم کا اظہار کرتے ہیں اور جناب ڈاکٹر عبدالباری خاں رحمہ اللہ کی وفات کو ایک عظیم جماعتی وملی خسارہ قرار دیتے ہوئے ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

اللهم اغفرله وأرحمه وعافه واعف عنه وأكرم نزله ووسع مدخله وادخله فسيح جناته

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شیخ شمیم عرفانی
سعودی عرب

مولانا عبدالرب رحیمی رحمہ اللہ
ان کی حیات کے چند اہم گوشے

موت سب سے بڑی سچائی اور سب سے تلخ ترین حقیقت ہے کسی عزیز اور محبوب شخص کی وفات پر صدمہ سے دوچار ہونا ایک ایسا تکلیف دِہ تجربہ ہے جس سے جلد یا بدیر ہر انسان کو گزرنا پڑتا ہے، موت کا اپنا کوئی موسم نہیں ہوتا وہ دبے پاؤں آتی ہے اور چپکے سے ہم سے ہمارے بہت پیاروں کو چھین کر لے جاتی ہے، فرشتۂ اجل ہمہ وقت اپنے شکار کے تعاقب میں لگا رہتا ہے وہ اپنے اس مشن سے کبھی ایک پَل کیلئے بھی غافل نہیں ہوتا، حیرت موت کے آنے پر نہیں یہ تو الٰہی نظام ہے، جانے والے تو چلے جاتے ہیں ہاں مگر حیرت ہم انسانوں پر ہے جو جانے والوں کی یاد میں رسمی طور پر چند قطرے آنسو بہا کر کچھ وقت کیلئے سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنی ذمہ داری پوری کردی اور وفات شدہ کا حق اَدا کردیا حالانکہ معاملہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ خوبی تو یہ ہے کہ ہم اپنے رخِ حیات کو سنوارنے میں اپنے ان جانے والے عزیز از جان صالح لوگوں کے نقوشِ حیات اور ان کی راہنما روشن ہدایات کو مشعل راہ بنائیں، موت کے نصیحت بھرے پیغام پر بصیرت وبصارت کے ساتھ فکر وتدبر کریں۔ کرب وبلا کی کیفیت میں ان کے پسماندگان واہل خانہ کے ساتھ مواساۃ وغمخواری کا عملی مظاہرہ اوران کے حق میں دعائے خیر کریں۔

مولانا عبدالرب رحیمی رحمہ اللہ میرے لئے نہ صرف یہ کہ وہ ماموں تھے بلکہ آپ میرے لئے ایک مخلص رفیق، ہمدرد بھائی، کرم فرما مصاحب، ایک کرم گستر محبّ اور سچے دوست کی حیثیت بھی رکھتے تھے اس عمر میں اورایسی عزیز تر شخصیت کی وفات یقیناً ہم سبھوں کیلئے نہایت ہی جانگسل اور حد درجہ صبر آزما ہے، میں خاکسار راقم السطور مختلف امراض ذیابیطس، جگر، گردہ، ضعف بصارت، ہائی بلڈ پریشر، بلڈ کولسٹرول میں مبتلا ہوں چند ماہ قبل علاج ومعالجہ کیلئے ہندونیپال میں لکھنؤ، بھیرہوا اور گورکھپور وغیرہ متعدد مقامات کی خاک چھانتے ہوئے ایام سفر میں اپنے احباب ومتعلقین بالخصوص محبّ مکرم ماموں رحیمی صاحب رحمہ اللہ کی طویل صحبت ورِفاقت سے بھی مجھے محظوظ ہونے کا حسین موقع ملا اس لئے آپ کی اس مفارقت کا ذاتی طور پر مجھے ہم وغم اورحزن وملال غیر متوقع طور پر بہت زیادہ ہے اب جسمانی نقاہت وکمزوری کے ساتھ ان دِگرگوں حالات میں ماموں رحمہ اللہ کے تعلق سے کچھ لکھنا میرے لئے جوئے شیر لانے کے مترادِف ہے تاہم اللہ سے خیر کی توفیق کا طلبگار ہوں اوران سب عوارض کے باوَصف لرزتے ہاتھوں سے اپنی کمزور یاد داشت کی روشنی میں یہ چند سطریں ماموں رحمہ اللہ کے معتقدین ومحبین کی خدمت میں حوالہء قرطاس کرنا اپنا فریضۂ منصبی سمجھتا ہوں، بصورتِ دیگر ڈر ہے کہیں میں گنہ گار نہ ہوجاؤں، اللہ ماموں رحمہ اللہ کو غریق رحمت فرمائے اورآپ کو فردوس اعلی کا مکین بنائے۔ آمین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نام ونسب اور ولادت:

نام: (مولانا) عبد الرب بن (مولانا) سید تجمل حسین منگل پوری بن سید رحمت علی بن سید امیر علی ہے۔ رحمہم اللہ جمیعا۔آپ کے پردادا سید امیر علی رحمہ اللہ کے علی الترتیب کل پانچ بیٹے تھے۔

مولانا عبدالجبار رحمانی (ساکن کاشت خیرا)

(۲) عبداللہ (راقم السطور کے پردادا)

(۳) عبدالرحمٰن، (۴) صادق علی، (۵) رحمت علی

آپ کے بقول آپ ۱۹۷۱ عیسوی کے موالید میں سے ہیں (جیسا کہ آپ نے امسال ۲۰۲۰ء رمضان المبارک کے آخری عشرہ مجھ سے ایک طویل گفتگو کے دوران میرے ایک استفسار کے جواب میں اس بات کی وضاحت کی تھی) جب کہ آپ کی تعلیمی دستاویزات پر آپ کی تاریخ پیدائش کچھ اور درج ہے۔

خاندانی پس منظر: میرے ممدوح مولانا عبد الرب رحیمی کی جائے پیدائش موضع منگل پور پوسٹ کشولی نزد کلھوئی، مہراج گنج، یوپی انڈیا ہے اور اسی نسبت سے آپ اور آپ کے والد گرامی یعنی نانا محترم مولانا سید تجمل حسین منگل پوری رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۰۹ عیسوی) کو شہرت حاصل ہے لیکن دراصل آپ کا آبائی وطن موضع بھنی خرد ہے نانا منگل پوری رحمہ اللہ کی چار اولاد دو بڑی بیٹیوں اور دو بیٹوں میں مولانا رحیمی رحمہ اللہ تیسرے نمبر پر ہیں اور آپ کے چوتھے اور آخری صاحبزادے مولانا عبدالحق اشرف منگل پوری حفظہ اللہ ہیں جو تدریس وخطابت سے منسلک ہیں۔

مولانا رحیمی رحمہ اللہ کی ولادت معاشی طور پر ایک مفلوک الحال مگر نہایت ہی صاحبِ علم وفضل گھرانہ میں ہوئی آپ کے والدِ محترم میرے نانا مولانا سید تجمل حسین منگل پوری رحمہ اللہ وقت کے عظیم مصلح وداعی، خطیب یگانہ، کہنہ مشق معلم و مربی، نہایت زاہد وپاک طینت، درویش صفت، مقبول خاص وعام اور مغتنم شخصیت تھے بلکہ شرک وبدعات میں ڈوبے اس پسماندہ علاقہ اور اطراف وجوانب میں آپ کی مجاہدانہ اور مخلصانہ دعوتی وتعلیمی خدمات کے تناظر میں بسا اوقات بعض اصحاب علم سے میں نے آپ کی بابت اس علاقے کا شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب اور شاہ اسماعیل دہلوی رحمہما اللہ کا خلف الرشید کہتے ہوئے سنا ہے آپ کسی دینی ادارہ سے فارغ التحصیل عالم نہیں تھے لیکن دعوت دین میں آپ کا صلابت شوق وذوق، آہنی عزم ویقین اور اسلوب خطابت کو دیکھ کر فخر جماعت مولانا ڈاکٹر انجم جمال اثری رحمہ اللہ نے آپ کو "خطیب گورکھپور" اور موضع دولہا کے ایک بڑے اجتماع میں خطیب الاسلام مولانا جھنڈانگری رحمہ اللہ نے لفظ "مولانا" کا توصیفی اعزاز بخشا تھا چنانچہ آج گورکھپور، مہراج گنج نیز نیپال کے اطراف ومضافات بلکہ سدھارتھ نگر وغیرہ کے بہتیرے علاقوں میں بھی جمعیت وجماعت اور منہج سلف کی جوخوبو قائم اور قال اللہ وقال الرسول کی صدائے بازگشت سنائی دے رہی ہے وہ بفضلہ تعالی آپ ہی کی ہمہ جہت سعئ جمیل کی مرہونِ منت ہے یہ ایسی حقیقت ہے جس کا ہر کوئی معترف اور قائل ہے، شنید ہے کہ مرکز التوحید کے موسس وبانی فضیلۃ الشیخ عبد اللہ مدنی جھنڈانگری رحمہ اللہ نے مولانا خیر اللہ اثری رحمہ اللہ کے ذریعہ جامعہ خدیجۃ الکبری کرشنا نگر کیلئے مولانا تجمل حسین منگل پوری رحمہ اللہ کو قدر شناسی کے طور پر بحیثیت مربی ومعتمد تعلیمات تقرری کا پیغام بھی بھیجا تھا لیکن چند مجبوریوں کی وجہ سے آپ نے معذرت کر لی رحمہم اللہ جمیعا، آپ کی حیات پر کئی صفحات پر پھیلا ہوا میرا ایک طویل مضمون ہے جس میں کسی حد تک تفصیل سے اس کا ذکر کیا گیا ہے۔(ولا نزکي علی اللہ أحدا).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طالبعلمی کا سفر: ماموں رحمہ اللہ کے خاص اور معروف اساتذہ میں: مولانا ڈاکٹر حامد الانصاری انجم، مولانا محمد حنیف فیضی، مولانا عبدالکریم فیضی، مولانا محمد ایوب انصاری، مولانا ممتاز احمد سالک بستوی اور مولانا عبد السلام یوسفی (کالیدہ)، مولانا عبد اللہ عباس سلفی، سید عبدالاول (ریواں)، مولانا عبد السلام رحمانی (اوسان کھوئیاں) مولانا احمد علی شیر میوات اور مدرسہ ریواں اور مدرسہ رحیمہ کے دیگر علماء وفضلاء اور قابل قدر شخصیات سر فہرست ہیں۔موصوف کا تعلیمی سفر موضع لبدہا سے شروع ہوتا ہے جہاں آپ نے اپنے پدر بزرگوار مولانا منگل پوری رحمہ اللہ اور مولانا ساجد اللہ حفظہ اللہ کے زیر سایہ مکتب کی تعلیم حاصل کی،آپ کی بالکل ابتدائی تعلیم موضع لبدَ ہا میں مولانا تجمل حسین منگل پوری رحمہ اللہ ہی کے ذریعہ ہوئی تھی مولانا رحمہ اللہ کچھ ماہ وسال تک اس مدرسہ سے منسلک رہے بعد ازاں مدرسہ دار القرآن بھنی میں مسند تدریس پر جلوہ افروز ہوگئے میری ابتدائی تعلیم کا سلسلہ بھی بھنی ہی میں نانا رحمہ اللہ کے سایۂ عاطفت میں جاری رہا انہی ایام میں مولانا رحمہ اللہ موضع لبدہا میں دوبارہ منتقل ہوگئے تو مجھے بھی مدرسہ مفتاح العلوم گلہریا نیپال میں والد گرامی مولانا عرفان اللہ ریاضی رحمہ اللہ کے پاس منتقل کردیا گیا تقریبا ایک سال کے بعد جب دوبارہ بھنی میں نانا رحمہ اللہ کا ورود مسعود ہوا تو خاکسار راقم السطور بھی ۱۹۸۴ء میں مفتاح العلوم گلہریا نیپال میں ایک سال کی تعلیمی مدت گزار کر دار القرآن بھنی میں آگیا اس وقت مولانا رحمہ اللہ کے ساتھ ساتھ مولانا ڈاکٹر انجم جمال اثری، مولانا محمد حنیف فیضی، مولانا عبدالکریم فیضی، مولانا محمد ایوب انصاری، مولانا ممتاز احمد سالک بستوی اور مولانا عبدالسلام یوسفی (کالیدہ) دار القرآن میں فریضۂ تدریس کی ادائیگی پر مامور تھے اور موصوف رحیمی رحمہ اللہ ان افاضل اور اجلہ علماء سے کسبِ فیض کر رہے تھے۔

دعوتی اور تدریسی مصروفیات: ۱۹۹۲ء میں رحیمیہ دہلی سے فراغت کے بعد آپ کی پوری زندگی دین حنیف کی خدمت میں گزاری آپ کا یہ مبارک سفر تقریبا تین دہائیوں کو محیط اور کئی مرحلوں پر مشتمل ہے آپ نے آغاز امر میں موضع لَبد ہا اور موضع بھنی میں کچھ سالوں تک تدریسی خدمات انجام دی، پھر کچھ دِنوں تک آپ نے ضلعی جمعیت مہراج گنج کے تابع کاھوئی میں قائم ایک کمرہ پر مشتمل آفس میں بحیثیت مبلغ اور ٹریزرر اپنا قیمتی وقت گزارا (اربابِ جمعیت کا یہ ایک وقتی جوش وجنون تھا جو کچھ ہی ماہ میں دَم توڑ گیا)، بعد ازآں آپ نے موضع کاشت خیرا میں مولانا مصباح الدین صاحب حفظہ اللہ کے ساتھ کئی سالوں تک مدرسہ سے منسلک ہوکر تدریس کے فرائض انجام دیئے اور پھر وہاں سے نیپال میں سرحد پار موضع گنیش پور کے مکتب کو بھی آباد کیا، پھر کچھ ماہ وسال کے بعد مدرسہ فرقانیہ بھینسا گاہن کی تعلیمی شاخ موضع سمرہنا کے مدرسہ میں ایک طویل مدت تک تسلسل کے ساتھ اپنے اس انبیائی مشن کو زندہ رکھا قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس دوران آپ نے بڑی کسمپرسی اور حد درجہ مالی بے بضاعتی کے باوجود اپنے اہل وعیال کو بھی اپنے ساتھ رکھا جس کے پیچھے کئی مصالح کارفرما تھے غالبا بڑا مقصد یہ تھا کہ بچوں سے ملاقات کیلئے ہر ہفتہ سفر کی صعوبتوں اور مزاحمتوں سے نجات حاصل ہو نیز بچوں کی تعلیم وتربیت اور نگہداشت پر قابلِ اطمینان حد تک توجہ دی جا سکے۔

سیرت وکردار: ہمارے ممدوح مولانا رحیمی قوم وملت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیلئے قدرت کا انمول عطیہ تھے، دیکھنے والا پہلی نظر میں آپ سے مانوس اور آپ کی شخصیت کا گرویدہ ہوجاتا شکل وصورت سے درمیانہ قد، ہشاش وبشاش چہرہ، تبسم کی لکیریں خدوخال پر ہویدا، عالمانہ وجاہت، پروقار نقوش مترنم آواز اور دلآویز شخصیت کے مالک، سیرت وکردار میں خصائل حمیدہ کے اعلیٰ وارفع مقام سے متصف، نرم خو، خوش مزاج، سادہ طبیعت، جذباتیت سے بیزار، دعوتِ حق کے جذبہ سے سرشار، تواضع وخاکساری کا نمونہ، اعلیٰ اخلاقی قدروں کا مناد، بصیرت، خلوص ومحبت کا سراپا، نیک عادات واطوار جیسی ستودہ صفات کے حامل اور دینی پہلو سے فرائض ونوافل کا اہتمام، کتاب وسنت سے قلبی لگاؤ، خویش وبیگانہ سے خندہ جبینی سے ملاقاتیں، بڑوں کا حددرجہ ادب، چھوٹوں پر شفقت وپیار، دلکش وجاذب اندازتکلم، صبر وشکر اور قناعت کا مرقع دعوتِ دین سے شغف وغیرہ قابلِ صد رشک جیسے اوصاف کا پیکر ایسے ہی ایک انسان کا نام تھا عبدالرب رحیمی رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ آپ کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ اخلاقیات کے باب میں منفی امور سے گریزاں رہتے، غیبت، تعلّی ولاف زنی، کبر و رعونت، یاوہ گوئی، حرص وطمع، شخصیات اور ذات میں استخفاف، تنقیص وتضحیک وغیرہ جیسی خبیث اور فحش عادات واطوار سے کوسوں دور، ظاہر وباطن میں نفاست وپاکیزگی کے حریص، زہد وورع، تقویٰ اور خدا ترسی کے خوگر، خوش مزاجی، بذلہ سنجی اور مرنجاں مرنج شخصیت کا مرقع اور آئینہ دار تھے۔ پچاس، ساٹھ کیلومیٹر دور جگہوں پر دعوتی اجتماعات میں سائیکل کے ذریعہ شریک ہونا ان کیلئے عام بات تھی۔ آپ نے دعوت دین میں تدریس کے علاوہ خطابت، دروس اور وعظ تذکیر کو بھی اپنا وسیلہ بنایا آپ کی شستہ زبان، عام فہم اسلوب بیان، دلکش طرز تخاطب اور تمثیلی انداز سے کوئی بھی موضوع یا شرعی مسئلہ بڑے سہل انداز میں سامعین کے دلوں میں گھر کرجاتا، گاہے بگاہے دینی اجتماعات میں اپ کی نظامت کا انداز بھی دلکش اور خوب سے خوب تر ہوتا۔

سفرِ آخرت: زندگی کی بھاگ دوڑ میں نشیب وفراز اور زیروبم کا سلسلہ ہر کسی کے ساتھ لگا رہتا ہے لیکن ماموں رحمہ اللہ کے بارے میں ان کی زندگی کے کسی بھی پڑاؤ میں کبھی نقاہت یا جسمانی عارضہ سننے یا دیکھنے میں نہیں آیا ہر آن اور ہر گام متحرک، فعال چاق وچوبند اور ہشاش وبشاش نظر آئے، امسال مابعد رمضان، شوال کے ابتدائی ایام میں آپ کو تنفس، سینے میں درد اور کھانسی کی شکایت پیدا ہوئی، احباب واقارب نے علاقہ میں موجود متعدد ڈاکٹرز صاحبان سے علاج ومعالجہ کیلئے رجوع کیا تقریبا پچیس دن کا اچھا خاصا وقت گزر گیا مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی میڈیکل رپورٹ کے مطابق آپ کو تنفس وغیرہ کے ساتھ غیر معلوم مدت سے ہائی بلڈ شوگر کا مرض بھی لاحق تھا بروقت جس کا علم نہ ہونے کی وجہ سے تدارک نہیں کیا جاسکا جس کے باعث آپ کے گردے اور لیور دونوں متاثر ہوچکے تھے وفات سے آخری ۳/دن قبل میرا اپنے خالہ زاد بھائی محترم سید عبید الرحمٰن سے صلاح ومشورہ ہوا چنانچہ میرے شدید اصرار پر اور جناب عبید الرحمٰن صاحب کی ذاتی کوششوں سے مورخہ ۲۵/جون بروز جمعرات آپ کو لکھنؤ کے ایک مشہور ہاسپٹل میں ایڈمٹ کرایا گیا اس وقت آپ کی کیفیت ناگفتہ بہ ہوچکی تھی شوگر کا لیول ہزار سے بھی متجاوز ہوچکا تھا ساتھ میں آپ کے سالے جناب سید عبید الرحمٰن، آپ کی زوجہ محترمہ، چھوٹے صاحبزادے عبدالعظیم اور داماد عبدالعلیم عالی بھی تھے، جمعرات کو شام کے وقت ماموں موصوف سے ویڈیو کال کے ذریعہ ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پل کیلئے میری سلام ودعا ہوئی جس پرآپ نے اشاروں میں اپنی مسرت کا اظہار کیا، ڈاکٹروں نے اپنی صوابدید سے خیر کی امید دِلائی، رات گزر گئی تاہم جمعہ کے دن آپ امید وبیم کی کیفیت میں تھے بالآخر ڈاکٹروں نے آپ کو آئی سی یو میں داخل کردیا سنیچر کے دن صبح کے وقت سید عبیدالرحمٰن نے بتایا کہ ڈاکٹروں کی رپورٹ کے مطابق دوران علاج مریض کو ایک بار ہارٹ اٹیک ہوچکا ہے اس لئے انجکشن کے ذریعہ ڈاکٹرز کی پوری کوشش ہے کہ انہیں بیہوشی کی حالت میں رکھا جائے تاکہ علاج ومعالجہ میں کوئی خلل پیدا نہ ہو لیکن نوشتہء تقدیر کو کون ٹال سکتا ہے، مورخہ ۲۷ / جون بروز سنیچر دوپہر میں دوسری کال پر عزیزم عبدالعظیم نے بتایا کہ محترم ابو کو مزید دو ہارٹ اٹیک ہوچکا ہے ڈاکٹرز صاحبان علاج میں مصروف ہیں تاہم کچھ ہی دیر کے بعد مجھے میری اہلیہ ام سلمان نے بتایا کہ بابو عبدالعظیم نے ابھی ابھی یہ جانکاہ خبر دی ہے کہ انڈین ٹائم کے مطابق چھ بج کر ۴۵ منٹ پر ان کے والد صاحب، اللہ کو پیارے ہوگئے رحمہ اللہ وغفرلہ۔

پیارے ماموں! آج آپ ہماری نظروں سے اوجھل ہوگئے لیکن آپ کی زندگی کے تابناک نقوش آپ کو زندہ رکھیں گے۔ ہمیں اللہ ذوالمن والعطاء کی رحمت کاملہ سے پوری امید ہے کہ اس رب نے چاہا تو ہماری ملاقاتیں روز حشر ضرور فردوس اعلی میں ہونگی۔ ان شاءاللہ۔ دعا ہے کہ اللہ مولائے کریم آپ کی بشری لغزشوں کو درگزر فرمائے، فردوس اعلی کا مکین بنائے، درجات کو بلند کرے، آپ کی قبر کو انوار وتجلیات سے معمور فرمائے اور ہم سب پسماندگان کو صبر وعزیمت اور حوصلہ وہمت کی راہ اختیار کرنے کی توفیق ارزانی بخشے آمین۔

ایں دعا ازمن و از جملہ جہاں آمین باد۔

مولانا عبدالرب رحیمی رحمہ اللہ

جہان رنگ وبو میں زندگی کیا گل کھلاتی ہے
رلاتی ہے، ہنساتی ہے، ہنسا کر پھر رلاتی ہے
سرور وشادمانی کے کبھی نغمے سناتی ہے
کبھی پھر ناگہاں یہ موت سے ہم کو ڈراتی ہے
غم و اندوہ میں ڈوبی وطن سے یہ خبر آئی
خبر آئی مگر اے دِل! بہ انداز دِگر آئی
خبر آئی کہ عبد الرب رحیمی کر گئے رِحلت
وہ فردوسِ بریں کی سمت آخر ہوگئے رخصت
وہی سید تجمل کا چہیتا، لاڈلا ان کا
سراپا ان کی سیرت کا، مجسم آئینہ ان کا
وہ عبد الرب کہ جن کو پیکر صدق و صفا کہئے
بہ ہر انداز، جن کو رَوِشِ مہر و وفا کہئے
وہی جانِ بہاراں، رونقِ بزمِ خرد منداں
نگاہوں میں بسا ہے اب بھی جس کا وہ رخِ خنداں
وہ خوش گفتار، خوش کردار، خوش اطوار مولانا
وہ سنت کا معلم اور علمبردار مولانا
جو اپنی ہر اَدا سے پیار کے نغمے سناتا تھا
بساط زیست پرجو علم کے جوہر لٹاتا تھا
شمیم بے نوا کی ذوالمنن! تو یہ دعا سن لے
خوشا بختا! جو اس عاصی کی یا رب! تو صدا سن لے

(شمیم عرفانی، سعودی عرب)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر عبد الباری خان ڈمریا گنج کا انتقال عظیم علمی خسارہ: زاهد آزاد جھنڈانگری

> ڈاکٹر عبد الباری خاں رحمہ اللہ کی شخصیت بڑی
> ہر دل عزیز رہی، آپ نے جمعیت وجماعت
> سے وابستگی کے ساتھ ساتھ علاقے کو علمی شہر بنانے
> میں بھرپور کردار ادا کیا۔ عبد العظیم مدنی جھنڈانگری

جھنڈانگر (پریس ریلیز) مسلک جمعیت اہلحدیث سدھارتھ نگر کے سرپرست، جامعہ خیر العلوم ڈمریا گنج سدھارتھ نگر اور درجنوں اصلاحی وفلاحی اداروں کے بانی ڈاکٹر عبد الباری خان کے سانحہ ارتحال سے علمی واصلاحی وفلاحی کاموں کا عظیم خسارہ ہوا ہے جس کا مستقبل قریب میں پر کرنا مشکل نظر آتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار مشرف جامعہ خدیجۃ الکبری جھنڈانگر نیپال مولانا زاهد آزاد جھنڈانگری نے ایک ریلیز میں کیا ہے۔ آپ نے آگے کہا ڈاکٹر صاحب مرحوم پوری زندگی دینی عصری علوم کے فروغ وترقی کے لیے کوشاں رہے۔ جامعہ خیر العلوم ڈمریا گنج، کلیۃ البنات دار الایتام، خیر ٹیکنیکل سنٹر، کالج کے علاوہ کئی عصری تعلیمی اداروں کا قیام کیا۔ آپ کی کوششوں سے بے شمار علاقوں میں علم وفضل کا دور دورہ ہوا، بستی وسدھارتھ نگر اور ضلع گونڈہ میں مساجد کا جال بچھا دیا۔ اللہ ان کے حسنات کو شرف قبولیت بخشے۔ آپ ایک مہمان نواز شخصیت کے مالک تھے، ملت اسلامیہ کے لیے دردمند دل رکھتے تھے اور ہمہ وقت ملت کے لیے رواں دواں رہتے تھے۔ اللہ ان کی قبر کو نور سے بھر دے۔ آمین

مفسر قرآن علامہ شیخ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کا سانحہ ارتحال عظیم ترین علمی ملی اور تحقیقی خسارہ۔۔۔۔۔۔ زاهد آزاد جھنڈانگری

> مفسر قرآن حضرت علامہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی شخصیت بڑی جامع تھی، آپ کی تفسیر ”احسن البیان“ کو اللہ نے بڑی مقبولیت عطا فرمائی، منتہی جماعت کا شاید ہی کوئی ایسا طالب علم ہو جو آپ کے نام اور شخصیت سے واقفیت نہ رکھتا ہو۔
>
> عبد العظیم مدنی جھنڈانگری

جھنڈانگر (پریس ریلیز) علامہ شیخ صلاح الدین یوسف کا انتقال نہ صرف برصغیر ہند نیپال وپاک کا علمی ملی اور تحقیقی خسارہ ہے، بلکہ عالمی بھی خسارہ ہوا ہے۔ اللہ انکا عمل البدل عطا فرمائے آمین۔ حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی سیرت، حیات وخدمات سے متعلق عالم اسلام کے مایہ ناز مورخ مولانا محمد اسحاق بھٹی ”آپکا انتقال 22 دسمبر 2015 کو پاکستان میں ہوا“ اسی دن نیپال کے مشہور ومعروف عالم دین داعی اسلام شیخ عبداللہ مدنی جھنڈانگری نے داعی اجل کو لبیک کہا (اللہ دونوں کی قبر کو نور سے بھر دے) کے مطابق حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی ولادت جنگ آزادی سے دو سال قبل 1945 میں جیپور ضلع راجستھان میں پیدا ہوئے تھے۔ اللہ نے آپ کو طویل عمر عطا فرمائی، آپ تقریباً 75 سال تک بقید حیات رہے۔ آپ نے عالم اسلام کی متعدد شخصیات سے کسب فیض حاصل کیا۔ اللہ نے حافظ محترم کو قلم کا دھنی بنایا تھا۔ آپ کو اللہ نے مختلف علوم وفنون میں خدمت انجام دینے، اللہ نے زبان وبیان میں مہارت عطا کی تھی، آپ کے کارنامے سنہرے حروف سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔ آپ کی تصنیف تفسیر احسن البیان عظیم کارنامہ ہے، جس کی ایک تحقیق آپ کی زندگی کے لیے کافی تھی۔ علامہ شیخ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ بیک وقت مصنف، مولف، مفتی، مدرس، خطیب، اور مورخ، ساتھ ساتھ مجلہ ہفت روزہ اخبار اعتصام پاکستان کے مدیر اعلیٰ بھی تھے۔ ان بے شمار مصروفیات کے باوجود آپ نے کئی درجن کتابوں کی تصنیف وتالیف کی اور ادارت کا عمل کام بھی سنبھالے رہے۔ اللہ آپ کے حسنات کو شرف قبولیت بخشے اور آپ کی قبر کو نور سے بھر دے۔ درجن کتابوں کی تصنیف وتالیف کی اور ادارت کا عمل کام بھی سنبھالے رہے۔ اللہ آپ کے حسنات کو شرف قبولیت بخشے اور آپ کی قبر کو نور سے بھر دے۔ آپ کی تصنیفات کی تعداد دبستان حدیث تالیف مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ صفحہ 578 تا 588 میں 48 تک بتائی گئی ہے۔ کتابوں کی تفصیل کل ان شاء اللہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اشاعت کا ۳۳واں سال

مرکز التوحید، نیپال
Tauheed Centre

اسلام کی حقیقی نمائندہ تحریریں

ماہنامہ

نورِ توحید

کرشنانگر، نیپال

اگست تا دسمبر ۲۰۲۰ء

ضمیمہ

بیاد:

جناب مولانا عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ

پیشکش: زاھد آزاد جھنڈانگری

مدیر مسئول

عبدالعظیم مدنی جھنڈانگری

شعبہ دعوت و اشاعت: **مرکز التوحید** (جامعۃ خدیجۃ الکبریٰ) کرشنانگر جھنڈانگر، نیپال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تجلیات

شعور وآگہی.... بالآخر چراغ بجھ ہی گیا	عبد العظیم مدنی جھنڈانگری
تعلیم ودعوت سے معمور زندگی	مولانا مطیع اللہ حقیق اللہ مدنی
چند یادیں اور تاثرات	مولانا رفیق احمد رئیس سلفی
محبت وشفقت کا پیکر	مولانا شیر خان جمیل احمد عمری
دل غم زدہ ہے.......	مولانا وصی اللہ عبد الحکیم مدنی
مولانا عبد المنان سلفی بحیثیت شاعر	عبد العظیم مدنی جھنڈانگری
والد محترم کی معاشرتی اور عائلی زندگی	مولانا سعود اختر سلفی
ایک علمی شخصیت	ڈاکٹر سعید احمد اثری
آہ! برادر عزیز	مولانا عبد النور سراجی
علماء کرام کے تاثرات	زاہد آزاد جھنڈانگری
آہ! پھوپھا جان	مولانا عبد الصبور ندوی
ایک نامور عالم دین	نجمہ پروین ہاشمی
تعزیتی کلمات	مولانا سلیم ساجد مدنی
تاثراتی نظمیں	عبد الرحیم امینی، جاوید احمد سنابلی
والد محترم ایک نظر میں	حامد عبد المنان سلفی
عکس تحریر	مولانا عبد المنان سلفی رحمہ اللہ
نمونہ نظم	مولانا عبد المنان سلفی رحمہ اللہ
اخبارات کے تراشے	زاہد آزاد جھنڈانگری
مکتوب کویت	فضیلۃ الشیخ عارف جاوید محمدی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

شعور و آگہی
عبد العظیم مدنی جھنڈانگری

ہوا تھی تیز بالآخر چراغ بجھ ہی گیا

گرامی قدر جناب مولانا عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ مختصر علالت کے بعد مورخہ ۲۲/اور ۲۳/اگست ۲۰۲۰ء کی درمیانی شب اس دارفانی سے دار بقاء کی طرف کوچ کر گئے، إنا لله وإنا إليه راجعون۔ اللہ مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس کا مکیں بنائے۔

آپ کی زندگی کے کئی نمایاں پہلو ہیں جو لائق ستائش بھی ہیں اور قابل اتباع بھی، جس کی بنیاد پر اپنے ہم عصروں میں ایک امتیازی حیثیت رکھتے ہیں، جامعہ سلفیہ بنارس سے فراغت کے بعد کئی برس تک مختلف جامعات اور معاہد میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد، ۱۹۸۹ء میں مرکز التوحید (جامعہ خدیجۃ الکبریٰ، جھنڈانگر، نیپال) سے وابستہ ہوئے، شیخ عبداللہ مدنی جھنڈانگری رحمہ اللہ نے ادارے کی دیگر ذمہ داریوں کے ساتھ ماہنامہ ''نور توحید'' کے مدیر کی حیثیت سے یہ اہم ذمہ داری بھی سونپ دی، آپ ادارے میں تدریسی فرائض کے ساتھ دعوتی، صحافتی اور ادارتی خدمات نمایاں طور سے انجام دیتے رہے، ادارہ آپ کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے، اللہ شرف قبولیت سے نوازے۔

برادر گرامی قدر جناب مولانا عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ کے انتقال سے ایک دن قبل بغرض عیادت حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا، اپنی صحت کے حوالے سے اطمینان کا اظہار فرمایا، اس وقت کئی علماء اور شہر کے عمائدین موجود تھے، مولانا سلفی رحمہ اللہ مختلف موضوعات پر لوگوں کے ساتھ محو گفتگو تھے، کیا خبر تھی! کہ ایک دن کے بعد یہ اہم شخصیت ہم سے رخصت ہونے والی ہے۔

خانوادۂ میاں محمد زکریا رحمہ اللہ میں آپ کی عزیز داری تھی اور خصوصاً مولانا مدنی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد خانوادہ نے آپ کو مربی و سرپرست تسلیم کر لیا تھا، خواہ وہ تقریب نکاح ہو یا جنازہ کی امامت یا خانوادہ کے دیگر مسائل آپ ہی سرانجام دیتے تھے، ادارے اور اس خانوادے سے اپنے تعلق کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے لکھا: ''برادر مکرم شیخ عبداللہ مدنی جھنڈانگری رحمہ اللہ میرے قریبی عزیز تھے اور ان کے علمی و دعوتی خانوادہ میں میری کئی رشتہ داریاں ہیں، اس کے علاوہ عملی زندگی میں کم و بیش سات برس مجھے ان کے ساتھ رہ کر ان کی رہنمائی میں تدریسی، دعوتی، صحافتی، رفاہی اور انتظامی خدمات انجام دینے کا موقع بھی ملا ہے''، (نور توحید جنوری تا اپریل ۲۰۱۶)۔

آپ نے اپنی زندگی کی آخری ربع صدی جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر کی تعمیر و ترقی میں صرف کر دی، اس کے نشاطات سے بھرپور دلچسپی لی، کئی اہم شعبہ جات کی ذمہ داری سنبھالی اور وکیل الجامعہ کے حیثیت سے اہم کردار ادا کیا، جامعہ میں خدمات سے قبل آپ نے سات برسوں تک مرکز التوحید میں نمایاں خدمات انجام دی، اس کے شعبہ جات کو پروان چڑھایا، ماہنامہ ''نور توحید'' سے منسلک رہے، حق تھا کہ آپ کی حیات و خدمات سے متعلق ماہنامہ ''نور توحید'' کا خصوصی شمارہ مرتب ہو، اللہ نے اس کی توفیق عطا فرمائی، ہم اس کے شکر گزار ہیں، قارئین کرام کی خدمت میں یہ خصوصی شمارہ بطور **''ضمیمہ''** پیش خدمت ہے۔

ہم ان علماء کرام کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اپنے مقالات، تاثرات اور گراں قدر خیالات کے ساتھ اس شمارہ کو اپنی تحریروں سے مزین فرمایا، اللہ جزائے خیر عطا فرمائے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مولانا مطیع اللہ حقیق اللہ مدنی

مولانا عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ: تعلیم ودعوت سے معمور زندگی

مولانا عبدالمنان سلفی رحمة الله رحمة واسعة ایک معروف ہستی کا نام ہے جن کی شہرت خوب عام تھی۔

آپ ضلع سدھارتھ کے معروف گاؤں انتری بازار میں پیدا ہوئے، آپ کا گھر علم ودعوت کا گھر تھا۔

آپ کے والد گرامی مولانا مفتی عبدالحنان صاحب فیضی ایک مشہور عالم، باکمال مدرس، معتبر ومستند مفتی تھے، جن کی پوری زندگی دعوت وتدریس کے میدان میں گذری، آپ مرکزی دارالعلوم بنارس یعنی جامعہ سلفیہ کے سابق مدرس رہے ہیں، علمی زندگی کا زیادہ حصہ جامعہ سراج العلوم السلفیہ جھنڈا نگر میں تدریسی ودعوتی خدمات انجام دیتے ہوئے گزارا اور وہیں پر آخری سانس لی، علمی حلقہ مفتی علیہ الرحمہ سے بخوبی واقف ہے۔

مولانا سلفی کے جد مکرم مولانا محمد زماں رحمانی ہیں، انتری بازار کی جامع علمی شخصیت، جن سے پورا علاقہ واقف تھا، ان کی علمی استنادی حیثیت کے لیے ''رحمانی'' نسبت ہی کافی ہے۔

متعدد تراجم علماء اہل حدیث پر مشتمل کتابوں میں آپ کی سیرت وسوانح کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

موصوف مولانا سلفی صاحب (جو رحمانی علیہ الرحمۃ کے لائق ترین پوتے اور مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند ہیں) ایک انتہائی معروف ومشہور عالم دین جامعہ سلفیہ بنارس کے مستند فاضل ہیں۔

آپ پر ہی بجا طور پر یہ جملہ صادق آتا ہے کہ ''آپ کا تعلق علمی گھرانے سے تھا یا آپ کی پیدائش علمی گھرانے میں ہوئی''۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد وہ رب بخشندہ

ذیل سطور میں مولانا عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ سے متعلق اپنے کچھ تاثرات قلمبند کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

مولانا موصوف نے تعلیم کا آغاز کیا، علاقہ وجوار کے مدارس میں ابتدائی وعربی درجات کی تکمیل کے بعد آپ نے جامعہ سلفیہ بنارس میں عالمیت وفضیلت کا کورس مکمل کر کے وہیں سے سند فراغت حاصل کیا۔

مرور ایام کے ساتھ اپنی محنت وجانفشانی سے اپنی علمی لیاقت وصلاحیت میں خوب اضافہ کیا کہ ایک عالم آپ کا شمار علماء کبار میں کرتا ہے۔

جامعہ سلفیہ بنارس میں اپ ایک نشیط ومجتہد طالب علم کے طور پر بھی معروف تھے، ندوہ الطلبہ کے پلیٹ فارم سے اپنے آپ کو علمی طور پر نکھارا اور نمایاں کیا، آپ کی ادارت میں ''المنار'' شائع ہوا، آپ کا اداریہ قابل تحسین رہا۔

۱۹۸۲ء مین آپ جامعہ سلفیہ بنارس سے فارغ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

التحصیل ہوئے، یہ علمی شغف ہی تھا کہ آپ نے جامعہ سے تخرج کے بعد ہی اپنا رشتہ تدریس سے جوڑ لیا، مولانا عبدالحمید رحمانی رحمہ اللہ کا قائم کیا ہوا ادارہ ''معہد التعلیم الاسلامی'' جوگا بائی، نئی دہلی بالکل نیا تھا، آپ نے وہاں پر تدریسی فریضہ انجام دینا شروع کیا، وہاں پر کچھ دنوں تک قیام رہا۔

اس کے بعد آپ نے مدرسہ قاسم العلوم گلرہا، ضلع بلرام پور میں پڑھانا شروع کیا، وہاں پر چند سال تدریسی خدمات اور دیگر متعلقہ علمی ودعوتی فرائض کو انجام دیا۔

دہلی، گلرہا کے ایام آپ کے لیے اپنی علمی قابلیت میں نکھار پیدا کرنے کے لئے خوب مدد ومعاون رہے۔

اس کے بعد مولانا موصوف کو مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات کرشنانگر نیپال میں طلب کرلیا گیا۔

یہ ایک نسواں درسگاہ تھی جو مرکز التوحید نیپال کے زیر نگرانی شروع ہوئی تھی، جس کی تاسیس ۱۹۸۸ء میں ہوئی تھی، اس مرکز سے ایک مجلّہ ماہنامہ ''نور توحید'' کی اشاعت بھی ہوتی تھی، جو تاہنوز جاری ہے۔

مولانا عبدالمنان سلفی اس ادارے میں ایک طرف بچوں کو پڑھاتے تھے، تو دوسری طرف وہ مجلّہ نور توحید کے مدیر مقرر ہوکر اس مجلّہ کی ترتیب کا کام کرتے تھے، اور یہ مجلّہ، مرتب ومدیر مسئول مولانا عبداللہ مدنی جھنڈانگری اور مولانا عبدالمنان سلفی کی کاوشوں سے اردو اسلامی صحافت کی دنیا میں اپنا جلوہ بکھیرنے لگا۔

اپنی علمی ودعوتی زندگی کے کچھ بہترین ایام آپ نے مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ میں گزارا، اور اس ادارہ کی تعمیر وترقی میں اپنا کردار بھرپور ادا کیا۔

جامعہ خدیجۃ الکبریٰ کے سابق مہتمم مولانا عبدالوہاب ریاضی رحمہ اللہ آپ کے پھوپھا اور خسر تھے، رشتہ تہ در تہ تھا، آپ کی ایک ہمشیرہ مولانا ریاضی کے فرزند مولانا محمد اکرم عالیاوی حفظہ اللہ سے منسوب ہیں، پورے خاندانِ میاں محمد زکریا رحمہ اللہ کی نگاہ میں آپ بہت موقر ومکرم تھے۔

اسی لیے مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ سے آپ کا گہرا تعلق تھا، وہاں سے علاحدہ ہونے کے باوصف تعلق خاطر قائم تھا، بالخصوص مولانا ریاضی صاحب اور مولانا عبداللہ مدنی جھنڈانگری رحمہ اللہ بجا طور پر گہری عقیدت رکھتے تھے، ان بزرگوں کی وفات کے بعد موجودہ مہتمم ڈاکٹر سعید احمد اثری اور رئیس مرکز التوحید مولانا عبدالعظیم مدنی صاحبان اور دیگر جملہ ذمہ داران سے بڑی محبت رکھتے تھے، انہیں مفید مشوروں سے نوازتے تھے، مرکز کے تمام پروگرام میں آپ کی شرکت یقینی ہوتی تھی۔

مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ میں آپ کی سابقہ خدمات اور دیگر تمام دینی، علمی، دعوتی جہود ومساعی کے اعتراف کے لیے ذمہ داران جامعہ خدیجۃ الکبریٰ نے مجلّہ ''نور توحید'' میں آپ کی حیات وخدمات پر مشتمل ایک ضمیمہ شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی جملہ دینی خدمات کو شرف قبولیت عطا کرے۔ آمین

بعدہ آپ نیپال کی قدیم ترین درسگاہ جامعہ سراج العلوم السّلفیہ سے وابستہ ہوگئے اور تادم واپسیں اسی جامعہ سے منسلک رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جامعہ سراج العلوم سے وابستگی کے بعد آپ تدریسی، دعوتی، تصنیفی وتنظیمی وادارتی متعدد مناصب پر فائز ہوئے اور تمام مفوضہ ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دیا جس کا علم واعتراف وہاں کے ذمہ داران وابستگان کو تو رہا ہے، یہ بات ان کے متعارفین کو بھی معلوم ہے، اس کا مفصل تذکرہ اور دیگر اہل قلم ہی بہتر انداز میں کریں گے۔

آپ نے جامعہ سراج العلوم میں کیا خدمات انجام دی ہیں ان کا ایک ہلکا سا ذکر و بیان بطور نمونہ یہاں قلمبند کر رہا ہوں۔

آپ ایک بہترین مدرس کے طور پر طلبہ کو اہم کتابیں پڑھاتے رہے، متعدد اہم مواد کی تدریس آپ کے ذمہ ہوا کرتی تھی۔

آپ جامعہ سے شائع ہونے والے مجلّہ ماہنامہ ''السراج'' کے مدیر تھے، یہ ایک بڑا وقیع مجلّہ ہے جس کی وقعت کے اسباب وعوامل کئی ایک ہیں، ان میں مولانا سلفی کی ادارت اور فن ادارت سے ان کی معرفت، خاص شغف اور ان کی علمی صلاحیت وقابلیت ایک قوی عامل ہے، اس پر مزید کچھ کہنے کی حاجت نہیں ہے، مجلّہ کے شمارے اور ان کے سرسری مطالعے سے ایک قاری، موصوف مدیر کی کاوشوں اور ادارتی استعداد سے آگاہ ہوسکتا ہے۔

ایک وقت آیا جب مولانا سلفی کو جامعہ کی عظیم الشان جامع مسجد کا خطیب مقرر کردیا گیا، خطابت میں آپ کو کمال حاصل تھا، جلسوں اور کانفرنسوں میں اپنی خطابت کے جوہر دکھاتے تھے۔

جب آپ خطیبِ جامع نامزد ہوئے تو آپ نے واقعی خطابت کا پورا حق ادا کردیا، حاضرین وسامعین کو اس سے کافی فائدہ پہونچایا، تاوفات آپ اس اہم منصب پر فائز رہے۔

آپ جامعہ کے وکیل تھے جس کو انگریزی میں ریکٹر کہتے ہیں، آپ نے اس عہدہ پر رہ کر جامعہ کو اندر اور باہر کافی ترقی دی، اور جامعہ کو اور خود کو نکونام کیا، یہ ایک بڑا احساس عہدہ ہوتا ہے، اس پر ہمیں کچھ زیادہ معلومات نہیں ہے۔

آپ نے جامعہ کے طلبہ کی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے لئے مختلف ثقافتی پروگراموں کا آغاز کئے رکھا اور متعدد اہل علم وفضل کو بحیثیت لکچرر مدعو کیا، خود منسق منصرم ہوتے اور یہ سلسلہ کامیابی سے چلاتے اور طلبہ استفادہ کرتے۔

ایسے ہی توسیعی محاضرات کے اہتمام کی ذمہ داری بھی آپ کے سر تھی، اور اس نوع کے محاضرات کے انعقاد کا سہرہ آپ کے ہی سر جاتا ہے، یہ یقیناً آپ کے جھود ومساعی میں شمار ہوگا، اس سے جامعہ کے طلبہ کی معلومات میں کافی اضافہ ہوتا تھا، اللہ کرے یہ سلسلے قائم رہیں اور کوئی بھی خیر خلف لخیر سلف کا مقام لے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

جامعہ میں ۲۰۱۳ء میں دعوتی وتعلیمی کانفرنس کا انعقاد ہوا، اس کے کنوینز آپ مقرر کیے گیے تھے، اس اہم کانفرنس کی ذمہ داریاں اصلا آپ ہی کے سر تھیں، آپ نے انہیں بحسن وخوبی انجام دیا کہ لوگ عش عش کراٹھے۔

غرضیکہ مولانا سلفی نے اپنے خون جگر سے جامعہ کو خوب سینچا اور اس کا نام اونچا کیا۔ جزاہ اللہ کل خیر۔

راقم السطور مولانا سلفی سے ایک عرصے سے واقف رہا ہے، اس واقفیت میں مزید اضافہ ہوا جب میں مرکز

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

الامام احمد بن حنبل الاسلامی نیپال میں تدریس ودعوت کے عمل پر مامور ہوا، محبّ مکرم مولانا وصی اللہ عبدالحکیم مدنی کی تحریص پر کچھ لکھنا شروع کیا یوں میرے مضامین مجلّہ السراج میں شائع ہونے لگے۔

ایڈیٹر السراج مولانا سلفی کا یہ زبردست علمی احسان ہے کہ وہ مضامین کے نوک پلک درست کر کے اسے شامل اشاعت کر لیتے، اس احسان کا بدلہ میری جانب سے یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو ان کی مغفرت فرمادے اور جنت دے۔

پھر میں تولہوا سے جھنڈانگر منتقل ہو گیا، وہاں پر مولانا سلفی اور ان کے علمی مشاغل ومصروفیات کو جاننے کا موقع ملا۔

وہ ایک انتہائی ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے، جامعہ کی ذمہ داریاں، متعدد مناصب اور ان کے فرائض، تصنیف وترجمہ کی مشغولیات، ساتھ ہی اجلاس عام اور کانفرنسز وسمپوزیم وسیمینار میں سرگرم شرکت، مقالات وبحوث کی خواندگی اور دیگر محافل میں جامعہ کی نمائندگی وغیرہ۔

موصوف ایک بہترین مؤلف تھے آپ کی مطبوعہ تالیفات کے نام یہ ہے

۱۔ فتنۂ قادیانیت

۲۔ تحفہ رمضان المبارک

۳۔ مناسک حج وفضائل عشرہ ذی الحجہ وغیرہ

البتہ غیر مطبوعہ تصانیف وتراجم کے سلسلے میں مجھے علم نہیں ہے۔

اس مشغول شخص کی یہ عظمت ہی تھی کہ تقریباً چھ سال قبل ضلع سدھارتھ نگر کی جمعیت کا عہدہ نظامت بھی انہیں کے سپرد کیا گیا اور دوسرے ٹرم میں بھی آپ کو اس عہدہ جلیلہ پر باقی رکھا گیا۔

جمعیت کے تعلق سے آپ کی خدمات کے تذکرے کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔

اس سرسری تذکرہ سے یہ بات عیاں ہے کہ آپ کی حیات متنوع خدمات کی انجام سے معمور تھی۔

کرونائی فتنے کے نتیجے میں لاک ڈاؤن کے بعد آپ سے ملاقات نہ ہو پائی تھی، کہ ایک روز مورخہ ۲۰/ اگست کو مولانا وصی اللہ مدنی کے فیس بک پر ایک پوسٹ کے ذریعے مولانا سلفی کے شدید علالت کی خبر معلوم ہوئی۔

اپیل دعاء صحت کا ایک سلسلہ قائم ہوا، محبّ گرامی مولانا وصی اللہ مدنی کے پوسٹ سے معاملہ کی شدت وسنگینی عیاں تھی۔

بالآخر ۲۳/ اگست ۲۰۲۰ء کو آپ کی وفات ہوگئی، یہ سب کچھ آنا فانا ہوا، دوست واحباب اور تمام متعلقین غم واندوہ میں ڈوب گئے، مجھے ذاتی طور پر بہت صدمہ ہوا اور اس علمی شخصیت کی وفات پر غم لاحق ہوا اور صرف یہ دعا ورد زباں رہی "اللهم اغفر له وارحمه و ادخله الجنه"

مولانا سلفی کی وفات اور اس کا غم غمِ ملت ہے۔

آپ کے پسماندگان میں اولاد ذکور واناث واحفاد کی ایک لمبی تعداد ہے۔

اللہ سبھی کو صبر جمیل کی توفیق دے اور ان کا حامی وناصر ہو۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا سلفی کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رفیق احمد رئیس سلفی
علی گڑھ

برادر مکرم مولانا عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ
(چند یادیں اور تاثرات)

برادر بزرگ مولانا عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ اس طرح اچانک ہم سے جدا ہو جائیں گے، اس کے لیے ہم تیار نہیں تھے اور نہ کبھی سوچا تھا کہ ایسا بھی ہو جائے گا لیکن فیصلہ اللہ تعالیٰ کا ہے جس کے سامنے سر جھکا دینا ہر صاحب ایمان کے لیے ضروری ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے، اس سے نہ ایک لمحہ پیچھے اور نہ ایک لمحہ آگے۔ مولانا عبدالمنان سلفی ہمارے دلوں سے اس قدر قریب تھے کہ ان کی وفات کا صدمہ ہمارے لیے ایک بڑا صدمہ ہے۔ آسان نہیں ہے کہ ہم انھیں بھول جائیں، ان کی یادوں کے کتنے چراغ روشن ہیں اور دیکھیے کب تک روشن رہتے ہیں۔ جگر مراد آبادی کے اس شعر میں معمولی ترمیم کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے:

جان کر من جملۂ خاصان مے خانہ تجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ تجھے

تادم تحریر ان کی وفات کا غم تازہ ہے، دل و دماغ قابو میں نہیں ہیں کہ ان کے سلسلے میں اپنی یادیں ترتیب دے سکوں، متعارف احباب اور دوستوں کا تقاضا بڑھتا جا رہا ہے کہ ان کے سلسلے میں اپنے تاثرات جلد از جلد قلم بند کر دوں۔ ادھر سوشل میڈیا پر جس طرح تعزیتی پیغامات کا سلسلہ ہنوز جاری ہے، اسی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ برادر گرامی کی ذات سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں دلوں میں اپنے لیے محبت و محبوبیت کی جگہ بنائے ہوئے تھی۔ ان کے اخلاق و کردار کی عظمت یہی تھی کہ جو بھی ان سے ملا، قریب ہوا یا ان کے ساتھ رہ کر تعلیم و تدریس کی خدمت انجام دی ان کی شرافت، سادگی، تواضع وانکساری، کھلے پن اور شفافیت کا گرویدہ ہو گیا۔

مجھ جیسے خردوں سے بھی ان کا رویہ ہمیشہ اور ہر حیثیت سے مساویانہ رہا، کہیں سے یہ احساس نہیں ہونے دیتے تھے کہ وہ عمر اور علم و فضل میں بڑے ہیں۔ ان کی ذات گرامی سے کسی بات پر اظہار خفگی اور ناراضگی میرے تجربے اور مشاہدے میں کبھی نہیں آئی۔ میرے بعض مضامین اور کئی ایک تحریریں جماعت کے اندر موضوع بحث بنیں اور میرے فکر اور عقیدے کو تیز و تند تنقیدوں کا نشانہ بنایا گیا لیکن انھوں نے کبھی کچھ نہیں کہا کیوں کہ وہ عرصے سے میرے فکر اور مزاج کو سمجھتے تھے۔ جامعہ سلفیہ بنارس سے لے کر آج تک ان کی عنایتوں اور نوازشوں کا سلسلہ اس خاکسار پر دراز رہا ہے اور چالیس سالوں کا ایک طویل سفر ہے، اس میں کتنی یادیں ہیں اور کتنے واقعات پیش آئے ہیں، ان کو کسی مضمون میں سمیٹا نہیں جاسکتا لیکن برادر گرامی کی الفت، شفقت، عنایت اور محبت کا مطالبہ ہے کہ ان کی حیات اور شخصیت کے وہ گوشے دنیا کے سامنے لائے جائیں جو میرے حافظہ میں موجود ہیں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جن سے ان کے کردار وعمل کے نقوش تابندہ سامنے آتے ہیں۔

قبل اس کے کہ میں اپنی یادیں صفحات قرطاس کے سپرد کروں، ایک ضروری درخواست ان تمام حضرات سے کرنا چاہوں گا جو موصوف کے قریب تھے، قریب سے جانتے تھے اور صحیح معنوں میں ان سے مخلصانہ محبت کرتے تھے کہ ان کے لیے کچھ ایسے کام کی بھی منصوبہ بندی کریں جو ان کے حق میں صدقۂ جاریہ بن سکیں۔ غیر مطبوعہ کتابوں کی اشاعت کا انتظام ہو جائے اور ان کے مضامین و مقالات کے مجموعے شائع ہو جائیں۔ جامعہ سراج العلوم جھنڈا نگر اور جماعت کی متنوع ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ وہ اپنی بہت سی ذاتی ذمہ داریوں سے بھی وابستہ تھے، ان کے لیے بہترین خراج تحسین یہ ہے کہ ہمیں ان ذمہ داریوں سے ہم دردی ہو، جس سطح پر اس پہلو سے جو خدمت بھی ہم سے بن پڑے، ہمیں اس سے پہلو تہی نہیں کرنی چاہیے۔ ہماری صفوں میں اگر مثبت اور تعمیری سوچ باقی رہے گی تو برادر مکرم ہمیں ہمیشہ یاد رہیں گے اور ہم ان کے لیے کچھ کر سکیں گے۔ ذمہ داری کس کی ہے، اقدام کسے کرنا چاہیے اور اس نوع کی خدمت کے لیے جواب دہ کون ہے؟ یہ سارے سوالات بے معنی ہیں۔ ہم سب ایک ہی کشتی کے سوار ہیں اور سب مکلّف ہیں بلکہ یہاں تو صورت حال وہی ہے جس کا نقشہ شاعر نے اس انداز میں کھینچا ہے:

یہ بزم مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو بڑھ کر خود اٹھا لے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

اللہ تمام وابستگان اور دلی محبت رکھنے والوں کو توفیق دے کہ وہ بھائی عبدالمنان کو یاد رکھیں اور ان کی وفات کے بعد اس یاد کے جو تقاضے ہیں اور اس کے جو معنوی مظاہر ہیں، ان میں پیش پیش رہیں۔ برادر مکرم کی نمایاں صفت ان کی خودداری اور عزت نفس تھی، مشکل سے مشکل حالات میں بھی وہ اپنی ان خوبیوں کی حفاظت کرنے میں کامیاب تھے۔ غنا کی دولت فیاض ازل نے انھیں وافر مقدار میں عطا کی تھی، وہ عمر بھر استغنا اور بے نیازی کی زندگی گزارتے رہے۔ صبر و شکر کی جو نعمت عظمی انھیں حاصل تھی، الحمدللہ ان کے بچوں نے بھی اسی ماحول میں پرورش پائی ہے۔ اللہ سے یہی دعا کرتا ہوں کہ ان کے اہل وعیال کو ہر ابتلا و آزمائش سے محفوظ رکھے اور وہ اپنے والد، دادا اور پردادا کا عکس جمیل بن کر ان کے بتائے ہوئے راستے پر گامزن رہیں۔ مولانا محمد زماں رحمانی رحمہ اللہ کی چوتھی نسل جامعہ سراج العلوم کی خدمت میں مصروف ہے۔ ہندوستان میں ایسے خاندان انگلیوں پر شمار کئے جا سکتے ہیں جنھوں نے اپنی چار نسلوں کو عالم دین کی شکل میں دیکھا ہو۔

برادر محترم کو سب سے پہلے جامعہ سلفیہ بنارس میں دیکھا اور وہیں ان سے متعارف ہوا۔ وہ مجھ سے کافی سینئر تھے اور اپنی جماعت کے ممتاز طلبہ میں ان کا شمار تھا۔ ندوۃ الطلبہ سے ان کی وابستگی برابر رہتی تھی اور مجھے بھی ندوۃ الطلبہ کی کئی ایک ذمہ داریاں اٹھانے کی سعادت حاصل رہی تھی۔ طلبہ کی انجمن میں وہ کافی سرگرم تھے اور اس کے کئی ایک پروگراموں میں حصہ لیا کرتے تھے۔ ندوۃ الطلبہ کی انہی سرگرمیوں نے انھیں ایک کامیاب خطیب اور حالات حاضرہ پر نظر رکھنے والا ممتاز صحافی بنایا۔ اللہ نے انھیں ذہانت بھی عطا کی تھی اور کئی ایک صلاحیتوں سے بھی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نوازا تھا۔اپنے ساتھیوں سے ان کی بے تکلفی بہت مشہور تھی، ہمیشہ ہنستے بولتے اور سنجیدہ مزاج سے مجلسوں کو گرم کیے رکھتے تھے۔

جامعہ سے فراغت کے بعد وہ کئی ایک اداروں میں تدریس کی ذمہ داریوں سے وابستہ رہے۔اس درمیان ان سے کوئی خاص رابطہ نہیں رہا اور نہ اس کی سرگرمیوں کی کوئی خبر رہی۔جب میں علی گڑھ آیا اور ماہنامہ دعوت سلفیہ کی ادارت سنبھالی اور مضامین لکھنے کا باقاعدہ آغاز کیا تو ان سے شناسائی اور قربت میں اضافہ ہوا۔

میرا آبائی وطن جھنڈانگر سے پانچ سات کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔بارڈر کا ہندوستانی بازار بڑھنی ہمارے علاقے کا بازار ہے جہاں سودا سلف کے لیے علاقے کے لوگوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔جب برادر مکرم مولانا عبداللہ مدنی جھنڈانگری کے ادارے سے وہ وابستہ ہوئے تو دو ایک ملاقاتیں وہیں ہوئیں۔ان سے ملنے کے بعد ایک خاص قسم کی اپنائیت کا احساس ہوا۔دینی صحافت سے ان کو خصوصی لگاؤ تھا اور میں بھی اسی میدان میں کچھ ٹوٹی پھوٹی خدمت انجام دے رہا تھا،اس لیے محبت اور قربت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

وطن جانا یوں تو بہت کم ہوتا ہے لیکن جب بھی گیا ان سے ملاقات کے لیے ضرور حاضر ہوا اور ان کی محبت بھری مہمان نوازی سے نہال ہو کر واپس لوٹا۔جماعت رابعہ اور جماعت خامسہ کی میری تعلیم سراج العلوم جھنڈانگر کی ہے۔برادر مکرم کے والد محترم استاذ گرامی مولانا عبدالحنان فیضی صاحب رحمہ اللہ نے مجھے جلالین اور مختارات پڑھائی ہے۔اس تعلق کو بھی وہ جانتے تھے،اس لیے اور بھی عزیز رکھتے تھے۔

مولانا عبداللہ مدنی رحمہ اللہ نے چنروٹا (نیپال) میں جمعیۃ کا ایک تربیتی پروگرام منعقد کیا۔برادر مکرم کے مشورے سے انھوں نے مجھے بھی مقالہ لکھنے اور اس میں شریک ہونے کی دعوت دی۔موضوع تھا:''عربی اور اردو کی چند قدیم وجدید تفاسیر''۔کسی سیمینار میں مقالہ پیش کرنے کا شاید یہ میرے لیے پہلا موقع تھا۔وقت بہت کم تھا لیکن کسی طرح مقالہ تیار ہو گیا۔علی گڑھ سے سفر کر کے چنروٹا پہنچا۔وہاں یہ دیکھ کر کچھ ڈر سا محسوس ہوا کہ جس پروگرام میں مجھے مقالہ پیش کرنا ہے،اس کی صدارت خطیب الاسلام مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری رحمہ اللہ فرما رہے ہیں۔خیر ہمت جٹا کر میں نے مقالہ پڑھا،مولانا رحمانی کو مقالہ پسند آیا،انھوں نے اپنی دعاؤں سے نوازا،مولانا عبداللہ مدنی جھنڈانگری نے بھی فرمایا کہ اتنے کم وقت میں اتنا تفصیلی مقالہ قابل تعریف ہے اور پھر بعد میں ماہنامہ نور توحید میں کئی قسطوں میں یہ مقالہ انھوں نے شائع بھی کیا۔

اسی سفر میں برادرم عبدالمنان سلفی کی ایک اور صفت سامنے آئی۔نیپال میں جہاں میری دادی کا میکہ ہے،اس بستی کا نام پتھر دیا ہے۔اس بستی کی مشہور شخصیت راحت بابا جن کو ہم لوگ بڑے ابا کہتے تھے،میری دادی کے بھتیجے تھے۔مجھے اپنے گھر سے یہ بات معلوم تھی کہ میری دادی کی ایک بھتیجی جو میری پھوپھی تھیں،اپنے بچوں کے ساتھ چنروٹا میں آباد ہو گئی تھیں۔وہ بچپن میں مجھے بہت عزیز رکھتی تھیں،عرصہ ہوا ان سے میری ملاقات نہیں ہو سکی تھی۔پروگرام کے بعد جب میں نے برادر محترم سے یہ خواہش ظاہر کی کہ ان سے مجھے ملاقات کرنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے تو انھوں نے فرمایا کہ یہاں ابھی آبادی بہت مختصر ہے۔ لوگوں سے پوچھنے پر پتا چل سکتا ہے، چنانچہ ہم دونوں ان کے گھر کی تلاش میں نکلے اور آخر کار ان کے گھر پہنچ گئے۔ پھوپھی نے دیکھا تو بہت خوش ہوئیں، ہم دیر تک ان کے یہاں رہے اور چائے ناشتے کے بعد واپس آئے۔ پروگرام اور انتظام کی اس مصروفیت میں انھوں نے وقت نکال کر مجھے میرے رشتہ داروں سے ملاقات کرنے میں مدد فرمائی۔ یہ ان کی خرد نوازی اور محبت تھی جس کا مجھے ذاتی طور پر تجربہ ہوا۔

مولانا عبدالمنان سلفی کو اللہ نے کئی ایک خوبیوں سے نوازا تھا۔ مولانا عبداللہ مدنی جھنڈانگری کے وہ بہت قریب اور پر اعتماد تھے۔ مدرسہ نسواں کو ترقی دینے میں ان کی خدمات کو بھی بڑا دخل ہے۔ داخلی اور خارجی ہر دو قسم کی ذمہ داریاں ان کے سر تھیں اور اپنی کسی ذمہ داری کو نبھانے میں وہ پیچھے نہیں رہتے تھے۔ دنیاوی لالچ اور حرص سے اللہ نے انھیں بہت دور رکھا تھا۔ بے غرض ہو کر پوری دل جمعی اور ایمان داری سے ہر کام کیا کرتے تھے۔

مولانا عبداللہ مدنی رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد ان کے بھائیوں نے ادارے کو بڑی ذمہ داری سے سنبھالا ہے اور قدم قدم پر برادر مکرم مولانا عبدالمنان سلفی کا مشورہ اور ان کا تعاون انھیں حاصل رہا ہے بلکہ مولانا مدنی کی وفات کے بعد وہ ایک طرح سے ادارے کے سرپرست کی حیثیت سے معاملات کو دیکھتے تھے اور مدرسہ کے ذمہ دار تمام نوجوان انھیں اپنی ہی فیملی کا ممبر اور رہنما سمجھتے تھے۔

ایک بار وطن گیا تو برائے زیارت و ملاقات جامعہ سراج العلوم میں حاضری دی۔ معمول کے مطابق ظہر کے بعد گھر پر دسترخوان بچھا اور کھانا کھایا گیا۔ حال احوال کے علاوہ دل چسپی کے موضوعات پر باتیں کرتے رہے۔ عصر کا وقت ہوا تو نماز کے لیے جامعہ کی مسجد میں داخل ہوئے۔ جماعت کے بعد انھوں نے اعلان کر دیا کہ طلبہ اور اساتذہ ذکر و اذکار کے بعد مسجد میں رکیں، رفیق احمد رئیس سلفی علی گڑھ کا خطاب ہوگا۔ اس اچانک اعلان سے مجھے حیرانی ہوئی، میں نے عرض کیا: یہ آپ نے کیا کیا، ذرا پہلے سے بتا دیتے تو میں ذہنی طور پر تیار ہو جاتا۔ فرمایا: شب و روز لکھتے پڑھتے اور تقریریں کرتے ہو کیا اب بھی کسی تیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ چلو اعلان ہو چکا ہے اور منبر پر بیٹھ کر خطاب کرو۔ ان کا حکم تھا، ٹالا نہیں جا سکتا تھا اور فوری طور پر طلبہ کی علمی رہنمائی کے لیے جو باتیں ذہن میں آئیں، انھیں ٹوٹی پھوٹی زبان میں بیان کر دیں۔ بعد میں کہنے لگے دیکھو کتنا موثر خطاب تھا، طلبہ کے لیے کتنی قیمتی باتیں سامنے آگئیں۔ تم بلا وجہ پریشان ہو رہے تھے۔ میں نے برادر مکرم کے اس یقین اور اعتماد پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

جامعہ میں تعلیم جاری تھی، میں پہنچا تو چائے وائے کے بعد کہا چلو میری کلاس میں۔ میں نے عرض کیا: آپ جائیں، میں یہیں مہمان خانے میں آپ کا انتظار کرتا ہوں۔ لیکن اصرار کر کے ساتھ لے گئے۔ یاد آتا ہے کہ جامعہ کے منتہی طلبہ کی کلاس تھی اور عقیدہ کی کوئی کتاب زیر درس تھی۔ انھوں نے فرمایا: میں یہاں یہ پیریڈ لینے کے لیے تمھیں لایا ہوں، آج کلاس تم لوگے۔ میں نے عرض کیا: بھائی صاحب! جامعہ سلفیہ سے نکلنے کے بعد میں نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کسی عربی مدرسے میں پڑھایا نہیں اور نہ اس کا کوئی تجربہ ہے اور وہ بھی عقیدہ کی کوئی مشکل کتاب، میرے بس کی بات نہیں لیکن انھوں نے کوئی عذر قبول نہیں کیا اور مجھے اسلامی عقیدہ کے تعلق سے کچھ باتیں عرض کرنا پڑیں۔ میں نے عقیدہ اسلامی کی اساسیات بیان کیں اور پھر یہ عرض کیا کہ ان میں کسی طرح کا کوئی جمود نہیں ہے بلکہ ہر دور میں پیدا ہونے والے ایسے افکار وخیالات جو عقیدہ اسلامی کی اساسیات کو متاثر کرتے یا ان سے ٹکراتے ہوں، ان پر نصوص کو صحیح صحیح منطبق کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ جو کتاب آپ کے زیر درس ہے، اس کی مکمل تفہیم کے لیے ضروری ہے کہ آپ مصنف کے دور کے حالات اور ان کے معاصر افکار ونظریات بھی ذہن میں رکھیں اور پھر یہ دیکھنے کی کوشش کریں کہ مصنف نے اپنے دور کے کن کن افکار پر کس طرح تنقید کی ہے اور نصوص کو اپنے دور کے حالات پر کس طرح منطبق کیا ہے۔

میری اس ٹوٹی پھوٹی تقریر سے برادر گرامی بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ عقیدے کی کلاس میں تمھیں اسی لیے لے کر آیا تھا کہ تم اپنے انداز میں طلبہ کو درس دے سکو، کتاب پڑھوانا مقصد نہیں تھا۔ یہ برادر گرامی کا میرے تئیں حسن ظن تھا ورنہ مجھے اپنے علم کی حدود کا اندازہ ہے اور میں کسی غلط فہمی کا شکار کبھی نہیں رہا۔ بڑوں کو تو جانے دیں مجھے اپنے چھوٹوں سے بھی استفادہ کرنے میں آج بھی کوئی عار نہیں ہے۔ بہت سے دوست احباب میری اس عادت سے اچھی طرح واقف ہیں۔

ان کی علم دوستی اور مسلکی غیرت وحمیت کا ایک بڑا خوبصورت تجربہ اس وقت ہوا جب مقامی جمعیۃ اہل حدیث سول لائنس علی گڑھ نے ''علوم الحدیث: مطالعہ وتعارف'' کے زیر عنوان ایک دوروزہ قومی سیمینار کیا۔ اس سیمینار کا پس منظر بھی بڑا دلچسپ اور تاریخی ہے۔ میں اپنے وطن گیا ہوا تھا، ایک دن یہ خیال آیا کہ شیخ صلاح الدین حفظہ اللہ اس وقت اپنے وطن آئے ہوئے ہیں کیوں نہ جاکر ان سے ملاقات کرکے آئیں۔ چنانچہ ایک دوست کے ساتھ ان کے گاؤں ''اونرہوا'' حاضر ہوا۔ شیخ موصوف سے تفصیلی ملاقات ہوئی، آپ نے فرمایا کہ علی گڑھ ایک علمی جگہ ہے، وہاں جماعت کے لیے آپ حضرات کو کوئی علمی اور تحقیقی کام کرنا چاہیے۔ میں نے عرض کیا: کام تو کئی ایک کیے جاسکتے ہیں لیکن اصل مسئلہ سرمایہ کا ہے، اس کا انتظام وہاں مشکل ہے۔ شیخ صلاح الدین صاحب نے فرمایا کہ جاؤ ایک سیمینار منعقد کرو، اس کے اخراجات کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔ علی گڑھ واپس آکر بعض احباب کے ساتھ مل کر ''علوم الحدیث: مطالعہ وتعارف'' کے مرکزی عنوان کے تحت ایک سیمینار کا خاکہ بنایا اور سیمینار کے لیے اہل علم کو دعوت نامے ارسال کردیے گئے۔ شیخ صلاح الدین مدنی حفظہ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور ایک تاریخی سیمینار علی گڑھ کی تاریخ میں پہلی بار منعقد ہوا۔ جماعت کی معتبر شخصیت مولانا عبدالحمید رحمانی رحمہ اللہ نے افتتاحی اجلاس سے ایسا خطاب فرمایا کہ آج بھی لوگ اس تقریر کو یاد کرتے ہیں۔ اقراء پبلک اسکول کے پرنسپل محمد شریف خاں مرحوم نے مجھ سے فرمایا کہ مسلک اہل حدیث کے فکر اور اس کے منہج پر اتنی علمی اور موثر تقریر میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں سنی۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سیمینار کے بعد مرحلہ تھا مقالات کے مجموعے کی اشاعت کا۔ میں نے اسے مرتب کرلیا تھا، افتتاحی اجلاس اور اختتامی اجلاس کی تقریریں بھی کیسٹوں سے نقل کرلی تھیں۔ اشاعت کی بہ ظاہر کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی۔ برادر گرامی مولانا عبدالمنان سلفی جو خود اس سیمینار کا حصہ تھے، انھوں نے اپنے ماہنامہ مجلّہ السراج میں اس سیمینار کی تفصیلی روداد شائع کی تھی۔ ماہ رمضان سے قبل ان سے رابطہ ہوا اور مجموعے کے سلسلے میں اپنی مشکلات کا تذکرہ کیا۔ اس وقت انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن جب رمضان میں ان کا سفر ہوا تو ایک رفاہی جہت سے انھوں نے اشاعت کا مکمل نہ صرف انتظام کرادیا بلکہ آناً فاناً رقم بھی موصول ہوگئی اور پھر مقالات کا مجموعہ خوبصورت انداز میں شائع ہوا جو آج بھی حدیث کے طلبہ کے لیے ایک اہم مرجع کی حیثیت رکھتا ہے۔ دارالسّلفیہ لاہور سے بھی اس کی اشاعت ہوچکی ہے۔ ہمارے ملک میں اب تک اس کی دوسری اشاعت نہیں ہوسکی ہے، حق طبع کسی کے لیے محفوظ نہیں ہے، ہمارا جو ادارہ بھی چاہے، اسے شائع کرسکتا ہے۔ استاذ محترم ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری رحمہ اللہ اور مولانا عبدالحمید رحمانی رحمہ اللہ نے مجموعہ کی اشاعت پر مبارک باد دی اور اپنی دعاؤں سے نوازا۔ یہ عظیم الشان علمی اور دستاویزی کام محض برادر مکرم کی توجہ، عنایت اور دلچسپی سے مکمل ہوا۔ اللہ ان کے حق میں اس خدمت کو صدقۂ جاریہ کی حیثیت سے قبول فرمائے اور اسے ان کی حسنات میں اضافہ کا موجب بنائے۔

ماہنامہ السراج میرے نام جاری ہے، رجسٹر میں اس کا اندراج بھی ہے لیکن حیرت کی بات ہے کہ وہ مجھے ڈاک کے ذریعے موصول نہیں ہوتا۔ مولانا خیراللہ گورکھپوری مرحوم ان دنوں السراج کا آفس دیکھتے تھے۔ انھوں نے بھی جب سنا تو تعجب کا اظہار کیا اور پھر اس کا حل یہ نکالا گیا کہ سال مکمل ہونے پر جب سال کے تمام شمارے مجلد کرائے جاتے ہیں تو کسی طرح ایک جلد تمھارے پاس بھی پہنچ جائے۔ اس وقت دو تین جلدیں دستیاب تھیں، انھیں دلوایا اور پھر کئی سالوں تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

ایک بار فیملی کے ساتھ وطن گیا ہوا تھا، میرے تین چھوٹے بچوں نے ضد کی کہ نیپال دیکھیں گے۔ ان کو گھمانے کے لیے جھنڈانگر پہنچا۔ مارکیٹ سے جو کچھ بچوں کو دلانا تھا، اسے دلاکر جامعہ حاضر ہوا۔ مولانا سے ملاقات ہوئی تو بہت خوشی کا اظہار کیا۔ بچوں کو اصرار کرکے گھر لے گئے اور اہلیہ محترمہ کے ہاتھوں انھیں تحفے دلائے۔ میں نے عرض کیا: اس تکلف کی کیا ضرورت تھی؟ فرمایا: یہ تمھارے بچوں کا حق تھا، ایک تو ویسے بھی وطن کم آتے ہو، بچوں کو بھی کبھی کبھی لاتے ہو۔ اچھا ہوا تم بچوں کو ساتھ لے آئے اور ان سے ملاقات کرادی۔ اہلیہ کے ساتھ آتے تو مزید خوشی ہوتی۔

ایک بار استاذ محترم مولانا عبدالحنان صاحب فیضی کے گھر کھانا کھانے کا اتفاق ہوا۔ مولانا کو جامعہ کی طرف سے الگ سے فلیٹ ملا ہوا تھا جہاں وہ بھائی عبدالمنان سلفی کی والدہ محترمہ کے ساتھ رہتے تھے۔ دسترخوان پر بھائی عبدالمنان صاحب کے علاوہ ان کے دو چھوٹے بیٹے بھی موجود تھے جن کو استاذ محترم بڑی شفقت و محبت سے کہہ کہہ کر کھانا کھلا رہے تھے۔ استاذ محترم کے یہاں بھی بہت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سادگی تھی، ہٹو بچو کا کوئی معاملہ نہیں تھا۔ کھانے سے فراغت کے بعد جب نیچے مہمان خانے میں پہنچا تو انھوں نے کسی کو بھیج کر پان منگوایا، پان خوری کی یہ بیماری ہم دونوں میں مشترک تھی، ہر ملاقات میں چائے کے بعد پان خوری ضرور کی جاتی تھی۔ شرعی مسئلہ کے طور پر اس کی حیثیت تو ہمارے مفتیان عظام طے فرمائیں گے لیکن لطیفہ کے طور پر اپنا ایک مشاہدہ ذکر کر دوں۔ ایک مجلس میں استاذ محترم ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری رحمہ اللہ، ڈاکٹر عبدالرحمٰن عبدالجبار فریوائی اور بعض دیگر اہل علم بھی موجود تھے۔ ازہری صاحب نے اپنی عادت کے مطابق بٹوا نکالا اور اپنے لیے پان کے لوازمات ترتیب دینے لگے۔ فریوائی صاحب نے فرمایا: ڈاکٹر صاحب! اب تو اسے چھوڑ دیں، کئی حضرات کے فتوے آچکے ہیں۔ ازہری صاحب نے جواب دیا: یہ فتوی اگر شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کی دعوت توحید کے ساتھ ہندوستان آیا ہوتا تو آج اس کی نوبت نہ آتی۔ آپ حضرات اس کا فتوی بہت دیر سے لے کر آئے ہیں۔

درمیان میں پان خوری کی بات آگئی، اس لیے یہ واقعہ بھی جو کسی لطیفہ سے کم نہیں، قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا ہے، عرض یہ کر رہا تھا کہ استاذ محترم کی چھوٹے پوتوں کے ساتھ شفقت و محبت دیکھی تو اس کا ان سے بطور خاص تذکرہ کیا کہ اللہ کی شان دیکھیں کہ آپ کے دادا کے صرف ایک بیٹے، آپ کے والد صاحب صرف ایک بیٹے کے باپ اور ماشاء اللہ اللہ نے کئی نسلوں کی کمیاں آپ کے ذریعے پوری فرمادیں۔ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ابا اماں شب و روز بچوں کے ساتھ ہی مصروف رہتے اور دل بہلاتے ہیں۔ برادر محترم کو اللہ نے ۱۴/ بچوں سے نوازا ہے جن میں آٹھ بیٹے ہیں اور چھ بیٹیاں۔ اللہ سب کو خوشیاں عطا فرمائے اور وہ اپنے خاندان کا نام روشن کریں۔ ''چمنستان حدیث'' میں جہاں مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ نے مولانا عبدالمنان سلفی صاحب کا سوانحی خاکہ لکھا ہے تو اپنی عام عادت کے مطابق کثیر العیال سے متعلق ان کے تحریر کردہ ایک جملے کو خوبصورت مزاح میں تبدیل کر دیا ہے۔

بھائی عبدالمنان سلفی اپنے سینے میں ایک دردمند دل رکھتے تھے، ضرورت کسی کی بھی ہو، جائز حد تک اس کو پوری کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ طالبان علوم نبوت خاص طور پر ذہین، باصلاحیت اور نیک عادات و اطوار کے حامل طلبہ سے انھیں خصوصی لگاؤ تھا اور ان کے مسائل حل کرنے میں کسی طرح کے لیت و لعل سے کام نہیں لیتے تھے۔ ان کی اس طبیعت ثانیہ کی وجہ سے نا معلوم کتنے طلبہ کو فیض پہنچا ہوگا اور آج وہ میدان عمل میں سرگرم ہوں گے۔ کتنے سعادت مند فیض یافتگان ایسے ہوں گے جو انھیں یاد کر کے ان کے حق میں دعائیں کرتے ہوں گے۔ یہی تو وہ ایصال ثواب کا مسنون طریقہ ہے جس کی بابت حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے تذکرہ فرمایا ہے۔ مجھے ذاتی طور پر اس کا ایک تجربہ اس وقت ہوا جب میں اپنے خاندان کے ایک چچازاد بھائی کو جامعہ سراج العلوم میں داخلہ دلانے کے لیے لے گیا۔ اس کی پوری حکایت یہ ہے کہ میں وطن میں تھا کہ ایک دن میرے خاندان کی ایک چچی صاحبہ تشریف لائیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اورانھوں نے کہا کہ بھیا میرا بیٹا کہہ رہا ہے کہ اب تعلیم نہیں حاصل کروں گا بلکہ ممبئی جاؤں گا۔وہ کسی طرح سے پڑھنے کے لیے تیار نہیں ہے۔میں نے چچا زاد بھائی کو بلایا اور سمجھایا۔ان کی سعادت مندی تھی کہ میری بات مان گئے۔اب سوال یہ تھا کہ داخلہ کس مدرسے میں دلایا جائے۔داخلہ کا وقت بھی ختم ہورہا تھا۔خیر میں نے اللہ کا نام لیا اور انھیں ساتھ لے کر جامعہ سراج العلوم جھنڈا نگر پہنچا۔ بھائی عبدالمنان صاحب سے صورت حال بتائی اور یہ بھی عرض کیا کہ میرا یہ چچازاد بھائی الحمدللہ بہت ذہین ہے اور ذہین بچے عموماً تھوڑی بہت شرارت بھی کرتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ کی سرپرستی میں رہیں گے تو تعلیم بھی حاصل کرلیں گے اور ان کی بچپن والی شرارتیں بھی کم ہوجائیں گی۔

برادر معظم نے میری درخواست قبول فرمائی اور چچازاد بھائی جامعہ سراج العلوم جھنڈا نگر کے طالب علم بن گئے۔دوسرے یا تیسرے سال جب وطن گیا اور حسب معمول ان سے ملاقات کے لیے جامعہ سراج العلوم پہنچا تو انھوں نے بتایا کہ آپ کا عزیز پڑھنے میں ماشاءاللہ بہت ذہین ہے لیکن دارالاقامہ کے ضابطوں کی خلاف ورزی کرتا رہتا ہے،اگر تمہارا خیال نہ ہوتا تو اس کا اخراج کردیا جاتا۔میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور درخواست کی کہ اپنی سرپرستی جاری رکھیں۔اسی موقع پر میرے انتہائی محترم استاذ مولانا عبدالرشید مدنی حفظہ اللہ نے بھی ان کی ذہانت کی تعریف کی۔بعد میں کسی وجہ سے وہ جامعہ سراج العلوم بونڈیہار چلے گئے اور پھر وہاں سے میرے چھوٹے بھائی عزیزم اشتیاق احمد مدنی سلمہ کی سرپرستی میں صفا شریعت کالج ڈومریا گنج پہنچ گئے۔مولانا عبدالواحد مدنی حفظہ اللہ کی خصوصی توجہ اور عنایت رہی۔صفا شریعت کالج سے انھوں نے سند فراغت حاصل کی۔جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ مل گیا اور پھر وہاں سے امتیازی نمبرات سے بی۔اے اور ایم۔اے کیا اور اب الحمدللہ صفا شریعت کالج میں تدریس کے علاوہ کئی ایک انتظامی ذمہ داریاں بھی سنبھالے ہوئے ہیں۔مولانا عبدالواحد مدنی حفظہ اللہ ان کی کارکردگی سے مطمئن اور خوش ہیں۔اس طرح بھائی عبدالمنان سلفی صاحب کی خصوصی توجہ اور طلبائے مدارس سے دلی ہمدردی کی وجہ سے وہ طالب علم جو تعلیم سے کسی وجہ سے بے زار ہوگیا تھا،اس کی زندگی سنور گئی،الحمدللہ آج وہ میرا عزیز ہمارے خاندان کے لیے باعث صد افتخار ہے اور اصول فقہ اسلامی میں متخصص کی حیثیت سے اپنی خدمات انجام دے رہا ہے۔لاک ڈاؤن میں تدریسی ضرورت کے لیے اصول فقہ پر وہ ویڈیوز بھی بنارہے ہیں۔موضوع سے دل چسپی رکھنے والے حضرات اور عزیز طلبہ یوٹیوب پر ان کے یہ دروس دیکھ سکتے ہیں۔اللہ نے انھیں بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے،ابھی انھوں نے علوم قرآن پر ایک کتاب بھی ترتیب دی ہے جو میرے زیر مطالعہ ہے،ان شاءاللہ جلد ہی اس کی اشاعت زیر عمل آئے گی۔

یہاں جامعات اور مدارس کی محترم انتظامیہ اور ان کے باوقار اساتذہ سے درخواست کروں گا کہ ان کا بنیادی مقصد نئی نسل کی تعلیم وتربیت ہے۔مختلف سماجی پس منظر رکھنے والے طلبہ دینی مدارس کا رخ کرتے ہیں۔کئی طرح

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی ان کے اندر کمیاں ہوتی ہیں، ماضی کی بعض غلط صحبتوں کی وجہ سے مزید خرابیاں ان کے اندر پیدا ہوسکتی ہیں۔ دارالاقامہ کی زندگی گزارتے ہوئے ان سے کئی طرح کی غلطیاں ہوسکتی ہیں، ان میں سے بعض کی سرکشی بھی سامنے آسکتی ہے۔آپ حضرات کی ذمہ داری ہے کہ ان کی عادتیں سدھارنے کی دردمندانہ کوشش فرمائیں۔ آپ حضرات سے بہ صد احترام درخواست ہے کہ طلبہ کے اخراج کے سلسلے میں عجلت سے کام نہ لیں۔ بسااوقات کسی استاذ کی انتقامی کارروائی سے بہت سے طلبہ کی زندگیاں تباہ ہوجاتی ہیں اور ان کے خاندان پر بھی اس کے منفی اثرات پڑتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ایک بار سراج العلوم پہنچا تو پتا چلا کہ جامع مسجد میں کوئی اہم میٹنگ ہورہی ہے جس میں بھائی عبدالمنان صاحب مصروف ہیں۔ میں انتظار کرتا رہا جب وہ میٹنگ سے فارغ ہوکر آئے تو میں نے پوچھا کہ کس بابت میٹنگ تھی۔ فرمایا: یار ایک طالب علم بہت شریر ہے، اس سے کئی طلبہ متاثر ہورہے ہیں، اس کے اخراج کا فیصلہ لینا تھا چنانچہ فیصلہ لے لیا گیا۔ میں نے عرض کیا کہ بھائی صاحب! اس روایت کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ کیا آپ کے اخراج کردینے سے وہ طالب علم سدھر جائے گا یا اپنے والدین کے لیے مزید باعث اذیت بن جائے گا۔ انفرادی طور پر اساتذہ کرام ایسے طلبہ کو سمجھائیں، ان کی نفسیات سمجھنے کی کوشش کریں اور اس کے یہاں جو کمزوری ہے، اسے دور کرنے کی کوشش کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ دینی مدارس کے طلبہ الحمد للہ سرکشی اور بغاوت سے کوسوں دور ہیں۔ انھیں اعتماد میں لے کر ان کی زندگیوں کو سنوارا جاسکتا ہے۔ بھائی عبدالمنان صاحب نے پوری ہمدردی سے میری بات سنی اور فرمایا کہ تمھاری بات غلط نہیں ہے لیکن مدرسے کے داخلی انتظامات کو درست رکھنا بھی ضروری ہے۔

مجھے یاد ہے ایک بار جامعہ سلفیہ بنارس میں چوری کی کوئی واردات ہوگئی۔ ناظم دارالاقامہ (یہاں نام لکھنا مناسب نہیں) نے حکم صادر فرمادیا کہ تمام طلبہ کی تلاشی لی جائے۔ تلاشی ابھیان کے دوران ایک منتہی طالب علم کے صندوق سے ان کی کوئی تصویر نکل آئی جو کسی جونیر طالب علم کے ساتھ تھی۔ مقدمہ پیش ہوا، تصویر میں وجہ اشتراک پوچھی گئی۔ جو جواب دیا گیا، اس سے ناظم محترم مطمئن نہیں ہوئے اور کئی ایک اندیشوں کا اظہار فرما کر ان کا اخراج کردیا گیا۔ وہ تو اللہ نے مدد کی اور انھوں نے بنارس ہندو یونیورسٹی میں داخلہ لے کر اپنی تعلیم مکمل کی اور آج ایک کامیاب مدرس اور منتظم بن کر ایک تعلیمی ادارے کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اسلام میں الزام لگانے اور کسی کو متہم کرنے کے اصول اور ضابطے بنے ہوئے ہیں، محض کسی شک کی بنیاد پر ایسا الزام عائد کرنا سنگین جرم ہے، یہ الزام تو کسی بھی شریف انسان کی پوری شخصیت کو ختم کردے گا۔ استاذ اور طالب علم کا رشتہ اور انتظامیہ اور طلبہ کا باہمی تعلق سوال کھڑا کرنے سے آج اگرچہ مانع ہے اور کسی فیصلے کے خلاف جانا بغاوت اور سرکشی ہے لیکن اللہ کی عدالت اس طرح کے تمام تحفظات اور نزاکتوں سے پاک ہے، وہاں ہر مظلوم کو انصاف ملے گا، یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ کسی کی کوئی زیادتی کسی کے خلاف قابل قبول

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوسکتی۔

عمر کے اس مرحلے میں اس واقعہ پر غور کرتا ہوں تو حد درجہ افسوس ہوتا ہے۔ الزام اور تہمت لگانے کے لیے اسلامی ضابطے کتنے سخت ہیں۔ اگر الزام لگانے والا گواہ پیش نہ کر سکے تو الٹا مجرم قرار پاتا ہے اور اسے سزا دی جاتی ہے اور یہاں ہمارے مدارس جہاں شب و روز اسلام ہی پڑھایا اور سکھایا جاتا ہے، ان کے کیمپس میں اس طرح کے حادثات اور واقعات رونما ہوجاتے ہیں اور ہمارے ایمان واسلام پر کوئی آنچ نہیں آتی۔ ہمارے محترم اساتذہ یہ بات یاد رکھیں کہ ذاتی عناد اور پسند وناپسند یا دنیا دار اور جاہ پسند انتظامیہ کی نظر میں سرخروئی حاصل کرنے کی غرض سے اگر کسی طالب علم کی زندگی کے ساتھ آپ نے کھلواڑ کیا تو اس کی جواب دہی بہت سخت ہوگی اور آپ کو قیامت کے دن سخت محاسبہ سے بچانے والا بھی کوئی نہیں ہوگا۔ وہ طالب علم صرف ایک فرد نہیں بلکہ اپنے بھرے پرے خاندان کا چشم وچراغ ہے اور آنے والی اپنی کئی نسلوں کا سرپرست اعلی ہے۔ اس کی کامیاب اور خوش حال زندگی کئی معاصر اور آنے والی زندگیوں کی کامیابی اور خوش حال زندگی کی ضمانت ہے۔ معلّمی ایک بڑا محترم اور مقدس پیشہ ہے، قوم وملت کے بچے ایک معلم کے سپرد اس لیے کیے جاتے ہیں کہ وہ ایک شفیق استاذ اور محبت کرنے والا باپ بن کر ان کو بنائے اور سنوارے گا۔ اگر یہ صفت کسی معلم کے اندر موجود نہیں ہے تو خدارا روزی روٹی کے لیے کوئی اور ذریعہ تلاش کرلے، مدرسے میں معلم بن کر معصوم زندگیوں کو تباہ کرنے کی کوشش نہ کرے۔

برادر مکرم کو خاکسار کے سلسلے میں یہ حسن ظن تھا کہ کوئی علمی ذمہ داری یہ نبھا سکتا ہے، ان کے اعتماد کا حال یہ تھا کہ اس بابت میرے کسی عذر کو وہ قبول نہیں کرتے تھے۔ جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر میں پچھلے سال جب ایک بڑی عالمی کانفرنس جامعہ کے جدید کیمپس میں منعقد کی گئی تو اس میں ایک سیمینار بھی رکھا گیا تھا جس میں علوم اسلامی سے تعلق رکھنے والے متنوع موضوعات تھے۔ مجھے انھوں نے جو موضوع دیا تھا، اس کا تعلق براہ راست مدارس کے اساتذہ سے تھا۔ یعنی "دینی مدارس میں تدریس حدیث کے طرق واسالیب"۔ میں نے ایک ملاقات میں عرض کیا کہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا موضوع متعین کردیں جو میرے حسب حال ہو۔ شرکائے مجلس میں سے کئی لوگوں نے میری تائید بھی کی کہ ہاں رفیق صاحب نے کبھی کسی دینی مدرسے میں تدریس کی خدمت انجام نہیں دی ہے تو وہ اس موضوع کے ساتھ انصاف نہیں کرسکیں گے لیکن برادر محترم نے فرمایا کہ میں نے کچھ سوچ کر یہ موضوع رفیق کو دیا ہے اور جو میں چاہتا ہوں، وہ مدرسے کا کوئی استاذ نہیں بلکہ صرف تم لکھ سکتے ہو۔ چنانچہ موضوع پر مفصل مقالہ لکھ کر پروگرام میں حاضر ہوا، علی گڑھ کے بھی کئی ایک احباب تھے۔ ایک بڑی کانفرنس کے درمیان علمی سیمینار منعقد کرنا خاصا مشکل ہوتا ہے۔ وہاں کچھ پتا ہی نہیں چل رہا تھا کہ سیمینار کب اور کہاں ہوگا۔ دوسرے دن فجر کے بعد وہ تشریف لائے اور فرمایا کہ سیمینار جدید کیمپس کی وسیع مسجد میں ہوگا۔ صبح

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نو بجے اس کا آغاز ہونا ہے۔سیمینار کی کارروائی تمھیں آگے بڑھانی ہے۔اسٹیج سے اعلان ہوگیا اور تمام مقالہ نگار حضرات وقت پر مسجد میں جمع ہوگئے اور انھوں نے اپنے اپنے مقالے پیش کیے۔کانفرنس کے بعد جب ماہنامہ السراج کا خصوصی نمبر شائع ہوا تو انھوں نے ترجیحی طور پر میرے مقالے کو شامل اشاعت فرمایا۔دی فری لانسر ویب پورٹل پر بھی یہ مقالہ موجود ہے،دل چسپی رکھنے والے احباب چاہیں تو اس کو انٹرنیٹ پر پڑھ سکتے ہیں۔خاکسار نے اپنے ذاتی تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں تدریس حدیث کے تعلق سے کئی ایک تجاویز پیش کی ہیں جن پر اگر عمل کیا جائے تو خاطر خواہ نتائج سامنے آسکتے ہیں۔بھائی عبدالمنان سلفی نے فرمایا کہ تدریس حدیث کے تعلق سے میں جو کچھ کہنا چاہتا تھا، وہ تمہارے مقالے میں آگیا ہے اور میرا مقصد پورا ہوگیا ہے۔ان کی اس حوصلہ افزائی پر میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔

جماعت اہل حدیث کے لیے ان کی خدمات اور قربانیوں کا تذکرہ جماعت کے ارباب حل وعقد کی ذمہ داری ہے۔خدا کرے کہ ہماری تنظیم کے ذمہ داران ان کی تمام خدمات کو تحریری شکل دے دیں تاکہ وہ ہمیشہ کے لیے محفوظ ہوجائیں۔صورت حال کا مشاہدہ اور مطالعہ بتاتا ہے کہ زبانی گفتگو کے سوا اس پہلو سے مزید کچھ کرنے کی امید کم ہی ہے،ممکن ہے ﴿أليس منكم رجل رشيد﴾ کی صدا سن کر کوئی صاحب قلم سامنے آجائے اور اس شعبے میں برادر گرامی نے جو نمایاں خدمات انجام دی ہیں،ان کو قلم بند کردے۔ہندوستان کی طرح نیپال کی جمعیت اہل حدیث کی بھی انھوں نے بہت خدمت کی ہے۔دیکھیے ان کی شخصیت کے اس پہلو کو ابھارنے کی توفیق کس کے حصے میں آتی ہے۔

گزشتہ کئی سالوں سے ان کی دعوتی سرگرمیوں میں خاصا اضافہ ہوگیا تھا اور علاقے کا کوئی دینی جلسہ ہو،اس میں ان کی شرکت ضروری خیال کی جاتی تھی۔اپنے داعیانہ مزاج کی وجہ سے وہ کسی دعوت کو ٹھکرا نہیں سکتے تھے چنانچہ دن بھر تدریس اور انتظامی ذمہ داریوں کی تکمیل کے بعد سرشام جلسہ گاہ کے لیے نکل جاتے،جلدی فرصت مل جاتی اور جلسے کا مقام مدرسے سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہوتا تو رات ہی کو واپس آجاتے نہیں تو فجر کے بعد روانہ ہوتے اور مدرسے کے وقت میں حاضر ہوکر اپنے فرائض کی ادائیگی میں مصروف ہوجاتے۔ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ تحریر وتصنیف کے لیے یکسوئی بہت ضروری ہے،آپ ذرا یہ ذمہ داری کم کریں ورنہ اپنے منصوبے کے مطابق تصنیف وتالیف کا کام نہیں کرسکیں گے۔انھوں نے فرمایا:اس دعوتی مصروفیت کا اثر میری تحریری کاوشوں پر پڑ رہا ہے لیکن لوگ پیچھا نہیں چھوڑتے ، مجبور ہوجاتا ہوں اور جلسوں میں شرکت کرنی پڑتی ہے۔برادر مکرم کو اللہ تعالیٰ نے تصنیف وتالیف کا جو ذوق عطا فرمایا تھا اور ان کی تحریر میں جو برجستگی اور ادبی حسن تھا،اس کا کلی اظہار تو نہیں ہوسکا لیکن انھوں نے جو کچھ لکھا ہے، وہ ان کا نام روشن اور زندہ رکھنے کے لیے کافی ہے۔

مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند نے جب پاکوڑ کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا تو اس سے پہلے جماعت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی تاریخ اوراس کی اہم خدمات پر مشتمل ایک دستاویزی مجلّہ شائع کرنے کا بھی ارادہ کیا۔اس وقت جماعت کے ناظم مولانا اصغر علی امام مہدی صاحب تھے۔انھوں نے اس کام کے لیے مولانا خالد حنیف صدیقی کو مکلّف کیا۔خالد صاحب نے ناظم صاحب سے یہ کہا کہ رفیق احمد رئیس سلفی کو بھی اس کام میں شامل کرلیا جائے۔انھوں نے مجھ سے بات کی اور جماعت کی اس علمی خدمت کو باعث سعادت سمجھ کر میں نے حامی بھر لی۔خالد صاحب کو علی گڑھ آنے کی دعوت دی،ان کا بنایا ہوا خاکہ دیکھا،اس میں کچھ حذف واضافہ کیا اور میرے پاس جو موضوع سے متعلق مواد موجود تھا،وہ ان کے حوالے کیا،بعض چیزوں کی نشان دہی کی،انھوں نے جو کچھ لکھا یا جمع کیا تھا،اس پر نظر ثانی کی۔مجلّہ تیار ہوگیا تو ناظم عمومی صاحب نے اسے فائنل کرنے کے لیے برادر مکرم عبدالمنان سلفی صاحب کو دہلی بلایا،میں بھی حاضر ہوا اور دو دنوں میں مجلّہ کو آخری شکل دی گئی۔افسوس کی بات ہے کہ خالد صاحب نے ذمہ داران کے سامنے ہمارے تعاون کی کیا شکل بیان فرمائی کہ یہ دستاویزی مجلّہ تنہا ان کے نام سے شائع ہوا جب کہ نصف مجلّہ کی تیاری میں ہمارا تعاون شامل رہا تھا۔علمی کاموں میں اس طرح کی بے ایمانی ایک وبائی بیماری بن چکی ہے۔یہاں تکلیف اس بات پر نہیں کہ برادر مکرم اور میرا نام مجلّے پر نہیں آیا بلکہ دکھ اس رویے پر ہے جو علمی حلقوں میں عموم بلوی کی شکل اختیار کرگیا ہے۔

بھائی عبدالمنان سلفی اداراتی امور کا ایک طویل تجربہ رکھتے تھے،انتظامیہ کے محترم ذمہ داروں کے اشاروں کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔پورے اخلاص کے ساتھ بغیر کسی لاگ لپیٹ کے انھیں صحیح اور مناسب مشورے دیتے تھے۔میں نے ان کی یہ عادت کبھی نہیں دیکھی کہ انتظامیہ کی کسی مرحلہ میں مخالفت کرتے ہوں اور غیر متعلق لوگوں کے سامنے ان کی کارکردگی کا تذکرہ کرتے ہوں۔انھیں یہ بات اچھی طرح معلوم تھی کہ سسٹم میں رہ کر ہی سسٹم کو مفید اور کارآمد بنایا جاسکتا ہے۔اسی چیز کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے اداروں میں انتشار پیدا ہوتا ہے اور خاص مجلسوں کی باتیں مجمع عام میں گفتگو کا موضوع بنتی ہیں۔میرے ہم درس ساتھی برادر مکرم عطاء الرحمٰن سلفی بن مولانا عبدالرحمٰن برادر خرد خطیب الاسلام مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری نے مجھے بتایا کہ ایک بار مولانا عبدالمنان سلفی نے فون کیا کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔جھنڈانگر میں ایک فلیٹ جو میں نے کرایے پر لے رکھا ہے اور جس میں جھنڈانگر میں قیام کے دوران ٹھہرا کرتا ہوں،وہاں ملاقات کرنے کا وقت دیا۔وہ وقت مقررہ پر تشریف لائے اور انتظامی امور سے متعلق بعض باتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے رونے لگے۔ہمارے خاندان کی عادت ہمیشہ سے یہ رہی ہے کہ ناظم جامعہ کے کاموں میں کسی طرح کی مداخلت نہ کی جائے۔اگر کوئی مشورہ طلب کیا گیا ہے تو اپنی صواب دید کے مطابق بہتر مشورہ دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ظاہر ہے معاملہ نازک تھا اور بات چوں کہ معقول تھی اس لیے شمیم بھائی ناظم جامعہ سے میں نے براہ راست گفتگو کی اور الحمدللہ وہ مسئلہ حل ہوگیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ کیا تھا، یہ بھائی عطاء الرحمٰن سلفی صاحب نے مجھے نہیں بتایا اور نہ مجھے مسئلہ جاننے کی کوئی خواہش تھی، بات صرف مولانا عبدالمنان سلفی کے کردار وعمل کی کررہا تھا کہ انتظامی امور میں کوئی مسئلہ پیش آئے تو متعلق افراد ہی سے اسے حل کرایا جائے، ادھر ادھر بیان کرنے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ اسی طرح کی بعض چھوٹی باتوں کو شرپسند عناصر لے اڑتے ہیں اور رائی کا پربت بنا کر ایک چلتے ہوئے نظام کو خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بھائی عبدالمنان سلفی اپنے بزرگوں اور اصحاب علم وفضل کا احترام واکرام پوری طرح بجالاتے تھے۔اپنے بڑوں سے گفتگو کرتے ہوئے ان کے مقام ومرتبہ کا لحاظ رکھتے تھے۔اس طرح کے معاملات میں بسا اوقات بدمزگی کی صورت بھی پیدا ہوجاتی تھی لیکن وہ دونوں طرف سے توازن برقرار رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔بات ان دنوں کی ہے جب وہ مولانا عبدالحمید رحمانی رحمہ اللہ کے ادارے ''المعہد الاسلامی'' نئی دہلی میں تدریس کے فرائض انجام دے رہے تھے۔یہی وہ وقت تھا جب ادارے کی طرف سے مولانا عبدالمجید اصلاحی رحمہ اللہ ابن قیم الجوزیہ کی مشہور زمانہ کتاب ''زاد المعاد فی ھدی خیر العباد'' کے اردو ترجمہ کی خدمت پر مامور تھے۔ایک دن مولانا عبدالحمید رحمانی صاحب نے انھیں حکم دیا کہ روزانہ عصر کے بعد مولانا عبدالمجید اصلاحی صاحب کے کمرے میں جائیں اور ان کا کیا ہوا ترجمہ پڑھیں اور مجھے مطلع کریں کہ ترجمہ کس رفتار سے ہورہا ہے اور وہ متن سے کتنا ہم آہنگ ہے؟ بھائی عبدالمنان سلفی نے عرض کیا کہ مولانا میری عمر اور میرا تجربہ بہت کم ہے، میں مولانا اصلاحی کے بچوں جیسا ہوں، میری یہ مجال کہاں کہ میں ان کے ترجمے سے متعلق کوئی رپورٹ تیار کرکے آپ کی خدمت میں پیش کرسکوں، آپ یہ ذمہ داری کسی دوسرے بزرگ صاحب علم کے سپرد فرمادیں۔اس جواب سے مولانا رحمانی صاحب کو کوئی خوشی نہیں ہوئی لیکن بھائی عبدالمنان سلفی کو جو تربیت ملی تھی، یہ اسی کا اثر تھا کہ انھوں نے اس بڑے کام کے سلسلے میں مولانا رحمانی سے معذرت کرلی اور کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا جس سے ایک بزرگ کے احترام واکرام میں کوئی فرق آئے۔

اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ بارالٰہا! بھائی عبدالمنان سلفی کی قبر کو نور سے بھردے، ان کی تمام دینی، دعوتی، علمی، تصنیفی اور تدریسی خدمات کو قبول فرمالے اور ان کے تسامحات سے درگزر فرما اور اپنے محبوب ومقبول بندوں میں انھیں شامل فرما۔ان کے اہل خانہ کو صبر وہمت عطا فرما، بیٹوں کو توفیق دے کہ وہ اپنی والدہ محترمہ کی اسی طرح خدمت کرتے رہیں جس طرح والد مکرم کی زندگی میں کرتے تھے، بیٹیوں کو ہمت دے کہ وہ شفیق باپ کی جدائی برداشت کرسکیں۔باتیں ختم نہیں ہوں گی اور نہ بھائی عبدالمنان سلفی کی یادیں مٹ سکیں گی، اب وہ ایسی جگہ پہنچ چکے ہیں جہاں کے لیے شاعر مشرق علامہ اقبال کے طویل مرثیہ کا وہ آخری شعر ہی پڑھا جاسکتا ہے جو انھوں نے اپنی والدہ کی وفات پر لکھا تھا:

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شیر خان جمیل احمد عمری
برطانیہ

محبت وشفقت کا پیکر

إن العين تدمع والقلب يحزن ولا نقول إلا ما يرضى ربنا وإنا بفراقك يا شيخ عبدالمنان لمحزونون!

شیخ عبدالمنان سلفی جھنڈانگر رحمہ اللہ کے سانحہ انتقال کی خبر پڑھ کر مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے اپنے کسی قریبی عزیز بزرگ کا انتقال ہوگیا ہے۔ نہ جانے اس خبر نے کیوں مجھے اتنا زیادہ اداس کردیا ہے۔ خبر پڑھ کر بے ساختہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ بیٹیوں نے پوچھا کیا ہوا ابو؟ انہیں بتایا کہ میرے ایک محسن بزرگ عالم دین کا ابھی ابھی انتقال ہوگیا ہے۔ إنا للہ وإنا الیہ راجعون۔

شیخ واقعتاً کیا ہی عظیم انسان تھے۔ عالمانہ شان بان کے ساتھ محبت وشفقت کا پیکر بھی تھے۔ آپ کے اندر صلاحیت کے ساتھ صالحیت بھی خوب خوب تھی۔ مسلک میں بہت کھرے تھے۔ آپ متحرک داعی تھے، بہترین خطیب تھے، نڈر صحافی تھے، کہنہ مشق مدرس تھے، عظیم دانشور تھے، بہترین منتظم تھے۔ ہر اچھے کام میں پیش پیش رہتے تھے۔ آپ مجلسوں میں بالکل نمایاں اور الگ نظر آتے تھے۔ ابھی قریب میں جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر کی صد سالہ کانفرنس کے وقت شیخ کو بڑے قریب سے دیکھنے کا مجھے موقع ملا تھا۔ نرم خو، بڑے مہمان نواز، جذبہ خدمت سے سرشار، پیار ومحبت سے لبریز، خلوص کے پیکر، نہایت ہمدرد انسان تھے۔ اتنی زیادہ صلاحیتیں اور اعلی مناصب اور خدمات کے باوجود آپ کا نہایت متواضع اور منکسر المزاج ہونا آپ کے دیندار ہونے کا واضح ثبوت تھا۔ مجھے بہت ہی عزیز رکھتے تھے۔ مجھ سے مسلسل رابطہ بنائے رکھتے تھے۔ ۲۴/فروری ۲۰۱۸ء کو انڈیا کی دو جمعیتوں کی صلح کرانے پر تو آپ کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ مجھے اس قدر مبارکبادیاں اور دعائیں دیں کہ میں نہال ہوگیا۔ اتحاد جمعیت کی خبر ملتے ہی مجھے بذریعہ وہاٹس ایپ سب سے پہلے یہ تشجیعی کلمات لکھے:

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد

شیخ محترم! اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین

ان شاء اللہ جماعتی اتحاد کے لئے آپ کی بے لوث کاوش یقیناً آب زر سے لکھی جائے گی، آپ نے تو ایک طرح سے ناممکن کو ممکن نہیں بلکہ کر کے دکھادیا، اللہ اس اتحاد کو ہر لحاظ سے خیر وبرکت کا ذریعہ بنائے اور اس کے دوررس اور مثبت نتائج سے جماعت کو سرفراز کرے آمین

اللہ تعالی آپ کو سلامت اور خوش رکھے اور آپ کی ذات بابرکات سے ملت و جماعت کو بیش از بیش فائدہ پہونچائے آمین۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بہت ساری دعاؤں اور ڈھیر ساری مبارکبادیوں کے ساتھ"۔

آپ کا محبّ
عبدالمنان سلفی جھنڈانگر
"۲۴رفروری ۲۰۱۸ء"۔

دو جمعیتوں کی صلح پر مجلّہ السراج جھنڈانگر میں اور دوسری جگہوں پر بھی آپ نے لکھا اور پورے خلوص سے لکھا۔آپ کی تحریر کے ایک ایک لفظ سے خلوص ٹپکتا نظر آئے گا اور جماعت وجمعیت اور اس کے قائدین اور وابستگان سے آپ کی گہری دلچسپی، وابستگی اور محبت بھی جھلکتی نظر آئے گی۔ابھی گزشتہ ہفتہ ۱۱/اگست ۲۰۲۰ء کو فیس بک پر میری ایک پوسٹ کی توثیق فرماتے ہوئے "جرأت مندانہ تحریر، جزاکم اللہ خیرا ونفع بکم الاسلام والمسلمین" کمنٹ لکھ کر میرا حوصلہ بڑھایا اور دعائیں دیں۔کس کو خبر تھی کہ اس فانی دنیا میں یہ ہمارا آخری رابطہ ثابت ہوگا اور آپ کی میرے لئے یہ دعا بھی آخری دعا ہوگی! اللہ اللہ بہت بڑا خسارہ ہے اور بہت بڑا غم ہے۔لیکن رب ذوالجلال والاکرام کا فیصلہ ہے، ہم اپنے مولی، خالق و مالک کے فیصلہ پر راضی برضا ہیں۔اسی کے آگے دست بدعا ہیں مولائے کریم تو اپنی رحمت واسعہ سے ہمارے شیخ کی بال بال مغفرت فرمادے، آخرت کی منزلیں ان کے لئے آسان کردے،ان کی قبر کو جنت کا باغیچہ بنادے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا کردے۔آمین۔

مولانا عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ

نہایت افسوس کے ساتھ یہ اطلاع ملی ہے کہ جامعہ سراج العلوم السّلفیہ جھنڈانگر، نیپال کے ایک نامور استاد، اور وکیل الجامعہ، ماہنامہ السراج کے ایڈیٹر اور ضلعی جمعیت اہلحدیث سدھارتھ نگر کے ناظم، معروف صاحب قلم، بہترین خطیب جناب مولانا عبدالمنان صاحب سلفی کچھ دنوں سے سخت علیل تھے، ٹائی فائڈ بخار میں مبتلا تھے،شوگر اور دیگر عوارض کی وجہ سے صحت کافی متاثر ہوچکی تھی ۔ تمام تر کوششوں اور علاج ومعالجہ کے باوجود روبہ صحت نہیں ہوسکے اور بالآخر قضائے الٰہی کو لبیک کہتے ہوئے چند منٹ قبل تقریبا ایک بجے شب اللہ کو پیارے ہوگئے۔

إنا لله وإنا إليه راجعون، اللهم اغفر له وارحمه واعفه واعف عنه ووسع مدخله واكرم نزله واغسله بالماء والثلج والبرد ونقه من الخطايا كما نقيت الثوب الابيض من الدنس وادخله فى جنة الفردوس۔

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے اور جملہ پسماندگان کو صبر و سلوان عطا کرے۔اور جامعہ وجمعیت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے، آمین یارب العالمین۔

شریک غم ودعا گو
(مولانا) أصغر علی امام مہدی سلفی
امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مولانا وصی اللہ عبدالحکیم مدنی
نائب ناظم ضلعی جمعیت اہل حدیث سدھارتھ نگر

دل غمزدہ ہے آنکھیں میری اشکبار ہیں

جماعتی، تعلیمی، دعوتی، سماجی وسیاسی حلقوں میں یہ جانکاہ وجاں گسل خبر بڑے رنج وغم کے ساتھ سنی گئی کہ ایک معروف علمی ودعوتی خانوادہ کے روشن چشم وچراغ جماعت کے ممتاز عالم دین، جامعہ سراج العلوم السلفیہ جھنڈا نگر نیپال کے موقر استاد، ماہنامہ السراج کے فاضل ایڈیٹر، صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی کے نائب ناظم، ضلعی جمعیت اہل حدیث سدھارتھ نگر کے ناظم اعلی، میرے دیرینہ مونس وغمگسار دوست اور میرے علمی کاموں کے معاون ومشیر جناب مولانا عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ مختصر علالت کے بعد مورخہ ۲۳ راگست ۲۰۲۰ء بروز اتوار درمیانی شب بوقت ساڑھے بارہ بجے شب اس دار فانی سے عالم جاودانی کو روانہ ہوگئے، انا للہ وانا الیہ راجعون

گو یہ دلفگار خبر سب کے نفس پر شاق گزری، اُول وہلہ میں آپ کی رحلت کا یقین نہ آیا، لیکن موت اللہ کا اٹل فیصلہ ہے جسے برضا ورغبت تسلیم کرنا ہر مومن کی شان ہے، شیخ موصوف کی زندگی علم وعمل سے معمور تھی، آپ کی ہمہ جہت علمی ودعوتی اور عبقری شخصیت کے بیشمار درخشندہ اور روشن پہلو ہیں جو معماران قوم وملت، طالبان علوم شریعت اور شیدائیان کتاب وسنت کے لئے اسوہ اور قابل تقلید نمونہ ہیں، فقید امت ملت وجماعت کے لعل بدخشاں اور گنجینہ گراں مایہ تھے، ہمہ گیر صفات کے حامل، خوش خصال اور عالمی شہرت یافتہ انسان تھے۔

عمر عزیز کا بیشتر حصہ سلفی مسلک ومنہج کو فروغ دینے، علوم دینیہ شرعیہ اور کتاب وسنت کی سنہری وآفاقی تعلیمات کی نشر واشاعت اور باطل افکار ونظریات کی تردید میں گذار دیا، جمعیت وجماعت کی تعمیر وترقی کے لئے ہمہ وقت فکر منداور کوشاں رہتے تھے،

میرے ممدوح محترم گوناگوں اوصاف وکمالات اور خوبیوں کا مجموعہ تھے، اللہ نے بیک وقت آپ کے اندر بہت ساری خوبیاں ودیعت فرمائی تھیں، آپ ایک صاحب طرز اور بلند آہنگ خطیب، بے باک صحافی، مترجم، بلند پایہ مؤلف ومحقق، قادرالکلام اسلامی شاعر، مثالی ومخمس داعی اور فعال ومتحرک منتظم تھے، باوقار اور خلیق وملنسار تھے، آپ سے میرے تعلقات نہایت ہی خوشگوار اور گہرے تھے، آپ اپنے ماتحتوں اور دیگر رفقاء واحباب کے ساتھ مشفقانہ ودوستانہ مراسم رکھتے تھے، آپ اپنی بے پناہ محنت ومشقت اور علمی قابلیت وصلاحیت کی بنیاد پر ہر دلعزیز ومنظور نظر رہے اور اپنی مقناطیسی شخصیت کو عرب وعجم میں متعارف کرایا، ہر جگہ آپ کی خوب پذیرائی ہوئی، آپ اپنی مفوضہ دسیوں ذمہ داریوں کو نہایت خوش اسلوبی اور فرض شناسی کے ساتھ تاحیات سرانجام دیتے رہے۔

میری نظر میں ان کی چند نمایاں خصوصیات یہ تھیں: وہ مخلص، مردم شناس، ناصح اور فرض شناس تھے، ان کا سینہ بغض وعناد اور کینہ سے خالی تھا، نفس میں تعلّی وکبر وغرور بالکل نہیں تھا، آپ نے اپنی ذات کو تعصب، تحزب، طنز وتعریض، حسد، عیب جوئی، تملق وچاپلوسی اور دنیا طلبی جیسی مذموم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خصائل سے دور رکھا، آپ ایک بااصول اور شریف انسان تھے، حوصلہ مند، باہمت اور اللہ کی ذات اقدس پر بھروسہ کرنے والے تھے، لین دین میں کھرے تھے، مالی معاملات صاف ستھرا رکھتے، ساری زندگی امن وشانتی، نیکی وبھلائی اور تقویٰ کا خوگر رہے، حیات اخروی کو سنوارنے اور حلال وپاکیزہ روزی کی تلاش میں کوشاں رہے، دعوتی کاز میں اعتدال اور وسطیت کے قائل وعامل تھے، دینی اجتماعات اور کانفرنسوں میں بصد شوق شرکت کرتے تھے، حساس موضوعات پر پورے جوش وخروش اور ولولہ انگیز انداز میں خطاب کرتے تھے، مجمع ان کی شعلہ بیانی پر دم بخود رہتا۔

خوردوں سے شفقت ومحبت سے پیش آتے تھے اور ہر موڑ پر ان کی حوصلہ افزائی کرتے تھے، بابصیرت علماء ودعاۃ، اساطین علم وفن اور سیاسی وسماجی سرکردہ شخصیات کا بالعموم اور جماعت کے بزرگ ترین علماء اور اپنے اساتذہ کرام کا بالخصوص خوب توقیر وتکریم کرتے تھے،

انسانی ہمدردی وغمگساری اور انسانیت نوازی میں بھی اپنی مثال آپ تھے، حسب وسعت وطاقت نہایت خاموشی سے بیواؤں، ناداروں مریضوں اور دیگر ضرورت مندوں کی مالی امداد کرتے تھے، آپ کے اندر ایک بڑی خوبی یہ بھی تھی کہ علمائے دین اور خویش واقارب کے مریضوں کی بالالتزام تیمارداری کرتے تھے اور بقضائے الٰہی فوت ہو جانے کے بعد بشرط صحت آپ بلاتفریق وفد کی شکل میں ہر جنازہ میں شرکت کرنے کی حتی المقدور کوشش کرتے تھے، اور ماہنامہ السراج کے وفیات کے کالم میں سلیقہ مندی کے ساتھ مختصر حالات زندگی قلمبند کرتے تھے، شاید اسی اخلاص اور محبت کا نتیجہ تھا کہ سخت لاک ڈاؤن، بادوباراں، موسم کی خرابی اور راستے کی دشواری کے باوجود آپ کی نماز جنازہ میں آپ کے عقیدت مندوں اور سوگواروں کا سیلاب امنڈ آیا تھا، یہ آپ کی عوام وخواص میں یکساں مقبولیت کا بین ثبوت ہے۔

آپ نے اپنے جگر گوشوں کی شادی انتہائی سادگی اور اسلامی طریقے سے انجام دیا نہ کوئی کروفر اور نہ ہی کوئی مالی ڈیمانڈ۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

مولانا موصوف کے ساتھ سچی خراج عقیدت یہ ہے کہ ان کے علمی ودعوتی منصوبوں کو عملی جامہ پہنایا جائے، ان کی قلمی کاوشوں اور غیر مطبوعہ کتابوں کو زیور طبع سے آراستہ کرکے منصۂ شہود پر لایا جائے جو امت مسلمہ کے لئے مشعل راہ ثابت ہو۔

ان کی وفات سے پورا سلفی خانوادہ، وابستگان جامعہ اور دیگر افراد جماعت وجمعیت غم واندوہ میں ڈوب گیا ہے، ان کے سانحہ ارتحال سے جماعت وجمعیت ایک قد آور، علمی ودعوتی اور مقناطیسی شخصیت سے محروم ہوگئی ہے۔

اللہ تمام لواحقین وپسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے، موصوف کی بشری لغزشوں کو درگزر کرتے ہوئے اس گہربار، پاکیزہ خو، پاک طینت شخصیت پر اپنی بے پایاں رحمتوں کی بارش نازل کرتے ہوئے ان کی بال بال مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

دل غمزدہ ہے آنکھیں میری اشکبار ہیں
رب کی رضا پہ راضی مگر بار بار ہیں
(شہاب لکھنوی)

کیا لوگ تھے جو راہ وفا سے گزر گئے
جی چاہتا ہے نقش قدم چومتے چلیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عبدالعظیم مدنی جھنڈانگری

مولانا عبدالمنان سلفی بحیثیت شاعر

مولانا عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ ہر دلعزیز شخصیت کے مالک اور اپنی علمی، دعوتی، تدریسی اور صحافتی خدمات کی بنیاد پر اس میدان کے شہ سواروں میں اپنی منفرد پہچان رکھتے تھے، لیکن کم ہی لوگ اس سے واقف ہوں گے کہ مولانا عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ شعروشاعری میں نہ صرف حد درجہ شغف رکھتے تھے بلکہ بھرپور سخن فہمی کے ساتھ طبع آزمائی بھی کرتے اور ''مومن سلفی'' آپ کا تخلص تھا۔

اس کارزار میں انسان اپنی محنت، کوشش، جدوجہد اور وسعت مطالعہ کی بنیاد پر شعر و ادب کی تفہیم، تعبیرات و استعارات پر قدرت اور اس کے معائب ومحاسن پر نظر رکھ سکتا ہے، فن عروض میں مہارت حاصل کرسکتا ہے اور بہترین ادیب ونقاد بھی بن سکتا ہے، لیکن ان تمام امور کی بنیاد پر شاعری بھی کرنے لگ جائے یہ ناممکن ہے، اس لئے کہ یہ فن کسبی نہیں وہبی ہوتا ہے جو خاص عطیۂ الٰہی ہے اور ''ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں''؟

مولانا عبدالمنان سلفی نے شاعری کے میدان میں کب قدم رکھا یہ تفصیل ممکن ہے ان کے اہل خانہ اور ادباء حضرات ''مجموعۂ کلام'' کے منظر عام پر آنے کے وقت کرسکیں، لیکن ۱۹۸۹ء میں بحیثیت مدرس جب آپ جھنڈانگر تشریف لائے تو یہاں کی علمی وادبی فضا انہیں کافی راس آئی جس سے خوب استفادہ کیا، لطف اندوز ہوئے اور جھنڈانگر سے متاثر ہوکر یہ شعر کہا:

دل داروں کی نگری ہے، یہ جھنڈانگر یارو!
سو جان سے قربان ہوں سب اس کے دفینوں پر

شاعری کے مختلف اصناف میں حمدیہ اور نعتیہ کلام کے علاوہ غزلیں اور مختلف مناسبات سے نظمیں لکھنا شروع کیا اور خصوصاً ماہنامہ ''السراج'' جس کے آپ مدیر محترم تھے اس میں کچھ نظمیں شائع بھی ہوئیں۔

شاعری کے حوالے سے آپ اساتذۂ سخن سے برابر رابطے میں رہے اور استاد الشعراء حضرت حیرت بستوی اور کبھی مولانا عبداللہ مدنی جھنڈانگری (حامد سراجی) سے مشورۂ سخن لیا کرتے تھے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں اس فن سے کس قدر الفت اور رغبت تھی ''پاؤں دابے ہیں بزرگوں کے تو فن آیا ہے'' اور بغیر مشورۂ سخن کے کوئی بھی اچھی شاعری پیش نہیں کرسکتا، جتنے معروف شعراء گزرے ہیں ان کے اساتذہ معروف ومشہور ہیں۔

مومن سلفی جھنڈانگر میں مختلف مناسبات کے تحت منعقد کئے گئے مشاعرہ جشن جمہوریہ، اعزازی و ادبی نشستیں اور طرحی وغیر طرحی مشاعروں میں پوری دلچسپی کے ساتھ حصہ لیتے رہے اور پسندیدہ اشعار پر سامعین کی جانب سے داد وتحسین سے نوازے گئے۔

مورخہ ۲۳/ستمبر ۲۰۱۴ء سرزمین جھنڈانگر میں انجمن ارتقاء اردو ادب کے زیر اہتمام ایک تاریخی طرحی مشاعرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جس کا مصرع طرح تھا ''ہر ظلم روا رکھا غزہ کے مکینوں پر''
(حامد سراجی) اور ''نیا ہے زمانہ نئی روشنی ہے'' (خمار بارہ بنکوی)
مجبور و مقہور اہل فلسطین سے اظہار یکجہتی اور ملی غم خواری کے
لئے بہ عنوان ''ایک ادبی شام اہل فلسطین کے نام'' منعقد کیا
گیا، جس میں ہندو نیپال کے ۲۹ ر شعراء کرام نے شرکت
فرمائی تھی، اس طرحی مشاعرہ میں مومنؔ سلفی نے اپنی
شاعری کا جلوہ کچھ اس طرح بکھیرا تھا۔

بارود کے شعلوں نے، گلشن کو جلا ڈالا
شیطاں کی حکومت ہے، نبیوں کی زمینوں پر
پتھر کا کلیجہ ہے، کچھ ترس نہیں آیا
صیہونی درندوں کو، معصوم حزینوں پر
وہ قتل و نہب ہویا ناموس کی پامالی
''ہر ظلم روا رکھا غزہ کے مکینوں پر''

مومن سلفی نے حمدیہ اور نعتیہ کلام میں طبع آزمائی کی
اور اس صنف سخن میں وہی شاعر کامیابی کے جھنڈے گاڑ
سکتا ہے جو اللہ کی وحدانیت کا قائل ہو، شرک اور اس کی
غلاظتوں سے گریزاں ہو، توحید اور اس کی باریکیوں کا علم
رکھتا ہو، اور نعت رسول پاک ﷺ تو دو دھاری تلوار پر چلنے
کے مترادف ہے، معروف شاعر حماد انجم لکھتے ہیں ''نعت کا
معاملہ بڑا نازک، دشوار اور جوکھم بھرا ہے، ذرا سی نیند آئی
کہ بھٹکنے کا اندیشہ لاحق ہوتا ہے اور نعت کی وادئ پرخار و
خطر میں پاؤں زخمی ہونے میں دیر نہیں لگتی۔
''خوشۂ کشت حرم'' (ص:۱۶)

حمد باری تعالی کے کچھ اشعار

اللہ تعالی، بزرگ ہے، برتر
اس کا نہیں ہے کوئی بھی ہم سر
ہے کبریائی، بس شان اس کی
کوئی نہیں ہے اس کے برابر
معبود برحق، بس ذات واحد
غیروں کی پوجا ہے شرک اکبر

اور نعت نبی ﷺ کا نذرانۂ عقیدت اس طرح پیش کیا
اور بہ سلامت اس وادئ پرخار سے گزر گئے۔

ہدایت کا رستہ نبی نے دکھایا
ہلاکت سے انسانیت کو بچایا

مٹایا من و تو کا باطل تصور
مساوات کا درس سب کو پڑھایا

الٰہی درود و سلام ان کو پہنچے
رہِ حق جنہوں نے ہمیں بھی دکھایا

مومنؔ سلفی کی غزلیں غزل عفیف کا منظر پیش کرتی
ہیں اور وہ اس ''صنف نازک'' میں بھی درس انسانیت
دیتے نظر آرہے ہیں، یہی ایک اسلامی شاعر کی خوبی ہے،
جس کی بھرپور تحسین ہونی چاہئے۔
غزلیں بطور نمونہ:

جانے والوں کے حق میں دعا کیجئے
نام ان کا ادب سے لیا کیجئے

میر مجلس اگر چہ بنے آپ ہیں
دوسروں کی بھی کچھ سن لیا کیجئے

اپنے محسن کا احسان مت بھولئے
نہ کسی سے کبھی بھی دغا کیجئے

شیوۂ بیوفائی نہ اپنایئے
وعدہ اپنا ہمیشہ وفا کیجئے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جب بھی باطل کہیں سر اٹھانے لگا
اس کی حرکت پہ حق مسکرانے لگا

اب وہ اخلاص و مہر و محبت کہاں؟
تھا جو ممنوں وہ احسان جتانے لگا

مومن سلفی نے مختلف مناسبات: عقد نکاح، بچے کی پیدائش، دینی جلسوں کے لئے نظم استقبالیہ وغیرہ لکھیں اور اس کا حق ادا کر دیا۔

جامعہ سراج العلوم کے موقر اور سینئر استاذ جناب مولانا محمد اسلم مدنی حفظہ اللہ کی بچی کی شادی کے موقع پر جو ''نصیحت کے چند پھول'' عنایت فرمائے، بہت ہی خوب ہیں اس موقع پر اللہ ذوالجلال کی حمد وثناء، نبی اکرم ﷺ پر درود وسلام کی سوغات کے بعد نکاح کی اہمیت اور اس کے مقاصد بیان کرتے ہوئے دعاؤں سے نوازتے ہیں۔

تبریک و تہنیت کا یہ تحفہ قبول ہو
شہناز بیٹی فاطمہ زہرہ بتول ہو

توفیق اس کو خیر کی ملتی رہے مدام
دنیا میں کامیاب ہو عقبیٰ میں شادکام

خوشیوں میں کھیلتی رہے، حاصل ہو ہر مرام
ہر صبح صبحِ عید ہو آئے نہ غم کی شام

مومن سلفی نے اپنی نثری خدمات کے علاوہ شاعری کے مختلف اصناف میں فکر صالح کی اچھی بنا رکھی ہے اور اس کے ذریعہ معاشرے کو اچھا پیغام دیا ہے جس کے اچھے اثرات مرتب ہوں گے، اللہ رب العالمین ان کی نثری و شعری خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین

غــزل

رحمت کی گھٹا برسے، اقصیٰ کی زمینوں پر
پھٹکار ہو، لعنت ہو، صہیونی کمینوں پر

غزہ کے جیالوں نے تاریخ رقم کر دی
سَلوَٹ نہ کبھی آئی، ایمانی جبینوں پر

اپنا تو بھروسہ ہے اللہ کی نصرت پر
ظالم کا فقط تکیہ، خوں بار مشینوں پر

ہیرا کو کیا پتھر، مٹی کو کیا سونا
حیرت نہ کریں حضرت! آپ ایسے ذہینوں پر

ساحل کی تمنا تو، بے کار کیا ہم نے
ہیں تکیہ کئے بیٹھے، گر ٹوٹے سفینوں پر

دلداروں کی نگری ہے، یہ جھنڈانگر یارو!
سو جان سے قرباں ہوں، سب اس کے دفینوں پر

خوشیاں وہ کہاں پائے، ہر آن وہ مرجھائے
ہے جس کی نظر مومنؔ، غیروں کے خزینوں پر

(مومنؔ سلفی)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سعود اختر سلفی
استاذ جامعہ سراج العلوم السلفیہ

والد محترم مولانا عبدالمنان سلفی کی معاشرتی وعائلی زندگی

والد محترم رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃ بیشمار خوبیوں اوران گنت محاسن ومحامد کے مالک تھے، ان کا ظاہر وباطن بالکل صاف وشفاف تھا، معاشرتی وعائلی زندگی میں ممتاز مقام پر فائز تھے، وہ ایک جید اور متبحر عالم دین، میدان خطابت کے عظیم شہسوار، کئی کتابوں کے مصنف ومؤلف، فن تدریس کے بحر بیکراں اور کئی علمی وادبی، دعوتی اور تعلیمی اداروں کے ذمہ دار تھے، لیکن ان اوصاف وکمالات اور عہدہ ومناصب اور عوام وخواص میں مقبولیت نے کبھی بھی کبر وغرور اور شیخی میں مبتلا نہ کیا، بلکہ انھوں نے ہمیشہ اپنا رشتہ معاشرہ سے استوار رکھا، اعزہ واقرباء، علماء وعوام کی دعوت پر ان کی دلداری کے لئے دور دراز تک کا سفر طے کر لیتے اور اپنی شرکت سے متعلقہ پروگراموں کی رونقوں میں اضافہ فرماتے، اگر کبھی مرض یا کسی دوسری مشغولیت کے باعث سفر کرنے سے قاصر ہوتے تو مجھے یا کسی دوسرے بھائی کو حکم دیتے تھے کہ تم چلے جاؤ، اخراجات سفر کے ساتھ معقول رقم بھی دیتے اور سمجھاتے کہ یہ لوگوں سے تعلقات استوار کرنے اور باہمی الفت ومحبت کا ایک موثر ذریعہ ہے، اس لئے اگر کوئی دعوت دے تو اسے قبول کرنا چاہئے، اوران کے دولت کدہ پر پہونچ کر ان کی خوشیوں میں اضافہ کرنا چاہئے۔

جنازہ میں ضرور شرکت فرماتے، اپنے وطن عزیز انتری بازار میں کسی کا بھی جنازہ ہو، قرب وجوار میں جنازہ کا علم ہوجائے، علماء ووابستگان جماعت وجمعیت کا جنازہ ہواس میں اپنی حاضری کو یقینی بناتے، ان کے سامنے مسافت اورسواری کا کبھی مسئلہ نہیں بنا، بروقت چار پہیہ گاڑی کا انتظام نہ ہونے پر سوسو کلومیٹر بلکہ بسا اوقات اس سے زائد مسافت کا سفر موٹر سائیکل سے طے کر کے شریک جنازہ ہوتے اور پسماندگان سے تعزیت فرماتے، دسمبر کے اوائل میں آپ کو اختلاج قلب کا عارضہ لاحق تھا اوراس پر مستزاد یہ کہ شوگر بھی بے قابو تھا، ایک ہی دن میں جماعت کے دو نامور علماء مولانا عبدالحفیظ سلفی اور مولانا ادریس قاسمی صاحب فوت ہوگئے اوراسی روز گاؤں میں ایک عزیزہ بھی فوت ہوگئی تھی، جامعہ کے اساتذہ مولانا عبدالرشید مدنی اور برادرم خالد رشید سراجی کی معیت میں جنازہ میں شرکت کا عزم کرلیا، میں نے خرابی صحت کے باعث جنازہ میں شرکت سے روکنا چاہا اور کہا کہ ڈاکٹر نے آپ کو آرام کرنے کے لئے کہا ہے اس لئے مناسب ہے کہ آرام کریں، اور میں ان لوگوں کے ساتھ چلا جاتا ہوں، لیکن قربان جائیں اس مرد آہن پر، کہا کہ ''مجھے جانے سے مت روکو، تم اپنی والدہ کے ساتھ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

گاؤں کے جنازہ میں شریک ہو جاؤ، میں شیخ کے ساتھ چلا جاتا ہوں''، جھنڈانگر سے پچاس کلو میٹر کی مسافت پر واقع لیدوا برڈ پور اور پھر وہاں سے تقریباً اسّی کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے بسکو ہر جنازہ میں شریک ہوئے، اور وہاں جنازہ میں تاخیر کے سبب دیر رات میں واپسی ہوئی۔

والد محترم بزرگ علماء کا حد درجہ احترام کرتے ان کے سامنے اکثر خاموش رہتے۔لیکن معاصرین ورفقاء کے احترام وشفقت کے ساتھ ساتھ مزاح اور ظریفانہ گفتگو سے محفل کو لالہ زار کر دیتے اور فراخ دلی سے ان کی ضیافت کا سامان فراہم کرتے۔

آپ اپنے ہم عصر رفقاء واحباب اور دیگر افاضل علماء کرام سے تعلقات استوار کرنے اور حسن وخوبی کے ساتھ اسے نبھانے میں دوسروں کے لئے آئیڈیل اور نمونہ تھے، آپ کے حلقہ احباب واردات میں بے شمار بابصیرت علماء واساطین علم وفن کے علاوہ دانشوران قوم وملت اور غیر مسلکی وسیاسی شخصیات شامل تھے، میرے علم کے مطابق ان میں سے بعض علماء مثل: مولانا خیر اللہ اثری، مولانا اصغر علی اثری، مولانا عبدالکریم سلفی رحمہم اللہ، مولانا عبدالواجد فیضی، مولانا شہاب الدین مدنی، مولانا سعید احمد سلفی پونہ، حافظ عبدالعزیز بن ابوعبیدہ عبدالمعید بنارسی، مولانا عبدالرشید سلفی تولہوا، مولانا محمد اسلم مدنی، الحاج ماسٹر عبدالحسیب (دفتری) ، مولانا عبدالستار فیضی، مولانا وصی اللہ عبدالحکیم مدنی، مولانا تاج الدین سراجی حفظہم اللہ سے آپ کے تعلقات نہایت خوشگوار اور گہرے بلکہ گھریلو مراسم جیسے تھے، ہم انہیں اپنے والد کا بھائی ہی تصور کرتے اور چچا کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔

احباب کی مجلس میں ایک بار میں نے والد صاحب کے دوستوں میں سے کسی کا ذکرِ خیر چچا کہہ کر کیا تو میرے ایک ہنس مکھ اور مرنجاں مرنج طبعیت کے مالک ساتھی مضحکہ آمیز لہجے میں یوں گویا ہوئے کہ "یار تمہارے کتنے چچا ہیں"؟

میں نے جواباً عرض کیا کہ ہماری بدنصیبی کہ ہم حقیقی چچاؤں سے محروم ہیں لیکن ہماری سعادت مندی اور خوش نصیبی کی بات یہ ہے کہ اللہ نے ہمیں حقیقی چچاؤں سے زیادہ عقیدت ومحبت کرنے، خوشی وغمی میں جان چھڑکنے والے بے شمار ایسے اعمام کرام عطاء کئے جو محبت واپنائیت اور ہمارے اہل خانہ کی ہمہ وقت خبر گیری کرنے میں اپنی مثال آپ ہیں، اور یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ متذکرہ بالا اعمام میں سے ہر ایک نے خلوص ونیک نیتی کے ساتھ ہمارے تمام بھائیوں اور بہنوں کو ہمارے تصور سے زیادہ پیار دیا جس کا سلسلہ تاہنوز جاری ہے اور تا دمِ حیات برقرار رہے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

چچاؤں کا ذکر آہی گیا ہے تو ایک پر لطف واقعہ بھی ملاحظہ کرتے چلیں، میرے چچا مولانا اصغر علی صاحب رحمہ اللہ سابق مبلغ، خازن اور آفس سکریٹری جمعیت اہل حدیث ضلع سدھارتھ نگر کی شکل وشباہت اور قد وقامت والد صاحب سے کافی مشابہ تھی، اور کثرت کے ساتھ جھنڈانگر تشریف لاتے جس کے باعث جامعہ کے بیشتر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طلبہ واساتذہ انہیں والد صاحب کا بھائی سمجھتے تھے،لیکن تعجب اس وقت ہوا جب میرے ایک قریبی رشتہ دار چچا زاد ماموں نے ایک مرتبہ انھیں دیکھ کر کہا کہ ابھی تک میں سمجھتا تھا کہ عبدالمنان بھیا ماموں کے اکلوتے فرزند دل بند ہیں،لیکن مجھے آج معلوم ہوا کہ ان کا کوئی اور بھی بھائی ہے۔

مذکورہ واقعہ ذکر کرنے کا مقصد حقیقی صرف یہی ہے کہ والد صاحب اپنے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کرتے تھے اسی طرح سے ان کے بے تکلف رفقاء بھی ان کی خوب عزت وتکریم کرتے تھے، وهل جزاء الإحسان إلا الإحسان۔

میرے غریب خانے پر جب بھی کوئی چھوٹی بڑی تقریب ہوتی تو ان سب کی حاضری ضرور ہوتی اور قربان جائیں ان کے خلوص ومحبت پر کہ راتوں رات جاگ کر اپنی طاقت سے زیادہ محنت کر کے ساری ذمہ داریوں کو اپنے کاندھوں پر اٹھا کر ہم لوگوں کو آزاد اور بے فکر کر دیتے، ابھی والد محترم کے مرض الموت میں میرے ہزار منع کرنے اور تسلی دینے کے باوجود عم مکرم مولانا وصی اللہ عبدالحکیم مدنی اور چچا مولانا تاج الدین سراجی حفظہما اللہ مورخہ:۲۰۲۰/۸/۲۲ء بروز سنیچر بوقت نماز عصر کئی میل پیدل چل کر ہماری رہائش گاہ مادر علمی جامعہ سراج العلوم السّلفیہ جھنڈا نگر پہنچ گئے، چونکہ موخر الذکر اپنے وسیع تعلقات کے علاوہ نیپالی زبان بولنے اور سمجھنے میں قدرت بھی رکھتے ہیں اس لئے وہ والد صاحب کے ساتھ اسپتال تک گئے اور آخری دم تک ان کی خدمت کرتے رہے، عم گرامی مولانا وصی اللہ عبدالحکیم مدنی صاحب بھی ساتھ میں جانے کے خواہاں تھے،لیکن ان دنوں ان کی طبیعت ناساز تھی، ان کی صحت کا خیال کرتے ہوئے میں نے انہیں بادل ناخواستہ ساتھ نہ جانے کا مشورہ دیا، چنانچہ وہ حسرت بھری نگاہوں سے ہمیں دیکھتے رہے اور الوداعی سلام وکلام کے بعد افسردہ دل جامعہ واپس چلے گئے ۔

اللہ ہمارے والد گرامی کے تمام محبین ومعتقدین اور قدردانوں کو تمام آفات ارضی وسماوی اور حاسدین کے شرور وفتن سے تاابد مامون رکھے اور ہمیں بھی ان کے ساتھ صلہ رحمی اور ان کے واجب حقوق کی ادائیگی کی توفیق ارزانی عطا کرے نیز اس دارفانی سے دارباقی کی طرف روانہ ہونے والوں کی بشری لغزشوں کو درگزر کرتے ہوئے انہیں جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے۔آمین

جھنڈا نگر میری ننہیال ہے، اس رشتہ سے والد صاحب کے ہم عمر کبھی کبھار دل لگی کرتے اور چھیڑتے تو آپ حد ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے جوابی کاروائی بھی کرتے اور ذومعنیٰ الفاظ کے ساتھ پلٹ کروار بھی کر دیتے اور خوب مست ومگن رہ کر زندگی گزارتے۔

محترم قارئین! معاشرتی زندگی کے ساتھ جب آپ والد صاحب کی عائلی زندگی کا مطالعہ کریں گے تو دنگ رہ جائیں گے کہ ایک عالمی پیمانہ کا عالم اور اس قدر سادگی۔

والد محترم گھریلو کاموں کو بھی دیگر فرائض منصبی کی طرح بڑی ہی خوشی اور لگن کے ساتھ انجام دیتے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بازار خود کرتے ،تین بہوؤں اور کئی بچیوں کی موجودگی میں بھی آپ کبھی پیاز اور سبزی چھیل،کاٹ دیتے ،بازار سے چھوٹی یا بڑی مچھلی خرید کرلاتے تو خود بھی سب کے ساتھ نہایت اہتمام کے ساتھ بیٹھ کر بناتے، منع کرنے کے باوجود اچار بنانے کے لئے آم کو خود ہی کاٹتے ،سال رواں عید الاضحیٰ کے موقع پر تین بکروں کی بوٹیاں خود اپنے ہاتھوں سے بنائیں، اکثر مچھلی فرائی کرتے ،کبھی پکوڑی بنانے میں مدد کردیتے، عیدین ہو یا دیگر چھوٹی تقریبات ،سالن اور چاول خود ہی تیار کرتے ،اسی پر بس نہیں بلکہ وہ کام بھی کرتے، جس کو ہم اپنے لئے باعث توہین یا مشکل سمجھتے ہیں ،ٹھنڈی کے مہینوں میں سینکنے یا چولہا جلانے کے لئے لکڑی کا انتظام کرتے بیشتر اوقات جب لکڑی بے سائز اور موٹی ہوتی تو اسے کارگر اور چولہا میں جلانے کے لائق بنانے کے لئے کلہاڑی سے خود لکڑی کے ٹکڑے کرتے ،زمانۂ طالب علمی میں جامعہ سلفیہ سے میرا ایک جونیر ساتھی برادرم عبدالرشید عبدالودود سلمہ کے ساتھ نیپال گھومنے آیا، وہ کسی غرض سے جامعہ سراج العلوم السّلفیہ کے پچھلے حصے میں جہاں فیملی کوارٹرس ہیں، پہنچ گیا والد صاحب وہیں لکڑیوں کے پھاڑنے میں مصروف تھے،اس نے والد صاحب کو دیکھا تو مجھ سے پوچھا کون ہیں؟ میں نے بتایا میرے ابو! اس نے تعجب سے اور خوب کھینچ کر کہا شیخ عبدالمنان ؟میں نے کہا ہاں ہاں وہ تذبذب اور بے یقینی کے عالم میں تھا کہ کسی نووارد نے اس کی مشکل کو یوں آسان کردیا کہ جب اس نے شیخ کہہ کر مخاطب کیا اور تزکیہ کی درخواست کی تب جا کر اسے یقین آیا اور حسرت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگا کہ انسانیت اسے کہتے ہیں۔

والد محترم رحمہ اللہ کے اندر شیخی، تصنع تکلف نام کی کوئی چیز نہیں تھی،ضرر رساں چیزوں کو چھوڑ کر تمام چیزیں کھالیتے، کھانے میں نمک مرچ کی کمی وزیادتی پر چراغ پا نہیں ہوتے، بلکہ ہم لوگوں میں سے اس پر واویلا مچانے والوں کو ڈانتے بھی اور کہتے جو ملے اسے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کھالیا کرو۔

والد محترم اپنے اولاد واحفاد سے بے پناہ محبت کرتے اور وہ ان کے والد یا دادا اور نانا کم دوست زیادہ لگتے،سب ان کے ساتھ بے تکلفی سے باتیں کرتے، ناشتہ کرتے ہوئے یا کھانا کھاتے ہوئے جب تک ساتھ میں چھوٹے بچوں کے منہ میں نوالہ نہ ڈال دیتے پیٹ نہیں بھرتا، بسا اوقات دو دو تین تین پوتے پوتیاں ایک ساتھ ان سے نوالہ لیتے اور وہ نہایت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ انھیں بھی کھلاتے اور خود بھی کھاتے رہتے ،جب کہ ہم ایک کو بھی برداشت کرنے سے قاصر اور آسمان سر پر اٹھالیتے ہیں، یقیناً ہمارے والد گرامی رحمہ اللہ بیشمار خوبیوں اور اوصاف وکمالات کے حامل تھے۔

اللہ تعالیٰ ان کی تمام تر علمی ودعوتی خدمات کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے اور جماعت وجامعہ اور پسماندگان کو صبر جمیل اور ان کا نعم البدل عطاء فرمائے۔(آمین)

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سعید احمد اثری
مہتمم جامعہ خدیجۃ الکبریٰ، کرشنانگر

موت اس کی ہے کرے جس پہ زمانہ افسوس

برادر عزیز گرامی قدر مولانا عبد المنان صاحب سلفی کو ایک عرصہ سے بلڈ پریشر، شوگر، ہارٹ وغیرہ کا عارضہ لاحق تھا، الحمد للہ اطمینان بخش علاج چل رہا تھا، اللہ کے فضل وکرم سے کئی عوارض میں مبتلا ہونے کے باوجود صحت قابل رشک تھی، عزم وحوصلہ کے کوہ گراں تھے کہ بغیر کسی تکان اور کسلمندی کے دعوتی، تعلیمی ورفاہی، معاشرتی وعائلی امور بفضل الٰہی نہایت ہی خوش اسلوبی سے انجام دے رہے تھے، اچانک ٹائیفائڈ بخار میں مبتلا ہوئے، بھر پور مناسب علاج کے ساتھ تمام امکانی تدابیر اختیار کئے گئے، لیکن جوں جوں دوا کی مرض بڑھتا گیا، میرے اور دیگر مقامی معالجین کے مشورہ سے مزید علاج کے لئے بٹول بدھا ہارٹ ہاسپٹل کے لئے روانہ ہوئے، بٹول سے تقریباً ۱۰ رکلومیٹر قبل ہی وقت موعود آپہونچا اور ۲۲/۲۳/ اگست ۲۰۲۰ء کی درمیانی شب میں بحکم الٰہی ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔

إنا لله وإنا اليه راجعون، اللهم اجرني في مصيبتي واخلف لي خيرا منها.

مولانا موصوف رحمہ اللہ کی رحلت پر مجھے جو صدمہ لاحق ہوا اور حزن وملال سے دوچار ہوا وہ ناقابل بیان ہے، جہاں تک میرا خیال ہے کہ یہ غم واندوہ صرف میرے اور مولانا موصوف رحمہ اللہ کے خانوادہ اور اعزہ واقارب کے لئے ہی نہیں بلکہ پوری امت بالخصوص جماعت وجمعیت اور جامعہ سراج العلوم السلفیہ جھنڈانگر کے لئے ہے۔

عزیز گرامی رحمہ اللہ رشتے میں میرے ماموں زاد بھائی اور بہنوئی تھے، آپ ایک معتبر ومستند عالم دین تھے جو لائق صد افتخار ہے، آپ ایک ہر دلعزیز معتبر علمی ودعوتی خانوادہ کے چشم وچراغ تھے، آپ کے والد گرامی مفتی محترم مولانا عبد الحنان فیضی، دادا نمونہ سلف مولانا محمد زماں رحمانی اور نانا واعظ خوش بیاں مولانا فتح محمد رحمہم اللہ میدان تعلیم ودعوت کے عظیم شہسوار اور نابغہ روزگار تھے اسی طرح آپ کے دیگر اقرباء مثلاً: خسر، پھوپھا حضرات، خالو، سالے، بہنوئی، داماد، اکثر بھانجے عالم دین اور اولاد میں سے اکثر تحصیل علم دین میں کوشاں ہیں، آپ کے بڑے صاحبزادے عزیزم مولانا سعود اختر سلفی جامعہ سلفیہ، بنارس سے تعلیم مکمل کرکے تدریس ودعوت سے وابستہ ہیں اور عرصہ دس سالوں سے جامعہ سراج العلوم السلفیہ جھنڈانگر میں تدریسی فرائض انجام دینے کے ساتھ ساتھ اپنے والد محترم کے علمی کاموں میں معاونت کرتے رہے ہیں، اللہ انہیں اپنے آباء واجداد کا سچا جانشین بنائے۔ آمین

برادر عزیز تدریس، خطابت، تصنیف وتالیف میں مہارت تامہ رکھنے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین منتظم بھی تھے بلکہ یکتائے روزگار تھے، آپ بہت ہی نیک، خوش اخلاق، خوش مزاج، وضع دار، وفادار، علماء نواز اور مہمان نواز تھے، حسب مراتب خورد وکلاں، اعزہ واقارب، رفقاء واحباب اور دیگر متعلقین ومتعارفین سے تعلقات نبھانے میں بے مثل تھے، ظاہر ہے یہ تمام امور بہت ہی محنت طلب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اوردشوارکن ہوتے ہیں،لیکن تمام نشیب وفراز سے گزرتے ہوئے عملی جامہ پہنایا اوراللہ نے خوب سے خوب تر عزت وشہرت بخشی۔فللہ الحمد والمنۃ۔

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سوبار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

حقیقت تو یہ ہے کہ احباب پہلی ہی ملاقات یا رابطہ میں آپ کے گرویدہ ہوجاتے تھے جو خاص فضل الٰہی تھا۔

ایک اورخصوصیت جو باعث مسرت اورقابل اتباع و نمونہ ہے کا ذکر کرتا چلوں اللہ کرے مشعل راہ ثابت ہو، وہ یہ کہ آپ تمام ذمہ داریوں اور بے پناہ مصروفیات کے باوجود گھریلو ماحول کوخوشگوار بنانے کی خاطر امورخانہ داری میں ہاتھ بٹاتے تھے۔

آپ جامعہ سراج العلوم السلفیہ، جھنڈانگر نیپال کے باوقار وکیل الجامعہ (ریکٹر)، کہنہ مشق مدرس، ماہنامہ ’’السراج‘‘ کے مدیر، ضلعی جمعیت اہلحدیث سدھارتھ نگر یوپی کے ناظم اعلی اورصوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی کے نائب ناظم کے عہدہ پر فائز تھے، اس کے علاوہ بہت سے اداروں اور تنظیمات کے سرپرست بھی تھے اور کماحقہ اپنی ذمہ داریوں کونبھانے کی کوشش کی۔

آپ کی رفاقت میں کئی اسفار ہوئے جس میں سے ایک لمبا سفر بڑھنی تا دہلی بھی ہے، ۱۹۸۷ء میں جب آپ کا داخلہ جامعۃ الملک سعود ریاض، سعودیہ عربیہ میں شعبۂ تدریب المعلمین میں ہوا تو گھر خاندان، احباب میں خوشیوں کی ایک لہر دوڑ گئی، والدین (میرے ماموں، ممانی) کے ذریعہ یہ طے پایا کہ راقم (ڈاکٹر سعید احمد اثری) ہی دہلی تک بھیجنے کے لئے جائیں، الحمدللہ خوشیوں کے ماحول میں تمام ترسہولیات کے ساتھ یہ سفر طے ہوا، قیام کا پروگرام جامعہ ریاض العلوم، دہلی میں تھا، اول تو رحمہ اللہ کے ہم سبق اوردوست واحباب وہاں موجود تھے، اس کے علاوہ ادارہ ریاض العلوم دہلی اپنے قیام ہی سے طلبہ، علماء، ذی علم مسافروں کے لئے باعث رحمت بنا ہوا ہے، یہ ادارہ شہر کے قلب میں واقع ہے، اجنبی شہر میں بالعموم کوئی پرسان حال نہیں ہوتا، مسلمانوں کے لئے یہ دینی قلعے بڑی اہمیت کے حامل ہیں، اللہ تعالی اس کے بانیان، ذمہ داران، معاونین کواجرعظیم سے نوازے اورتا قیامت پھلتا پھولتا رہے اورآباد رکھے۔آمین

جب ہم لوگ جامعہ ریاض العلوم پہونچے تو مرحوم کے بے تکلف، بے لوث مخلص ساتھیوں اور دوستوں نے والہانہ استقبال کیا، مدت مدید کے بعد ملاقات پرفرحت و انبساط اورخوشیوں کا انداز کچھ اور ہی ہوتا ہے، گویا ماضی کا منظرنامہ گھوم جاتا ہے۔

کچھ دیر تک خوشیوں کا ماحول بنا رہا، اثنائے ضیافت چند نئے چہرے بھی نظر آئے، ان احباب سے علیک سلیک کے بعد تعارف کا سلسلہ چلا، چند ہی لمحے کے بعد برادرم رحمہ اللہ کے کوئی ہم سبق مخلص، خوش مزاج مجھ سے مخاطب ہوئے اور دریافت کیا ڈاکٹر صاحب آپ کا سفر کیسے ہوا؟ خوشیوں کا ماحول تو تھا ہی، میں نے بھی شادمانیوں کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آپ (عبدالمنان رحمہ اللہ) ہی کو بھیجنے کے لئے آگیا۔

فوراً ہی بطورمزاح جو جملہ گوش گزار ہوا، وہ یہی تھا کہ ماشاء اللہ ڈاکٹر صاحب آپ انہیں بھیجنے کے لئے تشریف لائے ہیں! ارے یہ بہتوں کو بھیج چکے ہیں، الحمدللہ جہاں بھی رہے قابل قدر رہے اور ساتھیوں کا ایک اچھا سا گروپ اور ماحول بنائے رہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

جہاں جائز خوشیاں مل جائیں یا ماحول بنالیا جائے تو بڑی سے بڑی نفسیاتی بیماریاں کافور ہوجاتی ہیں، غموں کا بوجھ ہلکا ہوجاتا ہے، ساری بدلیاں چھٹ جاتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔

الحمدللہ برادر عزیز رحمہ اللہ کا یہ سفر بھی کامیاب رہا اور اپنے تعلیمی کورس کی تکمیل کے بعد بعافیت شاداں وفرحاں گھر تشریف لائے اور دعوت دین کے مختلف شعبوں سے منسلک ہوکر بلا خوف لومۃ لائم حوصلہ مندی، جواں مردی اور جرأت وبہادری کے ساتھ لگ گئے۔

ایک معروف اور اہم ادارہ جامعہ خدیجۃ الکبریٰ، کرشنا نگر نیپال میں بھی ۷ر برسوں تک آپ کی اعلیٰ خدمات رہی ہیں جو قابل ستائش اور قابل مبارکباد ہیں۔

آخری سفر کچھ باتیں کچھ یادیں:

۲۸ر جولائی ۲۰۲۰ء بروز منگل ایک دعوتی سفر بسلسلہ تقریب نکاح سولی چوررولپا نیپال کا ہوا، ہم سفر کی کل تعداد چار تھی، (مولانا ممدوح رحمہ اللہ، مولانا عبدالعظیم مدنی ناظم اعلیٰ جامعہ خدیجۃ الکبریٰ کرشنا نگر، نیپال، راقم سطور (ڈاکٹر سعید احمد اثری) اور ایک پانچ سالہ میرا نواسہ عبدالہادی عبدالعظیم مدنی حفظہم اللہ)، سفر سے ایک روز قبل ہی مجھے ہدایت دی کہ گاڑی وغیرہ پر جو اخراجات آئیں گے اس میں شامل رہوں گا ان شاء اللہ، سفر کا آغاز تقریباً ساڑھے سات بجے ہوا، اس دن بھی مولانا رحمہ اللہ کی طبیعت کچھ ناساز ہی رہی بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ سفر کی ہمت نہیں کر پا رہے تھے کیونکہ چند یوم قبل اسی مقام کا سفر تینوں افراد کر چکے تھے، مگر سفر کرنا اس قدر ضروری تھا کہ اس دور دراز پہاڑ میں لاک ڈاؤن کے سبب کوئی سلفی عالم دین نکاح خواں نہیں رہا اس لئے سفر کی تمام صعوبتوں کو نظر انداز کر کے شرکت کو یقینی بنایا اور سب سے بڑی مشکل جو تھی کہ لڑکی والے جہاں کے لئے سفر تھا وہ اور ان کا خانوادہ اہلحدیث تھا اور لڑکا اور ان کے گھر والے غیر جماعتی، لیکن شادی مشروط ہورہی تھی، جس پر وہ راضی تھے، (نوشہ سلمہ کچھ برسوں سعودیہ میں ملازمت کر چکے تھے ممکن ہے کچھ تزکیہ ہوگیا ہو) کہ جو بھی آپ کے یہاں بدعات وخرافات وغیرہ ہیں لڑکی نہیں کرے گی، مثلاً قبروں پر منت ماننا، چڑھاوا چڑھانا نیز دیگر تمام غیر شرعی رسومات وغیرہ کی پابند نہ ہوگی اور کتاب وسنت کے مطابق زندگی گزارے گی۔

طبیعت مضمحل ضرور تھی لیکن جب عزائم بلند ہوں، مقصد نیک ہو، تو مسائل آسان ہوجاتے ہیں اور کوئی چیز مانع اور حائل نہیں ہوتی، چونکہ حالات وظروف کچھ ایسے رہے کہ بحیثیت نکاح خواں مدعو رہے اور دعوت دین وتبلیغ کے ارادے کو پائیدار اور مستحکم بنادیا۔

کرشنا نگر سے تقریباً ایک گھنٹہ کے بعد ہم لوگوں کا یہ قافلہ بھالوبانگ پہونچا، تقریباً ۲۰ر کلومیٹر کے بعد پہاڑیاں، جنگلات اور خوبصورت مناظر کی شروعات ہوجاتی ہے، راستے میں میرے مکتب کے ساتھی محمد مرتضیٰ حلوائی کے صاحبزادے پرویز سے ملاقات ہوئی، والد کی طرح لڑکا بھی خوش اخلاق رہا، محبت سے ملے اور اچھی ضیافت کی، سفر جاری رہا، دائیں بائیں جہاں خوبصورت مناظر تھے وہیں پر پیچ راستے اور نشیب وفراز دل دہلا دینے والے تھے، الحفیظ والامان آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی، لیکن یہ پر پیچ راستے اور نشیب وفراز اور چھوٹی چھوٹی سرسبز وشاداب پہاڑیاں مل کر فلک بوس پہاڑ، خمیدہ ندیاں، مترنم جھرنے اور خوبصورت مناظر آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل ودماغ کو فرحت بخش رہی تھیں۔

اب خوف وہراس دور ہوچکا تھا، سامنے صرف اللہ کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قدرت اور اس کے مناظر نظر آرہے تھے، اسی اثنا میں دوران سفر مولانا ممدوح رحمہ اللہ کا آن لائن تدریس کا وقت آگیا، سبحان اللہ فوراً اپنا موبائل آن کیا اور طالبان علوم شرعیہ سے مخاطب ہوگئے، (یہ واضح رہے کہ امسال کووڈ ۱۹ کے ماحول میں عصری یونیورسٹیوں اور کالجوں نے آن لائن کلاسیز شروع کی تو الحمدللہ ہمارے دینی درسگاہوں نے بھی نئی ترقی کے ساتھ اپنے آپ کو ہم آہنگ کیا جو ایک اچھی پیش رفت اور لائق تحسین ومبارکباد ہے، کیا کھویا کیا پایا؟ اس کی افادیت آسان اور عام بنانے کی ضرورت ہے، غالب گمان کے تحت فی الحال قدیم طرز تدریس زیادہ فائدہ اور نفع بخش معلوم ہوتا ہے، ترقیات کا زمانہ ہے ممکن ہے جدت ہی نفع بخش ثابت ہو۔

گاڑی پر پیچ راستوں اور پہاڑوں سے خوبصورت مناظر کے ساتھ گزر رہی تھی اور آپ رحمہ اللہ اپنے عزیز طلبہ سے مخاطب ہوچکے تھے، پھر کیا کہنا اپنی تدریسی مہارت کے ساتھ لیکچر (درس) شروع کیا تو محسوس ہوا کہ ایک فطری اور کہنہ مشق استاد جن کو اپنے مضمون پر دسترس حاصل ہوا یسے ہی ہوا کرتا ہے، دوران درس سوال وجواب بھی ہوا، اتفاق سے پہاڑ کی کسی وادی میں نیٹ ورک ختم ہوگیا، تو فوراً میں نے کہا کہ اپنے شاگردوں کو یہ بتادیں کہ فی الحال سفر میں ہوں اور تھوڑی دیر کے لئے اپنے موبائل کا رخ خوبصورت پہاڑوں اور جنگلات کی طرف موڑ دیں، تاکہ طلبہ بھی محظوظ ہولیں اور یہ خوبصورت سفر اور تدریس بطور یادگار رہے، بہت مشہور ہے کہ بالعموم بچے جو سنتے ہیں وہ بولتے ہیں، جو دیکھتے ہیں وہ کرگزرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں، تھوڑی دیر میں آپ نیٹ ورک سے منسلک ہوگئے، جیسے ہی طلبہ کے سامنے سفر کا ذکر ہوا، فوراً طلبہ مبارکباد پیش کرنے لگے اور کہا شیخ اب ہم لوگوں کو چھوڑیں اور اپنا خوبصورت سفر جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو خیر وعافیت سے پہونچائے اور بحفاظت واپس لائے۔

تقریباً ساڑھے گیارہ بجے دن میں ہم لوگ تاجر جناب عبدالحنان صاحب رنگریز کے دولت خانہ پر پہونچ گئے، ناشتہ وغیرہ کرنے کے بعد ہم لوگوں نے نماز ظہر، عصر ادا کرلی۔

مولانا رحمہ اللہ کا برسوں سے اس قصبہ اور اطراف میں تبلیغی دورے ہوا کرتے تھے، وہاں کے لوگ آپ کے بہت ہی معتقد تھے اور بڑی عزت کرتے تھے، قدرے تاخیر سے بعد نماز ظہر مہمان (باراتی) بھی پہونچ گئے پر تکلف ضیافت کے بعد نکاح مسنون پڑھایا نیز ایک مختصر اور جامع نصیحت آمیز خطبہ دیا اور وہ معاہدہ جس کا ذکر کرچکا ہوں خوبصورت انداز میں تحریر کردیا اور جانبین سے نکاح نامہ اور معاہدہ پر دستخط کرالیا، ویسے تو انسانی زندگی میں کوئی نہ کوئی آزمائش آتی ضرور ہے، لیکن کبھی کچھ موڑ ایسے آتے ہیں جو بے حد نازک اور حساس ہوتے ہیں کہ گلے کی ہڈی ثابت ہوتی ہے، انہیں میں سے یہ رشتہ داریاں بھی ہیں، مثلاً اہلحدیثوں کی رشتہ داریاں بریلویوں میں اور ان قبوریوں کی رشتہ داریاں اہلحدیثوں میں بکثرت پائی جاتی ہیں، لہذا حکمت عملی کے ساتھ صبر کرتے ہوئے آگے کی راہ طے کرنا ہوتا ہے، احباب سنجیدہ تھے اچھی امید رکھتے ہیں کہ معاہدہ کو عملی جامہ پہنائیں گے، ان شاء اللہ۔

اسی سفر کی ایک پیاری سی بات کا مزید ذکر کردوں جو ممدوح رحمہ اللہ کے احساسات اور تخیلات پر مبنی ہے، حسن اتفاق سولی چور، رولپا، نیپال کا میرا یہ دوسرا سفر ہے اور دونوں سفر بتقریب نکاح ہی رہا، یہاں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی عندالملاقات محسوس ہوا کہ کافی خوش مزاج

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور خوش اخلاق ہیں، مجھ کو قدرے غور سے دیکھا اور کہا آپ ڈاکٹر صاحب ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں، پھر میں نے بھی گفتگو کا سلسلہ قدرے دراز کرتے ہوئے دریافت کیا کہ آپ کا تعارف؟ تو انہوں نے کہا میں جامعہ سراج العلوم السّلفیہ کا فیض یافتہ ہوں، ۸۶۔۱۹۸۵ء تک زیر تعلیم تھا، تقریباً مکتب کی تعلیم میں نے وہیں حاصل کی ہے، اس لئے میں آپ کو جانتا ہوں، میرا نام انوار احمد ہے، خدمت خلق اور مریضوں کا علاج کرتا ہوں مزید دو ڈاکٹروں کو اپنے کلینک پر بٹھاتا بھی ہوں، پھر میں نے انہیں دعاؤں سے نوازا۔

ڈاکٹر صاحب ممدوح رحمہ اللہ کے پرانے شناساؤں اور معتقدین میں سے ہیں، یہ واضح رہے کہ یہ ڈاکٹر صاحب پہاڑی مسلمان ہیں، نکاح مسنون اور دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد ڈاکٹر صاحب کے دواخانہ پر جو بالکل قریب ہی تھا بغرض ملاقات چلے گئے، ڈاکٹر صاحب نے اچھی ضیافت کی، اسی ضیافت ہی دوران مولانا رحمہ اللہ ذکر کر بیٹھے کہ جب یہاں آتا ہوں تو یہ خوبصورت مناظر اور پرسکون ماحول دیکھتا ہوں تو طبیعت کچھ اس طرح آمادہ ہوتی ہے کہ کوئی مناسب روم سہولیات کے ساتھ فراہم ہوجائے تو کچھ ایام قیام کرکے لکھنے پڑھنے کا کام کروں، فوراً ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ شیخ جب آپ کو فرصت ملے اور تیار ہوجائیں پھر مجھے خبر کریں، میں ساری سہولیات خود فراہم کروں گا اور آپ کو لانے کے لئے گاڑی بھی بھیج دوں گا، ان شاءاللہ

دور دراز پہاڑوں میں جہاں مسلم وہ بھی اہلحدیث خال خال ہی نظر آتے ہیں، نچھاور ہونے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں، ڈاکٹر صاحب نے فوراً یہ بھی ذکر کیا کہ آپ کے دینی دروس اور تقریریں جو یوٹیوب پر ہوتے ہیں، برابر سنتا ہوں اور استفادہ کرتا ہوں، ڈاکٹر انوار احمد، عبدالحنان صاحب، جاوید صاحب، قاسم صاحب، حافظ صاحب، جناب مجیب الرحمٰن صاحب وغیرہم ایک اچھے تاجر ہیں اور سلفیت کو فروغ دینے میں معاون ومددگار ہیں، اللہ ان لوگوں کی نیکیوں کو قبول فرمائے اور حلال کاروبار میں ترقی دے۔آمین۔

برادر عزیز مولانا رحمہ اللہ نے جس طرح وہاں سلفیت کی داغ بیل ڈالنے کی کوشش کی اور جھنڈانگر کے مخیرّین کو ترغیب دلاکر مدرسہ ومصلیٰ قائم کیا اور ایک فعال و سرگرم داعی اور مدرس کا انتظام کیا، اللہ کتاب وسنت کی دعوت کو عام کرے تاکہ بدعات وخرافات کا خاتمہ ہو۔

سفر سے واپسی کے بعد بہ نفس نفیس خود میری کلینک پر تشریف لائے اور اپنے حصہ کی رقم مجھ کو دی اور کہا کہ مولانا عبدالعظیم صاحب مدنی کو دے دیں گے، ایسی صورت میں ناظم جامعہ خدیجۃ الکبریٰ کو ٹیلی فون کیا کہ مولانا عبدالمنان صاحب سلفی نے اپنے حصہ کی رقم مجھ کو دیدی ہے، تو ناظم صاحب نے کہا کہ میں نے سب ادا کردیا ہے، یہ سننے کے باوجود وہ رقم زبردستی میرے حوالہ کردیا اور کہا کہ یہ دینی امور ہیں، ہم لوگ اسی میدان کے ہیں کبھی جلسوں اور جنازوں وغیرہ میں جانا ہوتا ہے، اس طرح سب مل بانٹ کر اخراجات برداشت کرلیں تو کسی پر بوجھ نہ ہوگا اور یہ مشن بہ آسانی چلتا رہے گا، ان شاءاللہ

مذکورہ واقعہ آپ کی اعلیٰ فکر کا غماز ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ آپ کے تمام خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے اور بشری لغزشوں کو درگزر فرماکر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔آمین

اللهم اغفرله وارحمه واعافه واعف عنه، واكرم نزله ووسع مدخله وادخله الفردوس الاعلى۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالنور سراجی
جھنڈانگر، نیپال

آہ! برادر عزیز شیخ عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ

۲۳/ اگست ۲۰۲۰ء مطابق ۳/ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز اتوار شب ۱۲:۳۵/ بمقام شہر بٹول نیپال اسپتال پہونچنے سے قبل برادر عزیز شیخ عبدالمنان سلفی نے داعی اجل کو لبیک کہا، اناللہ وانا الیہ راجعون، خبر سنتے ہی خانوادہ زکریا (جامعہ خدیجۃ الکبریٰ) پر غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا، اور آناً فاناً خلیجی و بیرون ممالک کے جماعتی حلقوں میں کہرام مچ گیا، بہر کیف طلوع فجر تک فیس بک موبائل کے ذریعہ بر صغیر کے اعزہ واقرباء و احباب جماعت میں آہ و بکا اضطراب و بے چینی ہونے لگی، لاک ڈاؤن میں یہاں سرحد پار کرنا ایک کٹھن امر تھا، لیکن احباب نے شرکت فرمائی۔

نماز جنازہ ۲/ بجے کا اعلان ہوا شرکائے جنازہ کے جم غفیر کی وجہ سے تین بلکہ چار مرحلوں میں نماز جنازہ ادا کی گئی، پہلی نماز جنازہ ناظم جامعہ سراج العلوم السّلفیہ مولانا شمیم احمد ندوی کی امامت میں جامعہ کی مسجد میں ہوئی اس کے بعد جھنڈا نگر کی قبرستان میں دوسری جماعت، صوبائی امیر جماعت اہل حدیث شیخ شہاب الدین مدنی حفظہ اللہ کی امامت میں ہوئی، لاک ڈاؤن کے باوجود ہزاروں محبین و صلحاء وعقیدت مندوں نے اپنے میر کارواں، عظیم داعی، مفکر و مدبر کو اپنی نم آنکھوں سے جھنڈا نگر کی قبرستان میں سپرد خاک کیا۔

آپ رحمہ اللہ رشتے میں میرے اکلوتے ماموں زاد بھائی اور میرے اکلوتے بہنوئی تھے، آپ ۱۹۵۹ء میں ایک مردم خیز گاؤں انتری بازار ضلع سدھارتھ نگر میں اپنی آنکھیں کھولیں ہجری سن کے اعتبار سے آپ نے تقریباً ۶۳/ بہاریں دیکھیں، آپ کے پسماندگان میں میری اکلوتی بہن آپ کی اہلیہ محترمہ، آٹھ بیٹے اور چھ بیٹیاں اور ۱۱/ پوتے و پوتیاں ہیں، جانشین کے طور پر آپ کے بڑے فرزند عزیزی مولوی سعود اختر سلفی سلمہ اللہ ایک عرصے سے جامعہ کی خدمت پر مامور ہیں جنہوں نے اپنے والد رحمہ اللہ کے ساتھ رہ کر بہت کچھ سیکھا ہے۔

یہ عظیم شخصیت جو آج ہمارے درمیان موجود نہیں ہے، یہ تابندہ ستارہ زندگی کے آخری لمحوں تک لوگوں کو روشنی دیتا رہا، منارہ نور بن کر سلفیت کی بے لوث خدمت و نشر واشاعت میں مصروف رہا۔

آپ کی باوقار شخصیت، ایک کہنہ مشق معلم، امام و خطیب، داعی و مبلغ، مقالہ نگار، مؤلف و مصنف مجلہ السراج کے مدیر، وکیل الجامعہ، ناظم جمعیۃ سدھارتھ نگر، نائب ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث اتر پردیش، سماجی کارکن کے طور پر جانے جاتے تھے، اتنے ڈھیر سارے خدمات اللہ رب العالمین قبول فرما کر آپ کے لئے توشۂ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آخرت بنائے، اس میں کچھ ایسی خدمات ہیں جو آپ کے حق میں صدقۂ جاریہ کے طور پر ہوگا، ان شاء اللہ۔

آپ جماعت کے ایک ممتاز رہنما، ایک وجیہہ قد وقامت بھاری بھرکم باہمت، عیش و آرائش و ریا ونمود سے کوسوں دور رہ کر ایک عوامی زندگی بسر کی، ذیابیطس، قلب و بلڈ پریشر جیسے امراض میں مبتلا ہونے کے باوجود آپ کے چہرے پر مسکراہٹ برستی تھی کبھی کسی سے اپنے عوارض کا ذکر نہ کرتے تھے، بیک وقت آپ میں کئی ایک خوبیاں پائی جاتی تھیں، ایثار وقربانی کا جذبہ رکھتے ہوئے اپنے اہل خانہ واعزہ واقرباء واحباب کے احوال وکوائف پر مستقل نظر رکھتے تھے۔

سماج و معاشرہ میں مقبولیت کی ایک خاص وجہ یہ تھی کہ حرص وطمع سے دور رہ کر اپنا دل صاف رکھتے تھے، آپ کو جامعہ سراج العلوم کے ذرے ذرے سے والہانہ محبت تھی، جامعہ کی معمولی نقصان کو برداشت نہیں کر پاتے۔

الحمدللہ ارباب جامعہ سراج العلوم السّلفیہ اس خانوادہ کی چوتھی نسل کو مراعات کے ساتھ قدر وتکریم کرتے چلے آرہے ہیں۔

بچپن کی تعلیم وتربیت آپ کے دادا مولانا محمد زماں رحمانی آپ کے والد محترم شیخ مولانا عبدالحنان فیضی رحمہما اللہ کی سرپرستی میں ہوئی یہ دونوں بزرگ اپنے دور میں جامعہ سے وابستہ رہ کر صدرالمدرسین کے منصب پر فائز رہے، درس و تدریس کے علاوہ خطابت، امامت، افتاء وغیرہ کے شعبہ سے منسلک رہے۔

تعزیتی پروگرام: عالم اسلام کے مشاہیر علمائے کرام نے درجنوں مقامات پر نماز جنازہ غائبانہ ادا کی اور اپنے اپنے تعزیتی پیغامات بھیجے (ZOOM) پروگرامنگ کے ذریعہ بے شمار علماء واحباب نے تعزیت ودعائے مغفرت کر کے آپ کو خراج عقیدت پیش کیا۔

صحافی زاہد آزاد جھنڈانگری تعزیتی پیغامات کو اخبارات وسوشل میڈیا پر مستقل نشر کرتے رہے اور عبدالصبور ندوی سلمہ اللہ کاٹھمانڈو نے سوشل میڈیا کے ذریعہ تیس سے زائد علماء و دانشوران کے احساسات و تاثرات یکجا کر کے آن لائن کیئر خبر میں نشر کیا۔

شیخ وصی اللہ مدنی، شیخ ارشد مکی، دکتور عبدالغنی القوفی صاحبان نے (Zoom) جیسے جدید انوکھے پروگرامنگ کا انعقاد کر کے ایک اہم کردار ادا کیا، تعزیت کرنے والوں کو سہولت میسر ہوئی اور لوگوں کا غم ہلکا ہوا اور شیخ عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ کو ڈھیر ساری مغفرت کی دعائیں ملیں، اللہ رب العالمین ریا ونمود سے ہم سب کو بچا کر شیخ رحمہ اللہ کے حق میں کی جانے والی دعائیں قبول فرمائے۔ آمین

جامعہ سلفیہ بنارس کو اپنے ابناء سلفی برادران کی دنیا فانی سے رخصت کا احساس ہوا جنہوں نے زوم پروگرامنگ کے ذریعہ تعزیتی احساسات کا اظہار کیا، شیخ رحمہ اللہ کے پسماندگان کو تعزیت کی آپ رحمہ اللہ کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

راقم الحروف کا ننہال انتری بازار میرے نانا مولانا محمد زماں رحمانی، ماموں مولانا مفتی عبدالحنان فیضی رحمہم اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میرا بچپن مدرسے کی چھٹیوں میں آپ ہی مرحومین کے ساتھ گزرا اسلئے مجھے یہ محسوس ہوتا رہا کہ میرے نانا، ماموں گاؤں میں رہنے کے باوجود کسان کا جو درجہ ملنا چاہیئے وہ نہ مل سکا کیوں کہ کھیتی بہت ہی مختصر یعنی بیگھ دو بیگھ سے زائد نہ تھی، اس سے اناج پیدا ہونے والا ایک دو ماہ بھی چلنا مشکل ہوتا تھا، زیادہ تر اجرت میں چلے جاتے تھے، ہاں لیکن آپ علم دین کی دولت سے مالا مال تھے، کوئی عالیشان مکان آج بھی نہیں ہے نہ پہلے تھا، اللہ کا شکر ہے جو مکان جب بھی تھا با پردہ تھا۔

میرے نانا رحمانی رحمہ اللہ نہایت ہی خوش پوشاک اور موقع مناسبت سے صافہ کا اہتمام کرتے اور خوشبوؤں سے معطر رہتے تھے، غریبی کے باوجود غریبی کا احساس نہیں ہونے پاتا، آپ کے دروازے سے کوئی سائل مایوس نہیں لوٹتا، بیشتر علماء مہمانوں کی ضیافت فرماتے اور گاؤں کے مکھیا وزمیندار بلکہ پورا گاؤں آپ کا ادب وتکریم کرتا، کسی سے اختلاف نہ تھا، مدرسہ بحر العلوم انتری بازار کو اپنے خون و پسینے سے سینچ کر بام عروج تک پہونچایا، اللہ مرحومین کی لغزشوں کو معاف کرکے حسنات کو قبول کرکے ان سب کی مغفرت فرمائے۔آمین

آپ رحمہ اللہ کے چودہ اولاد میں سے ۳/ بیٹے اور تین بیٹیوں کی شادیاں مناسب اوقات میں کرکے سبکدوش رہے بقیہ آٹھ بچے جو زیر تعلیم ہیں اللہ ان سب کی نگہبانی کرے، آمین، آپ کے تینوں داماد عالم دین وحافظ قرآن ہیں۔ (۱) حافظ عبدالوحید سلفی، (۲) عبدالصبور عبدالحنان فلاحی، (حافظ فضیل مدنی حفظہم اللہ۔

یوں برادر عزیز رحمہ اللہ برادر گرامی شیخ عبداللہ مدنی رحمہ اللہ کے ساتھ برسوں نیپال ہی میں رہ کر بڑے پیمانے پر دعوتی امور کو انجام دیا اور مجلّہ ''نور توحید'' کے مدیر بھی رہے۔

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لئے

آپ رحمہ اللہ یوٹیوب پر مستقل دروس کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے تھے، بخار آیا اور خون کے جانچ میں ٹائیفائڈ ثابت ہوا، عارضہ لاحق ہوئے کوئی ہفتہ ہی گزرا تھا، ۲۲/ اگست کو ڈاکٹر نفیس میڈیکل آفیسر نے جانچ کیا بخار نارمل رہا البتہ سانس میں کھر کھراہٹ تھی، آکسیجن کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اسپتال روانہ ہوئے تھے، آدھی رات گزرتے ہی راستے میں آپ کی سانس ہمیشہ کے لئے تھم گئی۔ إنا للہ وإنا الیہ راجعون، اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
ہمیں سوگئے داستاں کہتے کہتے

سراج علم میں ضوبار تھے ابن مفتی
تراث دین کے شہکار تھے ابن مفتی
سنن کے خوشنما مینار تھے ابن مفتی
رہِ توحید کے رہدار تھے ابن مفتی
حیات ہونے تلک دین کی تشہیر کئے
سنن کا درس دیئے جابجا تقریر کئے
وجود سلفی سے تھا مالا مال جھنڈانگر
ہے ان کے بعد بہت پر ملال جھنڈانگر
(زاہد آزاد جھنڈانگری)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زاہد آزاد جھنڈانگری

علماء کرام کے خیالات و تاثرات

علم وہ شئے ہے جو انسان کو بلندی عطا کرتا ہے، اور اسے عزت، شہرت، کامیابی و ترقی سے سرفراز کرتا ہے، انتری بازار سدھارتھ نگر کے ایک نوخیز طالب نے اپنے کو شریعت اسلامیہ کے علم سے مزین کیا تو لوگوں نے اسے اپنی انکھوں کا نور بنالیا، جسے دنیا مولانا عبدالمنان سلفی کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔

خطابت کے میدان میں ان کا ایک خاص مقام تھا، مولانا عبدالمنان سلفی کی تقاریر فرضی قصے کہانیوں پر مشتمل نہیں ہوتی، آپ جو بھی خطاب کرتے کتاب وسنت کی روشنی میں کرتے، اسی وجہ سے آپ کے خطبات بڑے علمی ہوتے اور سامع کو ہر خطبے میں علمی و تحقیقی باتیں مل جاتیں، وہ پوری تیاری کے ساتھ خطبہ دیتے تاکہ جو بات کہی جائے وہ مصدق ہو اور موضوع کا حق ادا ہوجائے، انہیں خصوصیات کی وجہ سے انہیں نمایاں مقام حاصل تھا۔

جھنڈانگر نیپال ایک علمی بستی ہے، شیخ عبداللہ مدنی جھنڈانگری رحمہ اللہ نے جب (۱۹۸۸) میں ملک نیپال کی پہلی اقامتی نسواں درسگاہ جامعہ خدیجۃ الکبریٰ کی بنیاد ڈالی تو مولانا عبدالمنان سلفی کو باحیثیت مدرس جھنڈانگر آنے کی دعوت دی، آپ نے اسے قبول کیا، آپ جامعہ خدیجہ الکبری میں سات سالوں تک درس وتدریس اور ماہنامہ ’’نورتوحید‘‘ کے مدیر کی حیثیت سے اپنی خدمات انجام دیتے رہے، آپ کے انتقال سے خانوادۂ میاں محمد زکریا رحمہ اللہ کافی غم زدہ ہے، ان کے انتقال پر بے شمار علمائے کرام کے تعزیتی پیغام مسلسل آتے رہے، جسے ہم قارئین کی نذر کررہے ہیں۔

بہت لگتا تھا دل صحبت میں ان کی
وہ اپنی ذات میں اک انجمن تھا

ا۔ اللہ مولانا سلفی کے حسنات کو قبول فرمائے ان کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے ان کے اعزہ واقارب کو صبر کی توفیق دے، آپ کے والد محترم مولانا عبدالحنان صاحب مفتی جامعہ اپنے زمانے کے بڑے علماء میں سے تھے درس وتدریس وعظ وارشاد میں زندگی گذار کر رخصت ہوے اللہ ان کو اپنی رحمتوں سے نوازتا رہے۔

اللہ اس علمی خاندان کی وراثت کو سنبھالنے کے لئے مولانا عبدالمنان کی اولاد میں سے کسی ہنرمند کو اس کی توفیق دے کہ علم سے لگاؤ رکھ کر علمی ترقی میں کوشش کرکے عمل سے اپنے کو مزین کرکے اللہ کے خالص دین کی خدمت کی توفیق دے تاکہ اپنے والد و دادا کے لئے صدقۂ جاریہ بن سکیں اللہ ہم سب کو اپنے دین پہ رکھ کر کے زندگی گزارنے کی توفیق دے یہ دنیا چند دن کی ہے سب کو یہاں سے جانا ہے وہی کچھ دنیا سے لیکر جانا ہے جو ہم نے عمل صالحہ کئے ہیں اس لئے ہم سب کو اللہ سے ڈرکر زندگی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

گزارنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(ڈاکٹر وصی اللہ محمد عباس مفتی حرم سعودیہ عربیہ)

۲۔مولانا رحمہ اللہ کی وفات ہم جملہ سلفیان نیپال و بھارت کے لئے عظیم حادثہ ہے،آپ نے نہایت جدوجہد اور عمل پیہم سے بھرپور زندگی گزاری ۱۹۸۲ء میں جامعہ سلفیہ بنارس سے فراغت کے بعد قاسم العلوم گلہریا گونڈہ، معہد التعلیم الاسلامی دہلی سے وابستہ رہ کر تقریباً ۷؍سال تک تدریسی و دعوتی خدمات انجام دیا، اس کے بعد تو آپ نیپال کے ہی ہوکے رہ گئے، غالباً ۱۹۸۹ء سے ۱۹۹۶ء (کل سات سال) تک مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ میں مدرس و منتظم و مدیر ''نورتوحید'' کی حیثیت سے، ۱۹۹۶ء سے تادم حیات (اگست ۲۰۲۰ء) جامعہ سراج العلوم السّلفیہ سے مرتبط رہ کر (کل ۲۴؍ سال) تدریسی، دعوتی، انتظامی خدمات کے ساتھ مجلّہ ''السراج'' کے مدیر، جامعہ کے ریکٹر اور ضلعی جمعیت سدھارتھ نگر کے ناظم کی ذمہ داری بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔آپ کافی محنتی تھے کام سے نہ تو جی چراتے اور نہ ہی ہمت ہارتے،طلبہ کے ساتھ عوام وخواص میں بھی مقبول تھے،کتنی اور کون کون سی خوبیاں ذکر کی جائیں۔بس۔

اللہ بخشے بہت سی خوبیاں تھیں جانے والے میں

(مولانا) محمد ہارون سلفی

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث نیپال

۳۔ مولانا سلفی رحمہ اللہ نے فراغت کے معہد التعلیم الاسلامی دہلی، جامعہ قاسم العلوم گلہریا، اور جامعہ خدیجۃ الکبریٰ کے بعد جامعہ سراج سے وابستہ رہ کر، تدریس، تصنیف، دعوت اور تبلیغ میں گزار دی، اور اپنی تصانیف بطور صدقۂ جاریہ چھوڑ گئے، ہند و نیپال کی کانفرنسوں میں پوری تیاری کے ساتھ شرکت کرتے تھے۔

(مولانا عبدالحئی مدنی)

۴۔مولانا عبدالمنان سلفی کی رحلت ایک بڑا حادثہ فاجعہ ہے، وہ ایک فعال اور متحرک عالم دین تھے، وہ بیک وقت کئی محاذوں پر کام کررہے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو زبان وقلم دونوں صلاحیتوں سے نوازا تھا، اور آپ ان صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کرتے تھے۔

(مولانا اسعد اعظمی)

۵۔علماء کی دفات حسرت آیات سے عبقریات جماعت کی رحلتوں کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ رکنے کا نام نہیں لے رہا ہے، شیخ عبدالمنان کی اچانک وفات سے جماعت و جمعیت و اقربا کا کلیجہ صدلخت ہوکررہ گیا۔ جماعت اہلحدیث سدھارتھ نگر اپنے فعال سکریٹری سے محروم ہوگیا، اور ایک فعال ودور اندیش شخصیت سے ہاتھ دھو بیٹھی ہے۔اسی طرح ملی سیاسی مسائل پر مثبت وتعمیری مشورے اور صحیح سمتوں کی تعیین کرکے اپنی دوراندیشی اور عقابی نظر کا ثبوت دیتے۔

(مولانا عبدالرحیم امینی)

۶۔جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر کے ماہر استاد، ووکیل الجامعہ وماہنامہ السراج کے ایڈیٹر، ضلعی جمعیت سدھارتھ نگر کے ناظم مولانا عبدالمنان سلفی کئی دنوں کی علالت کے بعد اس دار فانی کو چھوڑ کر اپنے رب حقیقی سے جا ملے، انا اللہ وانا الیہ راجعون،

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مولانا سلفی متحرک، مضبوط ہمت وارادہ کے مالک، کہنہ مشق استاذ، پختہ فکر وسیال قلم کے دھنی، اچھے منتظم وخوش مزاج ومرنجاں مرنج طبیعت کے مالک تھے، ۱۹۹۶ء میں میرے بعد مجلّہ السراج کے ایڈیٹر بنے تو اسے مستعدی سے نہ صرف جاری رکھا بلکہ اس کے معیار کو بہتر کیا، کئی کئی خاص نمبرات شائع کیے، ضلعی جمعیت کو بھی متحرک رکھا، اس قدر جلدی ہم لوگوں سے رخصت ہو جائیں گے اس کا کسی کو اندازہ نہیں تھا، کیونکہ مضبوط قد کاٹھی کے آدمی تھے، مگر موت سے کس کو رستگاری ہے،

دبستان اردو کے بھی معزز رکن تھے اس کی طرف سے بھی تعزیت پیش کی جاتی ہے

حق مغفرت کرے۔ اللہ ان کی جملہ حسنات کو قبول فرما کر اعلی علیین میں جگہ عنایت فرمائے، ادارہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے، ان کے پسماندگان واہل خانہ کو اس مشکل گھڑی میں صبر جمیل عطا فرمائے آمین یارب العالمین

(مولانا) عبدالمبین ندوی۔ دہلی

۷۔ دل رنجور ہے، طبیعت اداس ہے، لفظوں نے ساتھ دینا چھوڑ دیا ہے، دل ہک سے ہو کر رہ گیا اور ہم ٹھگ مارے سے رہ گئے۔

علماء کا یہ مسلسل سانحہ ارتحال کچھ عجیب وغریب احساسات کی آگ لگا رہا ہے، دبے پاؤں اندیشے بھی دل وجگر میں راہ بنا رہے ہیں، اندوہ بلا کا زور ایسا ہے کہ اوہام کی پرچھائیاں بھی جھکی چلی آرہی ہیں، حوصلوں کی دھوپ کا رنگ پھیکا پھیکا سا ہے کھڑی دوپہر بھی زرد زردسی ہے۔

شیخ عبدالمنان سلفی ہمیشہ دعاؤں میں یاد رکھتے تھے اور بڑی ہی خورد نوازی کا مظاہرہ فرماتے رہتے تھے عزیزی حامد عبدالمنان طالب کلیہ شریعہ کے ذریعہ حال احوال پوچھتے رہتے اور سلام ودعا سے نوازتے رہتے تھے، سلفی حمیت کوٹ کوٹ کر بھری تھی کئی سالوں قبل جب جماعت اسلامی کے بعض ارباب قلم سے علمی نوک جھونک ہوئی تو جہاں لوگوں نے بے جا نصیحتوں اور حوصلہ شکن شفقتوں کی بھرمار کر دی تھی مولانا محترم نے بڑا حوصلہ دیا اور سراہا بھی، غائبانہ مولانا مجھے عہد طالب علمی ہی سے خیر سے یاد فرماتے رہے یہ ان کی ذرہ نوازی اور علم دوستی تھی دراصل اس قسم کی چیزیں نئے پڑھنے لکھنے والوں کیلئے بڑی قوت کا کام کرتی ہیں۔

اللہ تعالی تمام کی مغفرت فرمائے اور جو باقی ہیں ان کی حفاظت فرمائے۔ آمین

(شعبان بیدار صفاوی)

۸۔ مولانا عبدالمنان سلفی ایک علمی وادبی شخصیت کا نام ہے، آپ خلیق، ملنسار، منکسر المزاج انسان تھے، جب ملتے حد درجہ شفقت سے پیش آتے۔ ان سے ہمارے تعلقات خاندانی تھے، آپ کے والد مفتی جامعہ مولانا عبدالحنان رحمہ اللہ ہمارے مشفق استاذ رہے اللہ رب العزت سے دست بدعا ہوں کہ ان کے انسانی لغزشوں کو در گزر فرماتے ہوئے جنت میں اعلی مقام عطا فرمائے، اور جو خدمات انھوں نے انجام دیا اس کو ان کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے۔

(ثاقب ہارونی)

۹۔ مولانا عبدالمنان سلفی سے میں ۱۹۹۸ میں اس وقت واقف ہوا جب انھوں نے السراج میں میرا پہلا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مضمون شائع کیا، اس کے بعد ایک دو بار ملاقات بھی ہوئی، والد صاحب کا انتقال ہوا تو انھوں نے وقیع مضمون لکھا، واٹس ایپ پر کبھی میسج کی شکل میں گفتگو بھی ہو جاتی تھی، آپ ایک عالم خطیب ادیب صحافی استاد مترجم اور منتظم تھے گویا متنوع الجہات شخصیت کے مالک تھے، آپ کے اچانک انتقال سے ایسا علمی وادبی خلا پیدا ہو گیا ہے جس کا پر کرنا آسان نہیں ہوگا۔ اللہ ان کی مغفرت کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔

(شمس کمال انجم)

۱۰۔ بھائی جان کے رخصت ہونے سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا مشکل نظر آرہا ہے، آپ بہترین اعلیٰ اخلاق کے انسان تھے اور اس کے علاوہ بہت سی خوبیاں تھیں، آپ کے ہم تمام بھائیوں سے دوستانہ ومشفقانہ تعلق تھا۔ اللہ آپ کی مغفرت فرمائے اور ہمارے بھانجوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(مولانا) محمد اکرم عالیاوی

۱۱۔ طرفین سے وہ ہمارے برادر نسبتی تھے ہمارے عم زاد بھائی محمد اکرم سلمہ سے ان کی بہن منسوب تھیں اور مولانا رحمہ اللہ سے ہماری عم زاد بہن منسوب تھیں ہمارے بچے ان کو ماموں اور ان کے بچے ہم کو ماموں کہتے تھے، اس لئے ہم لوگوں میں مذاق کا دور بھی خوب چلتا تھا۔ بھائی جان اچھے اخلاق کے مالک تھے، اور دوستوں کے بہترین دوست تھے وہ دوسروں کے معاون مددگار قسم کے آدمی تھے۔

(عبدالعزیز شاہد)

۱۲۔ بے شک آپ کہنہ مشق مدرس توحید وسنت کے علم بردار اور میدان صحافت کے عظیم شہسوار تھے، آپ کی شخصیت علمی دنیا کی ایک ممتاز ومعروف شخصیت تھی، آپ کا شمار جماعت اہلحدیث کے کبار علماء کے صفحہ اول میں تھا، آپ اصحاب علم میں مصدر ومرجع کی حیثیت رکھتے تھے، پیچیدہ مسائل کو بتوفیق الٰہی کتاب وسنت کے حوالہ سے بآسانی حل کر دیا کرتے تھے، اللہ تعالی نے آپ کو علم وفضل اخلاص وتقویٰ کے ساتھ بہت سے اوصاف حمیدہ سے نوازا تھا، آپ صوبائی جمعیت اہلحدیث یوپی کے نائب ناظم اور ضلعی جمعیت اہلحدیث سدھارتھ نگر کے ناظم اعلیٰ بھی تھے، اس میدان میں بھی آپ نے نمایاں خدمات انجام دیں، جو آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

آپ جامعہ سراج العلوم السلفیہ جھنڈانگر کی خدمت کے ساتھ ساتھ جماعت کی دیگر جمعیات کو بھی گراں قدر مخلصانہ آراء اور نصیحتوں سے نواز کر حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے، انہیں میں سے ایک جمعیت السلام للخدمات الانسانیہ نیپال بھی ہے جس کی تاسیس سے ہی آپ تاحیات اپنے قیمتی آراء وہدایات سے نواز کر جمعیت کے ذمہ داروں کا حوصلہ افزائی کرتے تھے۔

(شمیم الرحمٰن عبدالغفور اثری)

۱۳۔ بلاشبہ آپ گوناگوں خصوصیات کے حامل تھے، جس شعبہ میں قدم رکھا اپنی پہچان بنائی، آپ کی ۳۸ رسالہ طویل تدریسی خدمات سنہرے حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں، آپ قلم سے سطح قرطاس پر علم وحکمت کے موتی بکھیرنے کا خاص ملکہ رکھتے تھے، اسی لئے آپ کا شمار

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

برصغیر ہندو پاک کے ممتاز مصنفین وقلمکاروں میں ہوتا تھا، مختلف جماعتی جرائدورسائل اورسرزمین جھنڈانگر سے شائع ہونے والے دو میگزین ''نورتوحید'' اور'' السراج'' کی ادارت کے تقریباً چوبیس سالوں میں آپ کے تحریر کردہ اداریے، تبصرے، وفیات، متنوع عنوانات پر علمی وتحقیقی مقالات اورسوانحی مضامین کے علاوہ آپ کی مطبوعہ وغیر مطبوعہ بلند پایہ تصنیفات، اورعلمی سمینار میں پیش کئے گئے سیکڑوں پرمغز مقالات اس پرشاہد ہیں۔

آپ ایک عظیم داعی ومبلغ اور بلند پایہ خطیب تھے، آپ جہاں بھی رہے خطبۂ جمعہ و دروس کا سلسلہ برابر جاری رکھا، جامعہ سراج العلوم سے وابستگی کے بعد آپ جامعہ کی مرکزی مسجد میں مستقل خطبۂ جمعہ دیا کرتے تھے، ہند و نیپال میں بطور خطیب ومقرر آپ کی بڑی شہرت و مقبولیت تھی، آپ کے خطبات جمعہ کی سماعت کے لئے جھنڈانگر و بڑھنی کے علاوہ قرب جوار کے لوگ بھی ذوق و شوق سے آیا کرتے تھے، آپ تبلیغی ودعوتی کانفرنسوں اور اجتماعات میں بطور خطیب و ناظم اجلاس بھی شرکت فرماتے، آپ کے خطابات وتقریریں قرآن وحدیث کے دلائل و براہین سے مزین اور نہایت موثر و دلنشین ہوا کرتے تھے، آپ کے لب ولہجہ میں بے پناہ اعتماد اور اندازتکلم میں وقار اورایک خاص جلال پایا جاتا تھا، اسی طرح آپ کی جماعتی ومسلکی خدمات بھی قابل تحسین ہیں، اللہ قبول فرمائے۔آمین

(مولانا)افضال احمد سلفی، قطر

۱۴۔مولانا مرحوم میری اہلیہ کے سگے پھوپھا تھے، میری آپ سے متعدد ملاقاتیں رہی ہیں آپ دوبار میرے گھر تشریف بھی لاچکے تھے، آپ سے جھنڈانگر میں اکثر ملاقات ہوتی یوں تو آپ ہنستے مسکراتے ہوئے بڑی عقیدت ومحبت سے ملتے اوراپنائیت کا اظہارفرماتے، آپ نہایت خلیق ملنسار باعمل عالم دین تھے، آپ کواللہ تعالی نے ہمہ جہت صلاحیتوں سے نوازا تھا، آپ صاحب قلم اوروسیع العلم انسان تھے، آپ نے صحافتی میدان میں فعال کرداراداکیا آپ کے بے شمارمضامین ومقالات اخبار وجرائد کے زینت بنے، آپ نے کئی عربی کتابوں کا اردو میں ترجمہ بھی کیا ہے اورکئی کتابوں کی تصنیف بھی کی ہے جن میں سے کچھ مطبوع اور کچھ غیر مطبوع ہیں، ہندونیپال کے مختلف ماہناموں رسالوں میں خصوصاً ماہنامہ''السراج''میں آپ کے مضامین کئی قسطوں میں شائع ہوتے تھے، کبھی کبھی آپ ماہنامہ ''السراج'' کا اداریہ بھی لکھتے تھے جسے علماء طبقہ بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھتے تھے۔

(مولانا)عبدالواحداثرانصاری

۱۵۔مولانا عبدالمنان سلفی جامعہ سلفیہ میں مجھ سے چارسال سینئر تھے۔مجھ سے بہت اچھے مراسم تھے، شیخ مجھ کو اپنا چھوٹا بھائی مانتے تھے، وہی طالب علمی کا تعلق تھا کہ میں نے اپنی دونوں بیٹیوں کا نکاح مولانا رحمہا اللہ سے ہی پڑھوایا اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس عطا فرمائے آمین ۔وہ ایک مدرس ہی نہیں ایک اچھے خطیب وواعظ بھی تھے نکاح میں صرف ایجاب وقبول ہی نہیں کراتے تھے بلکہ نصیحت اورخطاب بھی کرتے تھے۔

(ڈاکٹرانوارالحق کلکتہ یونیورسٹی میڈیکل کالج)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

عبدالصبور ندوی۔ کاٹھمانڈو

آہ! پھوپھا جان
تم جیسے گئے ایسے بھی جاتا نہیں کوئی

حضرت مولانا عبد المنان سلفی کو آج رحمہ اللہ لکھتے ہوئے کلیجہ پھٹتا ہے، بے یقینی کی کیفیت ہے: نہیں وہ ابھی بھی ہمارے درمیان ہیں: قضا وقدر پر ایمان ہے اسی لئے احباب نے انھیں منوں مٹی تلے دفنا دیا؛ مرحوم نہ صرف ہمارے پھوپھا جان تھے بلکہ ایک سر پرست رہنما اور مربی تھے؛ لاک ڈاؤن کے تسلسل نے آخری دیدار سے بھی محروم کردیا؛ کیسے چلے گئے؟ اور اتنی جلدی یہ داغ مفارقت، رب کریم! تو ان پر اپنی خصوصی رحمت کی برکھا نازل فرما۔

رہنے کو سدا دہر میں آتا نہیں کوئی
تم جیسے گئے ایسے بھی جاتا نہیں کوئی

کائنات کی وسعتوں میں ایک شخص کی کمی کا احساس دیرپا نہیں ہوتا، دنیا کی ہلچل میں روزانہ کتنے جنازے اٹھتے ہیں، کتنی قبریں بنتی ہیں، اور کتنے چاند تاروں کو اپنی آغوش میں سمیٹ لیتی ہے۔ ہر موت بے شمار آنکھوں میں آنسو اور دلوں میں زخم چھوڑ جاتی ہے، سوگواروں کی سسکیاں اور آہیں کتنے دلوں کو مجروح کرتی ہیں، پھر رفتہ رفتہ وقت مرہم پاشی کر کے زخم مندمل اور ماحول بحال کر دیتا ہے، یہ ہوتا آیا ہے، ہوتا رہے گا، موت وزیست کی کہانی روز ازل سے کہی اور سنی جاتی ہے اور ابد تک اسی طرح دہرائی جاتی رہے گی، بعض اموات ایسی ضرور ہوتی ہیں جن کی خبر بجلی بن کر گرتی ہے اور مدت مدید کے لئے ویرانی واداسی پیدا کردیتی ہے۔ پھوپھا جان کا سانحۂ ارتحال بھی انہی میں سے ایک ہے۔ دادا جان مولانا عبد الوہاب ریاضی (وفات ۴/ نومبر ۲۰۱۴ء)، عم گرامی حضرت مولانا عبد اللہ مدنی جھنڈانگری (وفات ۲۲/ دسمبر ۲۰۱۵ء)، بابا شیخ الحدیث مفتی جامعہ سراج العلوم حضرت مولانا عبد الحنان فیضی (وفات ۳/ فروری ۲۰۱۷ء) اور اب پھوپھا جان مولانا عبدالمنان سلفی (وفات ۲۳/ اگست ۲۰۲۰ء) رحمہم اللہ کے سانحۂ ارتحال نے مجھے ذاتی طور پہ بہت جھنجھوڑا ہے، میری زندگی میں یہ شخصیتیں دھوپ کی مانند تھیں، جن سے روشنی ملتی تھی، جن کے سایۂ شفقت نے پڑھنے اور بڑھنے کا حوصلہ دیا، یہ ہستیاں میرے لئے دیوار تھیں، جو ایک طاقت کا احساس کراتی تھیں۔ کہاں جاؤں اب انہیں ڈھونڈنے۔

۱۹۶۰ء میں انتری بازار جیسے مردم خیز موضع کے افق سے طلوع ہونے والا یہ تابندہ ستارہ عمر بھر لوگوں کو روشنی دیتا رہا، منارۂ نور بن کر سلفیت کی بے لوث نشر واشاعت کی، لوگ فیضیاب ہوتے رہے، ۲۳/ اگست ۲۰۲۰ء کی تاریخ کیا آئی، رب کائنات نے اس ستارے کو ہماری نظروں سے اوجھل کردیا۔ ﴿مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ﴾ (الحدید: ۲۲)۔

پھوپھا مولانا عبدالمنان سلفی ایک بہترین داعی، استاذ، صحافی، منتظم کار، خطیب تھے۔ وہ بڑے سے بڑے پروگرام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور کانفرنسز کو مرتب کرکے کامیابی سے ہمکنار کرانا جانتے تھے۔ ہندونیپال کے بہت سارے جلسے کانفرنسز اور مختلف النوع پروگرامز کی کامیابی کا سہرا انہی کے سرجاتا ہے۔

بات اگر میں قلم کی کروں جس نے ہر دور میں اپنی طاقت اور اہمیت کا لوہا منوایا ہے، تو پھوپھا رحمہ اللہ نے زمانۂ طلب علم سے ہی صحافت کی اہمیت وضرورت کو بھانپ لیا تھا اور اسی ذوق نے انہیں جامعہ سلفیہ بنارس کے مجلّہ المنار کا مدیر بناڈالا۔ میں نے جب قلم اٹھایا اور ٹوٹی پھوٹی سطریں لکھنے لگا تو اس وقت دو شخصیتیں تھیں جنھوں نے میری قلمی اصلاح کران سطروں کو قابل اشاعت بنایا۔ ایک پھوپھا مولانا عبد المنان سلفی رحمہ اللہ اور دوسری شخصیت تھی مشہور صحافی جناب قطب اللہ خان صاحب حفظہ اللہ- تیسری ہستی تھی عم گرامی حضرت مولانا عبداللہ مدنی رحمہ اللہ کی؛ جنھوں نے قدم قدم پر حوصلہ افزائی کی؛ یہاں تک کہ جب میں ندوہ سے ۲۰۰۰ء میں عالمیت کرکے گھر لوٹا تو انھیں بیرون ملک کا سفر درپیش ہوا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ اس دوران نورتوحید کی ترتیب اور اداریہ تمہارے ذمہ، دوشمارے کا اداریہ میں نے لکھا لیکن تشفی نہیں ہوئی اور اصلاح کے لئے میں پھوپھا مولانا عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ کے پاس پہنچ گیا اور انہوں نے اس کے نوک پلک درست کئے، میں ان شخصیتوں کا الفاظ میں شکریہ ادا نہیں کرسکتا- اللہ ان سب سے راضی ہو۔

غالبا سن ۲۰۰۱ء کی بات ہے پھوپھا رحمہ اللہ کو چنروٹا ایف ایم ریڈیو سے ماہ رمضان میں یومیہ ایک گھنٹہ دعوتی پروگرام کا آفر ملا، پھوپھا نے مجھے اور برادرم سعود اختر سلفی کو بلایا اور کہا تم لوگ اس کی ترتیب دو، پھر انکے اشراف میں ہم تینوں نے پروگرام کو چلایا اور اس دوران ان سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔

پھوپھا رحمہ اللہ کی شخصیت: اور انکے کارنامے ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھے جائینگے کیونکہ وہ ایک معتبر مستند عالم دین وصحافی اور عوام میں محبوب و ہر دلعزیز تھے، ان سے ہمیں بیحد پیار ملا، ماہنامہ "نورتوحید" اور "السراج" کی ۳۱ سالہ ادارت انکی صحافتی خدمات کی اہم کڑی ہے، میں نے بعض نامہ نگاروں کو دیکھا کہ وہ خبروں کی اصلاح کے لئے آپ سے رجوع ہوتے تھے، مارچ ۲۰۲۰ء میں عالمی وباء کورونا کے سبب جب ہند ونیپال میں ملک گیر لاک ڈاؤن ہوا تو اس موقع پر اپنی ملی ذمہ داری سمجھتے ہوئے مدارس اور مساجد کے حوالے سے مسلمانوں کے لئے اپیل جاری کی جسے کئی اخبارات نے نشر کیا اور اس کا خاطر خواہ اثر ہوا، سوانح نگاری آپ کا پسندیدہ عمل تھا؛ شخصیات کے انتقال پر وہ خوب لکھتے تھے؛ لاک ڈاؤن کے دوران جب جامعہ خیر العلوم کے ناظم جناب ڈاکٹر عبدالباری صاحب کا انتقال ہوا تو پھوپھا نے ان کی شخصیت پر ایک جامع تحریر لکھی؛ اور وہ تحریر مجھے بھی بھیجی تھی جسے میں نے کئیر خبر میں نشر کیا تھا، غالبا یہ انکی آخری تحریر تھی۔

بہت سی یادیں ان سے وابستہ ہیں، وہ شفقت ومحبت کے پیکر اب کہاں ملیں گے؛ جن کا وجود ہماری زندگیوں میں مانند چراغ تھا۔ اب تو لگتا ہے کہ تاریکیوں کے سائے دراز ہوچلے ہیں۔ رب کائنات سے دست بدعا ہوں کہ وہ آپ کی دینی ودعوتی خدمات کو شرف قبولیت بخشے اور اعلی علیین میں جگہ دے اور ہم تمام پسماندگان کو صبر کی توفیق دے، گرچہ شکایت باقی رہے گی۔

تھی ابھی محفلِ ہستی کو ضرورت تیری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نجمہ پروین ہاشمی
معلّمہ جامعہ خدیجۃ الکبریٰ کرشنانگر

ایک نامور عالم دین

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

جامعہ سراج العلوم کے ایک مایہ ناز استاد وکیل الجامعہ، ماہنامہ ''السراج'' کے ایڈیٹر اور ضلعی جمعیت اہل حدیث سدھارتھ نگر کے ناظم، صاحب قلم، بے باک خطیب جناب مولانا عبدالمنان صاحب سلفی رحمہ اللہ علیہ نے مختصر سی علالت کے بعد مورخہ ۲۳/ اگست ۲۰۲۰ء بروز اتوار کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا ''إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ''

یہ خبر ہم سبھی کیلئے بڑی جانکاہ تھی، سن کر سخت صدمہ لاحق ہوا کیونکہ ہم نے ایسی ہستی کھوئی تھی جو برسوں میں پیدا ہوتی ہے۔

میں آپ کے بارے کیا خامہ فرسائی کروں چھوٹا سا منہ بڑی بات کے مترادف ہے لیکن آپ سے والہانہ عقیدت مجھے خاموش بھی نہیں رہنے دیتی لہٰذا چند سطور میں حوالہ قلم کر رہی ہوں کئی سالوں پہلے ۱۹۹۸ء میں جب میں نیپال کی پہلی اقامتی نسواں درسگاہ جامعہ خدیجۃ الکبریٰ، جھنڈانگر نیپال سے منسلک ہوئی تو یہاں میں نے معلمات کی زبانی آپ کا ذکر جمیل سنا سب آپ کی معتقد تھیں کیوں کہ جامعہ کے ابتدائی ایام میں آپ نے یہاں پر درس و تدریس کے علاوہ مختلف ذمہ داریاں انجام دی تھیں، جس کا چرچہ تھا بقول شاعر

ابھی اس راہ سے گزرا ہے کوئی
کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

آپ منتظمین جامعہ کے رشتے میں آتے تھے اور یہ رشتہ داریاں جانبین سے تھیں، بعد میں مجھے آپ کو دیکھنے اور سننے کا موقعہ ملا اور استفادہ کرنے کا بھی، کسی بھی خاص موقع پر آپ جامعہ میں مدعو کئے جاتے آپ تشریف لاتے، یہاں طالبات معلمات سب کو خطاب کرتے اپنی قیمتی نصیحتوں سے نوازتے ہم سب مستفید ہوتیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو گوناگوں صلاحیتوں سے نوازا تھا آپ کی شخصیت باوقار اور تاریخ ساز تھی قوم وملت جماعت، جمعیت کیلئے آپ بڑا درد رکھتے تھے آپ ایک داعی کی صفت سے متصف تھے اور بے شمار خوبیوں کے مالک بھی تھے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی مساعیٔ جمیلہ کو قبول فرمائے، یہاں بقا اور دوام تو کسی کو نہیں ہے سب کو اللہ تعالیٰ کے ازلی قانون: ﴿كل نفس ذائقة الموت﴾ کے تحت فنا کا جام پینا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو کروٹ کروٹ جنت دے، آمین۔ اللهم اغفر له وارحمه واعفه و اعف عنه

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شیخ محمد سلیم ساجد مدنی
سعودی عرب

تعزیتی کلمات

Mohd Saleem Sajid Al-Madani
محمد سلیم ساجد المدني

كن داعيا إلى الله تعالى

Date :
Ref. no :

التاريخ : ٢٠٢٠/٧/٢٨
الرقم :

گرامی قدر جناب شیخ/عبدالعظیم مدنی جھنڈانگری صاحب/رئیس مرکز التوحید نیپال/حفظہ اللہ تعالی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،،، امید کہ مع اہل وعیال ہر طرح بخیر ہوں گے۔

آپ کے معزز رشتے دار، مرکز التوحید اور ماہنامہ نور توحید کے سابق استاذ وایڈیٹر، جامعہ سراج العلوم کے بے لوث خادم، ہر دلعزیز استاذ، وکیل الجامعہ، ماہنامہ السراج کے نامور ایڈیٹر، ضلعی جمعیت اہل حدیث سدھارتھ نگر کے معروف ناظم، مخلص داعی، بے باک خطیب، کہنہ مشق قلمکار، تجربہ کار صحافی، درجنوں کتابوں کے مولف ومترجم، بہترین منتظم، مہمان نواز، قوم وملت کے ہمدرد وبہی خواہ اور گوناگوں خوبیوں کی حامل شخصیت فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ کی وفات پرملال کی خبر میں نے انتہائی حزن وملال اور رنج وغم کے ساتھ سنی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شیخ رحمہ اللہ کی رحلت ملت وجماعت کے لئے ایک عظیم خسارہ اور دلدوز سانحہ ہے، میں عالم اسلام اور جمعیت اہل حدیث کو پیش آنے والی اس مصیبت میں شریک غم ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی شیخ رحمہ اللہ کی دینی اور قومی بیش بہا خدمات کو قبول فرمائے' ان کی علمی اور دعوتی وراثت کو تا قیامت جاری رکھے' ان کی بشری لغزشوں سے درگذر فرمائے، انہیں جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے، جمعیت وجماعت اور سلفیان ہند ونیپال کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

اللہ تعالی آپ کی زندگی لمبی کرے اور قومی وملی خدمات کی مزید توفیق بخشے۔ آمین۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

شریک غم:

محمد سلیم ساجد مدنی

ناظم اعلی مرکز الفرقان الاسلامی جھنڈور، نیپال۔

داعی مکتب دعوت وارشاد غرب الدیرۃ۔ ریاض۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شیخ عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ کی یاد میں

ساز ہستی پہ کوئی راگ چھڑے
نیلے گردوں پہ تیری بزم سجے

کہکشاؤں کی شاہراہوں پے
اپنی بارات کا تو نوشہ بنے

فرش سے عرش تک خلاؤں میں
موج و مستی کا کاروبار چلے

مرحبا آفریں، خوش و خرم
حور و غلمان کا یہ نغمہ بنے

تاروں کے مخملی گلچوں پے
تیرے قدموں کا نقش ناز بنے

تیرے مرقد میں روشنی کے لئے
علم و عرفاں کی ایک شمع جلے

تیرے آرام کی خاطر شب، روز
سبزہ و گل کا حسیں غنچہ کھلے

تیری تصویر دیکھ دل لرزے
کچھ نہ لکھتے، نا ہی کچھ کہتے بنے

بزم فیضی ہوئی سونی سونی
تجھ سا دلبر بھلا کہاں سے ملے

عبدالرحیم امینی۔ جامعہ دارالہدیٰ، یوسف پور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وہ زہد و حلم کا پیکر حقیقت میں قد آور تھا

سلف کا ترجماں تھا وہ جماعت کا خزینہ تھا
سراج علم کا وہ بیش قیمت اک نگینہ تھا
جو کرلے غیر کو اپنا ملا ان کو قرینہ تھا
سبھی کے دل کو بھا جائے محبت کا سفینہ تھا
میں بتلاؤں کہ وہ تھا کون کیسے ان کو پائیں گے؟
تو پھر منان سلفی یاد آئیں گے، تو پھر منان سلفی یاد آئیں گے

شناسائی تھی لوگوں سے سدا رب کا ثناور تھا
جو عالم با عمل تھا دین پر بالکل نچھاور تھا
اخوت بھائی چارے کا وہ اک شجر تناور تھا
وہ زہد و حلم کا پیکر حقیقت میں قد آور تھا
مثال و وصف جب جب بھی کہیں ایسا تلاشیں گے
تو پھر منان سلفی یاد آئیں گے، تو پھر منان سلفی یاد آئیں گے

ضلالت ماند پڑجائے وہی شمعیں جلائی تھیں
شعاع توحید کی پھوٹے وہی کرنیں جلائی تھیں
جہالت ختم ہوجائے وہ قندیلیں جلائی تھیں
اجالے ہی اجالے ہوں وہ قندیلیں جلائی تھیں
چراغ ایسا زمانے میں کبھی ایسا تلاشیں گے
تو پھر منان سلفی یاد آئیں گے، تو پھر منان سلفی یاد آئیں گے

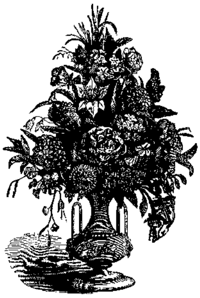

دعا جاوید مانگے بخش دے ان کی خطا ساری
الٰہی رحم کر ان پر کہ ہے تیرا کرم بھاری
بنا مہمان جنت کا کرم تیرا رہے جاری
یہاں جو ساتھ تھے ان کے رہے ان کی وہاں یاری
کچھ ایسی ہی دعاؤں کے لئے جب ہاتھ اٹھائیں گے
تو پھر منان سلفی یاد آئیں گے، تو پھر منان سلفی یاد آئیں گے

جاوید احمد سنابلی، بکراپوکھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حامد عبدالمنان سلفی
متعلم جامعہ سلفیہ۔ بنارس

والد محترم ایک نظر میں!

نام ونسب: مولانا عبدالمنان سلفی بن مولانا عبدالحنان فیضی بن مولانا محمد زماں رحمانی بن نبی احمد بن بالے دین۔

تاریخ پیدائش: ۱۱ر۱ر۱۹۶۰ء۔

مقام پیدائش: محمودوا گرانٹ، انتری بازار، ضلع: سدھارتھ نگر

تخلص: مومنؔ

نسبت: جامعہ سلفیہ بنارس کی طرف نسبت کرکے سلفی لکھتے تھے۔

تعلیمی مراحل: ابتدائیہ: المعہد الاسلامی بحرالعلوم، انتری بازار، سدھارتھ نگر، ۶ر سال از: ۱۹۶۶ تا ۱۹۷۱ء۔

متوسطہ: جامعہ سراج العلوم السّلفیہ جھنڈانگر، نیپال ۷۳۔۱۹۷۲ء

المعہد الاسلامی اکرہرا، سدھارتھ نگر، یوپی ۷۴۔۱۹۷۳ء

ثانویہ: جامعہ سلفیہ مرکزی دارالعلوم بنارس دوسال، از: ۷۵۔۱۹۷۴ء تا ۷۶۔۱۹۷۵ء

عالمیت: جامعہ سلفیہ مرکزی دارالعلوم بنارس، ۴ر سال، از: ۷۷۔۱۹۷۶ء تا ۸۰۔۱۹۷۹ء

فضیلت: جامعہ سلفیہ مرکزی دارالعلوم بنارس، دوسال از: ۸۱۔۱۹۸۰ء تا ۸۲۔۱۹۸۱ء

چند مشاہیر اساتذۂ کرام:

نمونۂ سلف مولانا محمد ابراہیم رحمانی، مولانا محمد زماں رحمانی، مولانا عبدالحنان فیضی، مولانا محمد مستقیم سلفی، مولانا مختار احمد مدنی، مولانا محفوظ الرحمٰن مدنی، مولانا عبدالمعید بنارسی، ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری، مولانا محمد رئیس ندوی اور مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری۔

تدریسی خدمات:

(۱) مدرسہ عربیہ قاسم العلوم گلرہا، بدل پور، بلرام پور، بھارت ۸۳۔۱۹۸۲ء (ایک سال) (۲) جامعہ اسلامیہ سنابل (معہد التعلیم الاسلامی) دہلی بھارت ۸۴۔۱۹۸۳ء و ۸۵۔۱۹۸۴ء (دوسال) (۳) مدرسہ عربیہ قاسم العلوم گلرہا، بدل پور، بلرام پور (دوسری بار) ۸۶۔۱۹۸۵ء تا ۹۰۔۱۹۸۹ء (۵ر سال) (۴) مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ کرشنا نگر، کپل وستو نیپال، ۹۰۔۱۹۸۹ء تا مارچ ۱۹۹۶ء (۷ر سال) (۵) جامعہ سراج العلوم السّلفیہ، جھنڈانگر، نیپال، صفر ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۹۹۶ء تا وفات۔ (۶) کلیہ عائشہ صدیقہ، شاخ جامعہ سراج العلوم السّلفیہ، جھنڈانگر (جامعہ میں تدریس کے ساتھ) ۱۹۹۸ء تا ۲۰۰۳ء (۵ر سال)

اہم کتابیں جو زیر تدریس رہیں:

(۱) صحیح مسلم (۲) جامع ترمذی (۳) مشکاۃ المصابیح جلد دوم (۴) شرح العقیدۃ الواسطیۃ (۵) شرح العقیدۃ الطحاویۃ (۶) زبدۃ التفسیر من فتح القدیر (۷) تفسیر جلالین (۸) تاریخ التشریع الاسلامی (۹) فتح المنان بتسہیل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الإتقان في علوم القرآن(۱۰) فقہ السنۃ للسید سابق (۱۱)مختصرصحیح مسلم للمنذری۔

چندارشدتلامذہ:

(۱)مولاناسید معراج ربانی (۲) مولاناعبدالحکیم عبدالمعبود مدنی(۳) مولانا منصور احمدمدنی (۴)مولانا عطاء الرحمٰن بن عبداللہ سعیدی (۵)ڈاکٹرنسیم احمدعبدالجلیل سلفی مدنی(۶)مولانافضل الرحمٰن سراجی،وغیرہم۔

اہم عہدے ومناصب: ☆ریکٹرجامعہ سراج العلوم السّلفیہ،جھنڈانگر،نیپال☆جامعہ کی جامع مسجد کے مستقل خطیب☆ ایڈیٹر ماہنامہ ''السراج''☆ناظم ضلعی جمعیت اہل حدیث ،سدھارتھ نگر،یوپی،☆رکن تعلیمی کمیٹی جامعہ سراج العلوم السّلفیہ☆ نائب ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی☆سرپرست جمعیت اہل حدیث شہرت گڑھ☆جمعیۃ احیاء التراث الإسلامی کویت کے دعاۃ کے مشرف☆رکن مجلس شوریٰ ،جمعیۃ المتخرجین جامعہ سلفیہ بنارس،انڈیا،☆رکن مسلم مجلس مشاورت اترپردیش۔

تصنیف وتالیف اورترجمہ:

(۱)''فتنۂ قادیانیت''، الحمدللہ دوسرے ایڈیشن کی اشاعت جمعیت السلام للخدمات الانسانیہ بھیرہوا کے زیراہتمام ہوچکی ہے۔ (۲)''تحفۂ رمضان المبارک'' ۸/ایڈیشن طبع ہوچکے ہیں۔(۳) ''مختصرآداب حج وعمرہ وزیارت''(اردو)(۴)''مختصر آداب حج وعمرہ وزیارت'' (ہندی)(۵)''معلم نماز''(اردو،ہندی)(۶)''مختصرطریقۂ نماز''(۷)''مناسک حج وقربانی'' (۸)''عشرۂ ذی الحجہ اورقربانی'' (۹) ''اضلاع بستی وگونڈہ میں میاں سید محمدنذیرحسین محدث دہلوی کے تلامذہ کے دعوتی واصلاحی اثرات'' (۱۰)ضلع سدھارتھ نگر کے فارغین جامعہ سلفیہ کی تصنیفی خدمات''(زیرطبع)

والدصاحب کی غیرمطبوعہ کتابیں وچنداہم مقالات اوردیگر علمی وتحقیقی کام جوعنقریب شائع کیئے جائیں گےان شاءاللہ۔

(۱) اسلامی نکاح(۲)وضع المسلمین فی نیپال (۳) مجموعہ خطبات جمعہ(۴) اردوترجمہ وشرح أربعین نووی (۵)بدعت ،اقسام واحکام(ترجمہ) شیخ صالح فوزان الفوزان کے ایک تحقیقی مقالہ کاترجمہ(۶) مفتی مولانا عبدالحنان فیضی کے فتاوے(۷) شیخ الحدیث مولانا عبدالحنان فیضی کے دروس بخاری ج۱(۸)سلفی دعوت اوراس کے بنیادی أصول(۹) منہج سلف کے احیاء میں مولاناابوالکلام آزاد کا حصہ(۱۰) حدیث کی تشریعی حیثیت(۱۱) انسانی معاشرہ کی اصلاح میں اسلام کا رول(۱۲) فقہ اسلامی کی تاریخ اورمسائل کے استنباط میں محدثین کارول(۱۳) اعضاء کی پیوندکاری اورشریعت کاحکم(۱۴)فرقہ ناجیہ اوراس کاطریقہ کار(ترجمہ) شیخ محمد بن جمیل زینوکی کتاب **"علامة الفرقة الناجية والطائفة المنصورة"** کاترجمہ(۱۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث کے ناقل اوراسلام کےفقیہ(۱۶) اسلام میں بیت المال کی اہمیت،مؤلف خطیب الإسلام علامہ عبدالرؤف رحمانی، جھنڈانگری رحمہ اللہ (مراجعہ وتحقیق) (۱۷) ایمان وعمل، مولف خطیب الإسلام علامہ عبدالرؤف رحمانی ،جھنڈانگری رحمہ اللہ(تحقیق ومراجعہ)(۱۸) محدث امام ابوسلیمان محمدبن الخطابی:شخصیت اورعلمی ودعوتی کارنامے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ان کے علاوہ بہت سے علمی مقالات ہیں، جوان شاء اللہ جلد ہی منظر عام پر آئیں گے۔

سفر حج: الحمدللہ والد محترم رحمہ اللہ کو پہلی مرتبہ ۱۴۰۷ھ میں، دوسری بار ۱۴۱۶ھ، مطابق ۱۹۹۶ء، تیسری بار ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۰۰۹ء، میں امی اور بڑے بھائی مولانا سعود اختر سلفی اور سب سے چھوٹے بھائی عزیزم سعد سلمہ کے ساتھ، اور چوتھی مرتبہ ۲۰۱۳ء میں خادم الحرمین الشریفین کی ضیافت میں بھی حج کی سعادت میں حاصل ہوئی، جب کہ عمرہ کا موقعہ متعدد بار ملا ہے۔ فللہ الحمد

اولاد واحفاد: ۱۴/اولاد، ۸/بچے اور ۶/بچیاں، ۷/پوتے، ۴/پوتیاں، ۴/نواسے اور ۳/نواسیاں۔

وفات: ۲۲/اور ۲۳/اگست ۲۰۲۰ء کی درمیانی شب میں بارہ بج کر بیس منٹ بغرض علاج بٹول لے جاتے ہوئے راستہ میں روح قفس عنصری پرواز کرگئی، إنا للہ وإنا الیہ راجعون۔

جنازہ وتدفین: ۲۳/اگست ۲۰۲۰ء کو بعد نماز ظہر ناظم جامعہ مولانا شمیم احمد ندوی کی امامت میں ہزاروں سوگواروں نے نماز جنازہ ادا کی، عوام کی کثرت اور ہجوم کے باعث جنازہ گاہ میں متعدد جنازے ہوئے جن میں پہلی جماعت کی امامت والد محترم کے جگری دوست عم محترم مولانا شہاب الدین مدنی حفظہ اللہ ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی نے کرائی بعدہ مولانا محمد مستقیم سلفی (اٹوا) اور مولانا عبدالرحیم امینی نے بھی دوسری جماعتوں کی امامت کی اور جھنڈا نگر کی قبرستان میں اپنے والدین رحمہما اللہ کی قبروں کے قریب مدفون ہوئے۔ اللھم اغفرلھم وارحمھم وعافھم واعف عنھم۔

ہر جاننے والا سوگوار ہے

۲۰۲۰ عام الحزن بنتا جارہا ہے۔ دیکھتے دیکھتے اساطین علم وفضل اٹھتے جارہے ہیں، ماہنامہ السراج کے ایڈیٹر عالم ربانی شیخ عبدالمنان سلفی بھی انتقال کرگئے۔

آپ کی موت سے آپ کا ہر جاننے والا سوگوار ہے، آپ نے بے شمار طلبہ کی تربیت کی ہے، آپ کی تحریروں سے لاکھوں نے استفادہ کیا ہے اوران گنت لوگوں نے آپ کے خطابات سے گوہر علم وعمل چنا ہے۔ شیخ کے طلبہ اوران کے قریبی احباب ان پر ان شاء اللہ زیادہ تفصیل سے لکھیں گے۔ میں یہاں ذاتی ربط وتعلق کی بنیاد پر چند باتیں عرض کرنا چاہوں گا۔

میں پڑھنے کے زمانے سے افسانے لکھتا رہا ہوں۔ اس میں وقفہ بھی ہوتا رہا ہے۔ میرے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ طبیعت جس طرف مائل ہوجاتی ہے، ہو جاتی ہے۔ میں افسانے یا کوئی بھی ادبی نگارش یوں ہی وقت گزاری کے لیے نہیں لکھتا۔ اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی اعلا مقصد پوشیدہ ہوتا ہے۔ واٹس ایپ اور فیس بک کے عام ہونے کے بعد جب میرے افسانے شیخ عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ کی نگاہوں سے گزرے تو آپ نے ان کی بہت تعریف کی بلکہ ایک ادبی گروپ میں آپ نے حوصلہ افزائی کرتے ہوئے یہ تک کہا کہ آپ ایک خلا کو پر کررہے ہیں، سلسلہ باقی رکھیے۔ گروپ سے ہوتے ہوئے آپ پرسنل پر آئے اور خوب تعریفیں کیں اور حوصلہ بڑھایا۔ تب سے سلام وپیام کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا۔

(ثناء اللہ صادق تیمی)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عکس تحریر

درس نمبر ۴

مصائب و مشکلات سے نجات کا [illegible] دوسرا راستہ

"دعا اور [illegible] اظہار عاجزی"

"وقال ربکم ادعونی استجب لکم، إن الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین (الغافر: ۶۰)"

گذشتہ درس میں توبہ و استغفار کے تعلق سے گفتگو ہوئی تھی کہ وہ مصائب و مشکلات سے نجات کا بنیادی راستہ ہے۔ آج مصائب و مشکلات سے نجات کے دوسرے اہم راستے "دعا" کے تعلق سے گفتگو جاری ہے، دعا بھی مصائب و مشکلات سے نکلنے کا اہم ذریعہ ہے۔

ناظرین کرام! یہ بات ہم بخوبی جانتے ہیں کہ ہم سب اللہ کے محتاج ہیں اور وہ ہم میں سے کسی کا محتاج نہیں جیسا کہ اس کا ارشاد ہے "یا أیہا الناس أنتم الفقراء إلی اللہ وھو الغنی الحمید (فاطر: ۱۵)" اے لوگو تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ تو سب سے بے نیاز اور خوبیوں والا ہے۔

[illegible] حدیث میں دعا کو عبادت بلکہ افضل عبادت قرار دیا گیا ہے، اس لئے اللہ کو یہ بات پسند ہے کہ بندے اس کے سامنے اس کے آگے ہاتھ پھیلائیں اور ہر مصیبت اور پریشانی کے وقت اسی کو پکاریں اور اسی سے مدد طلب کریں۔ اور اپنی بے بسی کا اظہار کر کے اللہ کی قدرت کا اعتراف و اقرار کرتے ہوئے مصیبت کو ٹالنے کے لئے اسی سے امیدیں وابستہ کریں۔

اللہ نے دعا کا حکم دیا ہے "ادعونی استجب لکم، إن الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین" (الغافر: ۶۰)

تمہارے رب کا حکم ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا، بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں یعنی دعا سے اعراض کرتے ہیں وہ ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت ہے کہ "اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ معزز کوئی چیز نہیں"، اللہ تعالیٰ دعا نہ کرنے سے ناراض ہو جاتا ہے، ترمذی اور ابن ماجہ کی دوسری روایت جو حسن درجے کی ہے "من لم یسأل اللہ یغضب علیہ"، جو اللہ سے دعا نہیں کرتا اللہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

"لا یرد القضاء إلا الدعاء"، یعنی دعا تقدیر کو بھی بدل دیتی ہے۔

انبیاء کرام کا طریقہ تھا کہ وہ ہر مرحلے پر اللہ سے دعا کرتے تھے، ارشاد باری ہے

"إنہم کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رغبا ورہبا وکانوا لنا خاشعین (الانبیاء: ۹۰)"

یہ سب نیکی کے کاموں کی طرف لپکتے تھے اور [illegible] شوق اور خوف کے ساتھ ہم سے دعا کرتے تھے وہ ہمارے سامنے جھکے جانے والے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نمونۂ نظم

بیماروں کو اِکسیر شفا کیوں نہیں دیتے؟
دل شاد ہو جس سے وہ دوا کیوں نہیں دیتے؟

اوہام گزیدوں کو بصد حکمت و شفقت
توحید کا تریاق پلا کیوں نہیں دیتے؟

عطار کی صورت میں زہر بانٹ رہے ہیں
چہرے پہ پڑا پردہ ہٹا کیوں نہیں دیتے؟

ناراض جو اپنے ہیں، الگ کٹ کے کھڑے ہیں
الفت سے بھرا جام لڑھا کیوں نہیں دیتے؟

گھر جس کے سبب آپ کا تقسیم ہوا ہے
نفرت کی وہ دیوار گرا کیوں نہیں دیتے؟

وہ گندے عقائد ہوں کہ اعمالِ رذیلہ
سب مل کے انہیں جڑ سے مٹا کیوں نہیں دیتے؟

ہو نغمۂ توحید کہ تکبیر فلک بوس
خوابیدہ مسلماں کو سنا کیوں نہیں دیتے؟

صہیونی درندے ہیں، جو سب بھونک رہے ہیں
اسلام کے شیروں کو جگا کیوں نہیں دیتے؟

بوبکر و عمر، حیدر و عثماں سے ہے نسبت
اسلام کے اعداء کو بتا کیوں نہیں دیتے؟

شکوہ ہے عبث؟ امتِ مرحومہ ہے مظلوم!
ہم روحِ بلالی سے اذاں کیوں نہیں دیتے؟

خطرہ ہے پرندوں کو اگر اپنے چمن میں
زاغوں کے نشیمن کو جلا کیوں نہیں دیتے؟

وہ جس نے تری روح کو سرشار کیا ہے
اس بندۂ مومن کو دعا کیوں نہیں دیتے؟

مولانا عبدالمنان مومن سلفی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

Daily HAMARA SAMAJ Delhi
روزنامہ ہمارا سماج دہلی

مولانا عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ کی وفات پر علماء وادباء کی تعزیت کا سلسلہ جاری

سدھارتھ نگر 26اگست، پریس ریلیز،
ہماراسماج: معروف علمی شخصیت مولانا عبد المنان رحمہ اللہ سلفی کی وفات پر معروف علمی شخصیات کا تعزیتی سلسلہ جاری ہے۔ڈاکٹر انوار الحق کلکتہ یونیورسٹی میڈیکل کالج مغربی بنگال کے پروفیسر نے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا "ناسلفی زمانے طالبعلمی میں مجھ سے چار سال بینئر تھے علاقے کے ہونے کی وجہ سے ھم لوگوں سے اچھے مراسم تھے 'شیخ مجھے اپنا چھوٹا بھائی مانتے تھے۔وھی طالبعلمی کا تعلق تھا کہ میں نے کہ میں نیاپنی دونوں بیٹیوں کا نکاح آپ ھی سے پڑھوایا۔آپ ایک مدرس ھی نھی ایک اچھے خطیب وواعظ بھی تھے وہ نکاح میں صرف ایجاب وقبول ھی نھی بلکہ وہ سامعین سے نصیحت آموز مختصر خطاب بھی کرتے تھے۔

پرنسپل دارالہدیٰ یوسف پور۔مولانا عبدالرحیم امینی نے کہا کہ شیخ عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ کی وفات سے جمعیت وجماعت کا کلیجہ صدلخت ھوکر رہ گیا۔ضلعی جمعیت اپنیفعال و متحرک سکریٹری سے محروم ہوگی۔آپ ملی وسیاسی مسائل پر مثبت وتعمیری مشورے اور صحیح سمتوں کا تعین کرکے اپنی دوراندیشی اور عقابی نظر کا ثبوت دیا کرتے۔اپنے مخصوص مقالے مضامین کے ذریعہ نہ صرف یہ کہ نیا رنگ واھنگ بخشا بلکہ نئی بلندیوں تک پہچایا آپ کے انتقال سے پوری امت سلامیہ کا خسارہ ھوا ہے۔احمد بن حنبل کے۔سکریٹری ڈاکٹر ثاقب ہارونی نے اپنے تعزیتی بیان میں گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہ مولانا محمد اکرم عالیاوی نے کہا بھائی جان کے رخصت ہونے سے جو خلا ھوا ھے اس کا پرھونا مشکل نظر آتا ہے آپ بہترین اعلی اخلاق انسان تھے اوراس کے علاوہ بہت سی خوبیاں تھیں آپ کے اندر ھمارے پنچ چچا سے ھمارے سترہ بھائی تھے سب سے انکا تعلق دوستانہ و مشفقانہ تھے اللہ آپکی مغفرت فرمائے اور ھمارے بھانجوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔عبدالعزیز شاھد جھنڈانگری نے کہا طرفین سے وہ ھمارے برادر نسبتی تھے ھمارے چھوٹے عم زاد بھائی محمد اکرم سلمہ سے آپ کی بہن منسوب تھیں۔ھمارے بچے انکو ماموں اوان کے بچے ھم لوگوں کو ماموں کہتے اس ھم لوگوں میں کافی مزاق بھی چلتا رہتا تھا بھائی جان اچھے اخلاق کے مالک تھے دوستوں کے بہترین دست تھے۔آپ سات سالوں تک ھمارے مدرسہ خدیجۃ الکبری میں درس وتدریس سے جڑے رہے اور نیپال ماہنامہ نور توحید کے نائب مدیر تھے آپ کی شہرت ایک اچھے خطیب کی تھی۔ابھی دو ماہ قبل طبیعت کے ناسازی کے باوجود ھمارے چھوٹے بھائی کی تقریب نکاح میں نا یہ کہ شرکت فرمائیں بلکہ آپ نے ھی نکاح بھی پڑھائی۔مولانا عبدالمنان سلفی ایک علمی وادبی شخصیت کا نام ہے 1980 سے ہمارے تعلقات آپ سے وابستہ رہے وہ نہایت خلیق ملنسار منکسر المزاج انسان تھے۔جب ملتے حد درجہ شفقت سے پیش آتے ان سے ہمارے تعلقات خاندانی ھیں آپ کے والد مفتی مولانا عبدالحنان رحمہ اللہ ہمارے مشفق استاد تھے۔اللہ رب العزت سے دست بدعا ھوں کہ آن کے انسانی لغزشوں کو درگزر فرماتے ھوے جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جو قلمی خدمات انھوں نے انجام دیا ھے اسکو ان کیلئے صدقہ جاریہ بنائے۔ڈاکٹر سعید احمد اثری مہتمم جامعہ خدیجۃ الکبریٰ جھنڈانگر نیپال نے کہا مولانا عبد المنان سلفی رحمہ اللہ کے انتقال سے ھمارا پورا خانوادہ غم زدہ ھے اللہ ان کی خدمات کو شرف قبولیت بخشے آمین۔ھم کافی غم زدہ ھیں مزید کچھ کہنے کے پوزیشن میں نھیں ہیں اللہ ھمارے بھانجے بھانجیوں وبہن کو اس بڑے آزمائش میں ثابت قدم رکھے اور صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔تعزیت کا سلسلہ جاری ہے یہ اطلاع زاھد آزاد جھنڈانگری نے دی ہے۔

> مولانا عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ کی زندگی کے کئی نمایاں پہلو ہیں جو لائق ستائش بھی ہیں اور قابل اتباع بھی، جس کی بنیاد پر اپنے ہم عصروں میں ایک امتیازی حیثیت رکھتے ہیں، مولانا رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ دعوت وتبلیغ اور اللہ رب العالمین کی وحدانیت کو عام کرنے میں صرف کردی۔
>
> عبدالعظیم مدنی جھنڈانگری

مولانا عبد المنان سلفی رحمہ اللہ کو سعودی عربیہ کے مفتی حرم مکی ڈاکٹر وصی اللہ عباس حفظہ اللہ کی تعزیت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مکتوب کویت: فضیلۃ الشیخ عارف جاوید محمدی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ISLAMIC DAAWA CENTRE
(Urdu Speaking Community)

مركز دعوة الجاليات
(الناطقين باللغة الأردية)

التاريخ :

المرقم :

۲۴/اگست ۲۰۲۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرکز دعوۃ الجالیات (کویت) کا تعزیتی پیغام

عزیزی ءمکرم / جناب سعود بن شیخ عبدالمنان (رحمہ اللہ)۔ حفظکم اللہ ورعاکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔۔۔۔۔۔ وبعد''

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوں گے' اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کو ایمان وعمل صالح اور صحت وعافیت والی بابرکت عمر عطا کرے۔ اور آپ کو اپنی حفظ وامان میں رکھے' اور اپنے والدگرامی (رحمہ اللہ) کا حقیقی جانشین بنائے۔ آمین!

گزشتہ روز آپ والدگرامی کی وفات حسرت آیات کی اندوہناک خبر موصول ہوگئی۔ دلی صدمہ ہوا۔ قحط الرجال کے اس دور میں ایسے راسخ فی العلم علمائے ربانی کا دنیا سے اٹھ جانا بہت بڑا سانحہ اور حادثہ کبریٰ ہے۔ (إنا لله وإنا إليه راجعون) حقیقت یہ ہے کہ مولانا عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ ایک عظیم مذہبی اسکالر اور عالم اسلام کی متاع عزیز تھے۔ ان کے سانحہ ارتحال سے جماعت ایک عالم ربانی' خطیب وادیب اور مرکزی رہنما سے محروم ہوگئی۔ اور سچ ہے کہ (موت العالم موت العالم) عالم ربانی کی موت ایک جہان علم وعرفان کی موت ہوتی ہے۔ اور علماء حق کا دنیا سے اٹھ جانا علم کے اٹھ جانے کا پیش خیمہ ہے' اور قرب قیامت کی علامات میں سے ہے۔ (إن العين تدمع والقلب يحزن ولا نقول الا ما يرضى ربنا ' وإنا براقه لمحزونون)۔ اس عظیم حادثہ پر ہم اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر پر صبر ورضا کا مظاہرہ کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے برادر عزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ہمہ جہت دینی خدمات اور علوم کتاب وسنت کی نشر واشاعت ان کی جہود ومساعی اور قابل قدر کاوشوں کو شرف قبولیت عطا کرے۔ اور ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ اللہ رب العزت ان کی حسنات قبول فرمائے اور ان کی بشری لغزشوں سے درگزر فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ اور آپ اور آپ کے تمام اہل خانہ اور جملہ لواحقین' اور شیخ محترم کے تمام احباب ومتعلقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

عزیزی مکرم! شیخ عبدالمنان سلفی رحمہ اللہ ۔۔ ہمارے بہت ہی پیارے اور دیرینہ دوست تھے۔ وہ جب بھی کویت تشریف لاتے' ہمیں ان کی میزبانی کا شرف حاصل ہوتا۔ ان کا قیام مرکز دعوت الجالیات کی رہائش گاہ میں ہوتا۔ انہوں نے مرکز دعوت الجالیات کی دعوت پر بار ہا مرکز کے ماہانہ اجتماع (قرطبہ) سے خطاب فرمایا اور دروس وخطبات جمعہ بھی ارشاد فرمائے۔ ان کی جدائی کا صدمہ بہت ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ۔۔۔۔ رفتید ولے نہ از دل ما

مرکز دعوۃ الجالیات (کویت) کے جملہ احباب آپ کے شریک غم ہیں' اور آپ کے تمام خاندان اور حضرت کے تمام لواحقین سے اظہار تعزیت کرتے ہیں اور دعا گو ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ آمین!

شریک غم آپ کا بھائی

عارف جاوید محمدی (رئیس مرکز دعوت الجالیات۔ کویت)

عارف جاوید المحمدی
رئیس مرکز دعوۃ الجالیات

ص.ب: ٢٨٠٤ حولي - الرمز البريدي ٣٢٠٢٩ الكويت - تلفون: ٢٢٥٧٤٩١٢/٤ - ٢٢٥٣١٢١٩ داخلي ١١٥/١٩٠ - فاكس: ٢٢٥٢٨٢٥١ - تلفون المركز: ٢٤٧٣١٠٥٩
P.O. Box: 2804 Hawalli, Code 32029 Kuwait - Tel.: 22574912/4 - 22531219 Ext. 115/190 - Fax: 22528251 - Tel. Main Off.: 24731059
www.islamkw.com - Email : hmishaq68@gmail.com

Scanned with

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

Monthly

NOOR-E-TAUHEED

Vol: 33, Issue: 4,8, Aug., December 2020

Krishna Nagar 2, Kapilvastu, Nepal

E-mail: attauheed-2@hotmail.com

ملک نیپال کا ممتاز تعلیمی، دعوتی ورفاہی ادارہ

مرکز التوحید
کرشنانگر، نیپال

جس کی نگرانی میں درج ذیل شعبہ جات سرگرم عمل

نیپال کی پہلی اقامتی نسواں درسگاہ

جامعۃ خدیجۃ الکبریٰ
جھنڈانگر، نیپال

امت مسلمہ کی بچیوں کو ایمان وعمل کی راہ پر چلانے کی ایک مخلصانہ کاوش

اسلام کی حقیقی نمائندہ تحریریں

ماہنامہ **نور توحید** کرشنانگر، نیپال

ملک نیپال کا سب سے قدیم اسلامی رسالہ

عبدالعظیم مدنی جھنڈانگری

صدر مرکز وناظم اعلی جامعہ ہذا